Issue 7

سب کر رہے تھے میری حمایت اسی لیے
اپنے خلاف جنگ میں ،میں سر بکف رہا

-انعام اعظمی-

Celebrating
ONE
YEAR

دوماہی سربکف برقی مجلہ

مدیر- فقیر شکیب احمد

جولائی، اگست
۲۰۱۶

سال نمبر

- تبلیغی جماعت کی مقبولیت کو سمجھیں
- طعام میت کی رسومات
- یارسول اللہ ؟؟؟
- فتاویٰ ٹی وی

Sarbakaf

سربکف پبلیکیشنز
Sarbakaf.blogspot.com

برقی مجلہ
سر بکف
دوماہی

جلد ۲ | جولائی، اگست ۲۰۱۶ | شمارہ ۴

مدیر: فقیر **شکیب احمد** عفی عنہ

دوماہی "سر بکف" آن لائن مجلہ کی برقی کتاب کسی بھی تبدیلی کے بغیر بلا اجازت تقسیم کی جا سکتی ہے۔ مجلہ کے کسی بھی حصے سے متن کاپی کیے جانے کی صورت میں حوالہ دیا جانا ضروری ہے۔ بصورتِ دیگر یہ شرعی، اخلاقی و قانونی جرم قرار پائے گا۔

اس برقی کتاب کو کسی بھی صورت میں قیمتاً فروخت کرنا سخت منع ہے، خواہ قیمت کتنی ہی قلیل ہو۔

اپنی تحریریں اس ای میل پر روانہ کریں:

SarbakafMagazine@gmail.com

فیس بک لنک:

http://Facebook.com/SarbakafMagazine

بلاگ لنک:

http://Sarbakaf.blogspot.com

فہرست

سب کر رہے تھے میری حمایت اسی لیے
اپنے خلاف جنگ میں، میں سربکف رہا

-انعام اعظمی-

ادار یہ

اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّكَ الَّذِىۡ خَلَقَۚ ۝۱

پڑھو اپنے پروردگار کا نام لے کر جس نے سب کچھ پیدا کیا۔(سورہ ۹٦ ،العلق :۱)

سربکف کے ایک سال

(روداد)

مدیر

یہ ۲۱ رر مضان، ۲۰۱۵ء کی بات ہے۔ سحری کے بعد کا وقت تھا۔ ہم تلاوتِ قرآن کے بعد لیپ ٹاپ پر کوئی تحریر کمپوز کر رہے تھے کہ یکایک ایک خیال آیا۔ خیال اتنا اچھا تھا کہ جیسے جیسے اس پر سوچتے گئے، ہماری دلچسپی بڑھتی گئی۔ اور خیال تو پھر خیال ہے، اس خدشے سے کہ مبادا بھول نہ جائیں، ہم نے اس آئیڈیے کو حسبِ عادت نوٹ کر لیا۔

فوراً ہی فیس بک پر عباس خان صاحب سے مکالمے میں گفتگو شروع ہوئی۔ ہم نے کہا کہ فیس بک پر مختلف حلقوں میں احباب کی تحقیقات سامنے آتی رہتی ہیں، کیوں نہ ان تحاریر کو شامل کرکے ایک مجلہ کا آغاز کیا جائے! دورانِ گفتگو پتہ چلا کہ "اہلِ حق" پلیٹ فارم سے بھی پہلے ایسی تجاویز سامنے آئی تھیں لیکن اس پر عمل درآمد نہ ہو سکا تھا۔

اور دیکھیں صاحب! کسی بھی تجویز پر عمل درآمد نہ ہوسکنے کا بنیادی سبب یہی ہوتا ہی کہ اسے ٹال دیا جاتا ہے۔ بس، پھر کیا تھا۔ فقیر نے اسی وقت مضمون لکھنا شروع کر دیا، کہ نہ ٹال مٹول ہوگی اور نہ تجویز پر عمل نہ ہونے کا امکان پیدا ہوگا۔

مجلہ کے نام کا انتخاب بھی بڑا دلچسپ رہا۔ اقبالؔ کی "بالِ جبریل" کھولی اور اشعار میں سے الفاظ چن چن کر ڈھیر لگاتے رہے۔ پھر ان ناموں میں سے خود ہی بقیہ کو چھانٹا تو فقط تین یا چار باقی رہ گئے۔ ایک بار پھر "عوام" سے مشورہ کرتے ہوئے یہ کچھ نام پیش کر دیے کہ اور مزید کسی نام کی تجویز دینے کے لیے کہا۔ یاد پڑتا ہے کہ "شمشیر" اور "قلم تلوار" وغیرہ کی طرز کے نام تھے۔ ان ناموں میں سے فقیر پر تقصیر اور عباس خان صاحب دونوں کو مشترکہ طور پر وہی نام پسند آیا جسے ہم عموماً سر دھنتے ہوئے ادا کرتے ہیں، یعنی "سربکف"۔

ابتدائی خاکے کے طور پر ہم نے ماہنامہ اللہ کی پکار کو سامنے رکھا اور اس کی خاص باتیں نوٹ کیں۔ اسی کی طرز پر زمرہ جات کے ساتھ آیات یا احادیث مع حوالہ درج کیں۔ پہلے شمارے کے لیے مضامین کے حصول کی خاطر باقاعدہ پوسٹ بنائی گئی، جس میں زیادہ تر تبصرے اس متعلق وضاحت کرتے لکھنے پڑے کہ یہ مجلہ کیا ہو گا۔ (یقین کریں کئی نے تو "مجلہ" اور "برقی" کا بھی معنی دریافت کیے اور کئی کئی بار دریافت کیے۔ ہم بھی بتایا کیے کہ صاحب مجلہ "میگزین" کو کہتے ہیں اور برقی سے مراد "آن لائن" ہے۔) اور کوئی تعجب کی بات نہیں کہ بہت کم لوگوں نے تحاریر بھیجیں۔ ہم بھی دھن کے پکے تھے، اللہ کا نام لے کر کام شروع کر دیا۔ یوں سربکف کا آغاز ہوا۔ ہم نے یہ بھی سوچ رکھا تھا کہ ان شاء اللہ ہر شمارے کے سرورق پر ایک شعر ایسا شامل کریں گے جس میں "سربکف" آتا ہو۔ اور الحمد للہ اب تک یہ سلسلہ جاری ہے، بلکہ چند اعلانات کے بعد اب تو شعراء کرام نے سرورق کے لیے اپنے اشعار بھی پیش کرنا شروع کر دیے ہیں۔

یہاں ایک بات اور بتاتا چلوں۔ پہلا شمارہ شائع ہونے کے کافی بعد ہمیں یہ خیال آیا کہ دوماہی مجلہ کے مطابق سربکف "دسمبر" کے مہینے ہی میں ختم ہو گا یا نہیں؟ یعنی یہ تو نہیں کہ شمارے "نومبر، دسمبر کا شمارہ" کی بجائے "دسمبر، جنوری کا شمارہ" کے نام سے نکلیں۔ یہاں اللہ نے لاج رکھی کہ پہلا شمارہ "جولائی، اگست" رہا جو صد فیصد غیر شعوری طور پر ہوا تھا اور یوں یہ مسئلہ نہ ہوا۔

پہلا شمارہ شائع ہوتے ہی سب سے پہلے ہم نے "سربکف ا "کی فائل بزمِ اردو لائبریری میں شامل کرنے کے لیے مشفق چچا جان اور شاعری میں عاجز کے استاد محترم اعجاز عبید صاحب (حیدر آباد) طول اللہ عمرہٗ کو ارسال کر دی۔ بزمِ اردو لائبریری اردو یونیکوڈ کتابوں کا وہ ذریعہ ہے جس پر اپنے شماروں کو شامل ہوتا دیکھ کر عاجز کو بجا طور پر فخر ہے۔ اور صحیح بات تو یہ ہے کہ چچا جان کی جانب سے ملنے والا حوصلہ ہی عاجز کا قیمتی ترین اثاثہ تھا۔ چچا جان وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے مجلہ کو پذیرائی بخشی تھی۔

ایک دن پروجیکٹ یورز ویپ کے فاؤنڈر جناب عاقب انجم عثمانی صاحب نے فون کیا اور ان سے سربکف کے متعلق گفتگو ہوئی، انہوں نے بخوشی اپنی سائٹ پر سربکف کے لیے ایک سیکشن مخصوص کر دیا۔ کچھ ہی عرصہ میں دعوت الی اللہ (DawatIlallah.com) کے فاؤنڈر جناب حافظ اویس شیخ صاحب کا گجرات سے فون آیا جس میں انہوں نے

اپنی سائٹ کے مختلف مسائل ڈسکس کرنے کے ساتھ ساتھ ازخود سربکف کو بہت اشتیاق سے اپنی سائٹ پر شامل کرنے کے بارے میں کہا۔ اندھا کیا چاہے، دو آنکھیں!

سربکف کے تیسرے شمارے سے کثیر تعداد میں تحاریر موصول ہونے لگیں۔ یہ اور بات ہے کہ ساری تحاریر شامل نہیں کرتے تھے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ ہم "معیار" پر سمجھوتا نہیں کر سکتے۔ آپ مجلہ میں کیا شامل کرتے ہیں، وہی اس مجلہ کی پہچان بنتا ہے۔ وہ "سربکف ۳ "ہی کی اشاعت تھی جب بفضل تعالیٰ سربکف مقبولیت کو گویا پر لگ گئے۔ شمارہ ۳ کی اشاعت کے کچھ دنوں بعد ہم نے "امام گوگل" سے SarBakaf کے بارے میں استفسار کیا۔ واضح رہے کہ بالکل شروع کے دنوں میں ہم پہلے بھی یہ سوال پوچھ چکے تھے اور اس وقت جواب میں صرف سربکف کا فیس بک صفحہ نظر آتا تھا، وہ بھی کوئی چوتھے پانچویں نمبر پر۔ لیکن اس مرتبہ جب گوگل نے جواب دیا تو ہم مارے حیرت کے کرسی پر پہلو بدلنے لگے۔ صفحات پلٹتے گئے اور تقریباً تمام نتائج پر سربکف کا "سایہ" دیکھ کر بے ساختہ زبان سے الحمدللہ نکلا۔ کسی نے اپنی ویب سائٹ پر، کسی نے بلاگ پر، کسی نے ٹوئٹر کے ذریعے، کسی نے فیس بک کے توسط سے، غرض یوں لگ رہا تھا کہ سب ہاتھ بٹا رہے ہوں۔ پتہ نہیں کون اللہ کے بندے تھے جو مجلہ کو دھڑا دھڑ پھیلائے جا رہے تھے۔ بلاگ وزٹر کاؤنٹر کا گراف دیکھا تو اوپر ہی اوپر اٹھتا جا رہا تھا، بلاگ پر ٹریفک ایک ہی دن میں قابلِ دید تھی۔ ہمیں بے ساختہ اپنے اللہ پر پیار آیا کہ جس نے ہماری ٹوٹی پھوٹی محنت کی تشہیر کے لیے یہ غیبی مدد فرمائی تھی۔

اس کے علاوہ بھی کئی پی ڈی ایف ہوسٹنگ ویب سائٹس پر شمارے ڈالنے کی کوشش کرتے رہے، کہ اصل کام بلاگ ٹریفک بڑھانا نہیں بلکہ مجلہ کا لوگوں تک پہنچانا تھا۔ ویب سائٹ کے اونر کو بذریعۂ فون ورنہ بذریعۂ ای میل ان سے مجلہ کو شامل کرنے کی درخواست کرتے رہے جسے تقریباً تمام جگھوں سے شکریہ کے ساتھ قبول کر لیا گیا۔

کئی سائٹس اور دیگر اداروں سے یہ دوستانہ "ڈیل" طے ہو گئی کہ آپ مجلہ میں ہماری سائٹ کا اشتہار دیں اور ہم سربکف کو اپنی سائٹ پر شامل کریں گے۔ اور ہم اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ اللہ کے یہ مخلص بندے اشتہار کے لیے ہرگز یہ کام نہیں کر رہے۔ ان کے کام کا اجر نہ ہمارے مجلہ میں شامل اشتہارات ہیں اور نہ ہی ہماری تعریف و ستائش! اجر اس ہستی کے ہاتھ میں ہے جس نے بہت کم مقدار پر بھی بہت زیادہ اجر و ثواب کا وعدہ کر رکھا ہے، اور وہی بہترین بدلہ عطا فرمائے گا۔

ایک اور دلچسپ واقعہ بتاتا چلوں۔ آپ کو علم ہو گا کہ کوئی بھی پروڈکٹ اپنی فزیکل شکل پاتے ہی کاپی رائٹڈ ہو جاتا ہے۔ آج کل کاپی رائٹ کی خلاف ورزی بڑی عام سی بات ہو گئی ہے اور حد تو یہ ہے کہ بڑے دھڑلے سے ہو رہی ہے۔ اللہ جانے کہ اس "گروہ" کو دوسروں کے کام اپنے نام کرنے کا چسکا کیوں لگا ہوا ہے۔ ادبی تحاریر میں خیانت تو ایک طرف، یہ لوگ دینی مواد کو بھی نہیں چھوڑتے۔ بقیہ کا تو علم نہیں، لیکن دینی تحاریر میں خیانت تو یہ "مقدس" گروہ شاید ثواب سمجھ کر کرتا ہو گا۔

خیر! سربکف کے بلاگ پر ہم نے مجلہ کا متن بھی زمروں کے مطابق ڈال دیا تھا۔ ایک دن یوں ہی بیٹھے بیٹھے محض یہ جانچنے کے لیے کہ کہیں کوئی اور تو بغیر اجازت متن کا استعمال نہیں کر رہا... ہم نے گوگل میں کسی تحریر کا ایک فقرہ (اردو) تلاش کیا۔ سرچ رزلٹ میں فقط ۲ نتائج متوقع تھے۔ ایک تو سربکف کا آفیشیل بلاگ، اور دوسرا بزمِ اردو لائبریری۔ لیکن تلاش کے نتائج میں موجود تیسرا رزلٹ ہمیں چونکا گیا۔ وزٹ کرنے پر پتہ چلا کہ بالکل ہمارا ہی مجلہ ہے اور اللہ کا شکر کہ تمام تحاریر اصل مصنفین کے نام کے ساتھ ہی درج تھیں۔ اوپر میں "مدیر" کے ساتھ مابدولت کا نام جگمگا رہا تھا۔

ہمیں غصہ بھی آیا کہ اللہ کے بندے اگر شامل کرنے سے قبل ہمیں بھی بتا دیتے تو ہم کون سا انکار کرنے والے تھے، بلکہ خوشی ہی ہوتی۔ چونکہ ہم نے فائل سوائے استاد محترم اعجاز عبید کے کسی کو نہ دی تھی، اس لیے ان سے پوچھا تو انہوں نے سائٹ اونر کا ای میل دے دیا۔ ای میل پر غالباً رابطہ نہ ہو سکا تو بذریعہ ٹوئٹر رابطہ کر کے انہیں "تنگ" کیا۔ کچھ دنوں میں مذکورہ سائٹ (Punjund.com) کے فاؤنڈر جناب وقاص صاحب کی ای میل موصول ہوئی اور انہوں نے بتایا کہ اعجاز صاحب نے انہیں اپنی لائبریری سے کتب لینے کی اجازت دی ہوئی ہے، جس میں کوئی تبدیلی نہیں کرتے اور نہ ہی مجلہ کی اصل فائل کسی کو دیتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے "آفر" پیش کر دی کہ آپ پسند فرمائیں تو براہِ راست یہ فائل ہماری ویب سائٹ "پنجند" کے لیے دے سکتے ہیں۔ واہ صاحب! ہمیں کیا اعتراض ہو سکتا تھا، بخوشی منظور کر لیا۔

یہ تو ہوئیں اچھی اچھی باتیں! کچھ دل جلوں کا بھی احوال سن لیجیے۔ مختلف فورمز وغیرہ پر جب "سربکف" کو پیش کیا تو جہاں پذیرائی ملی، وہیں کچھ رقیبانِ روسیاہ نے جل کر جوابی نعرہ لگایا، "سربریدہ"... بے ساختہ لبوں پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔ کیا کریں صاحب! امت کا مسئلہ ہی یہی ہے کہ جو کچھ اچھا کرے اسے کرتے نہیں دیکھ سکتی۔ ہم نے بھی جواباً بڑے

ادب سے عرض کیا۔ ”بہت شکریہ۔ کیا یہ آپ کی جانب سے مجلہ کے نام کی تجویز تھی؟ اگر ہاں تو معذرت خواہ ہوں۔ مجلہ کا نام پہلے ہی طے کیا جا چکا ہے۔“

پھر کیا ہونا تھا، موصوف نے کوئی جواب نہیں دیا۔

دو مرتبہ اکاؤنٹ ہیک کرنے کی کوشش کی بھی گئی۔ یاد پڑتا ہے کہ ”ممبئی“ سے اکاؤنٹ کھولنے کی کوشش کی گئی تھی اور چونکہ ہم ناگپور (کامٹی) میں ہوتے ہیں تو گوگل نے بروقت ہوشیار کرتے ہوئے سرخ رنگ کی روشنائی میں پوچھا کہ صاحب کیا آپ ممبئی میں پہنچ گئے ہیں؟ ہم نے انکار کیا تو کہنے لگے کہ ممبئی سے آپ کے اکاؤنٹ پر ”حملہ شریف“ ہوا ہے اس لیے بہتر ہو گا کہ پاس ورڈ بدل دیں، چنانچہ ہم نے پاس ورڈ بدل دیا۔

سر بکف کے اس ایک سالہ سفر میں اگلا اہم سنگِ میل ”سر بکف پبلیکیشنز“ کے زیرِ اہتمام مفت کتابیں ای پبلش کرانے کا رہا، جس کے اعلان کے بعد کئی احباب نے اپنی تصانیف بھیجیں۔ بد قسمتی سے ابھی ان کتابوں پر کام کرنے کے لیے رضا کار آگے نہیں بڑھے ہیں، لیکن جلد یا بدیر اللہ کی ذات سے امید ہے کہ صدقۂ جاریہ سمجھتے ہوئے اس میں بھی احباب اسی طرح تعاون فرمائیں گے جس طرح اب تک فرماتے رہے ہیں۔ رضا کار نہ ہونے کے سبب ”غیر مقلدین کا فرار“ نامی ۵۰ صفحات پر مشتمل مولانا عبد الرشید صاحب قاسمی سدھارتھ نگری کا رسالہ، سر بکف ۶ کے ساتھ فقیر نے خود ہی تھوڑی کوشش کے ساتھ مکمل کر کے شائع کر دیا۔ یہاں میں مولانا عبد الرشید صاحب کا (جو مجلسِ مشاورت کے رکن بھی ہیں) بہت شکر گزار ہوں جنھوں نے تشہیر کا سارا بار خود اٹھایا اور ماشاء اللہ رسالے کو خوب پھیلایا۔ ردِّ غیر مقلدیت ہی کے زمرے میں آپ کی ایک اور کتاب ” انوار الحجۃ“ پر فی الوقت کام شروع ہے۔

آخر میں یہ عاجز بے انتہا ممنون ہے مفتی آرزومند سعد صاحب اور مولانا ساجد خان صاحب نقشبندی حفظہما اللہ کا کہ جنھوں نے ہر قدم پر حوصلہ افزائی کی۔ پہلے ہی شمارے سے مفتی صاحب کی ایک تحریر ” جھوٹے اہلِ حدیث“ قسط وار شائع ہوئی تھی جسے بعد میں مفتی صاحب نے مزید اضافہ کر کے ”سر بکف پبلیکیشنز“ کے تحت شائع کرنے کے لیے ارسال فرمایا ہے۔ مشفقی مولانا ساجد خان صاحب چونکہ رسالہ ”نورِ سنت“ (جو ردِّ بریلویت پر کراچی سے شائع ہوتا ہے) سے بھی متصل ہیں، اس لیے بہت مفید ٹپس بتائیں کہ کس طرح مجلہ کو مزید مزین کیا جا سکتا ہے۔ وقتاً فوقتاً ان سے عاجز مشورہ لیتا رہتا ہے اور شفقت اور حوصلہ افزائی پر بے اختیار ان دونوں محترم شخصیات کے لیے دعا گو رہتا ہے۔

ایک اور مخلص ساتھی ہیں جناب عطاء رفیع صاحب (Founder: typo.pk) ان کا کام بھی پبلشنگ وغیرہ کا ہی ہے۔ چنانچہ جب بھی ہم نے کسی ٹیکنیکل مسئلہ کا ذکر کیا، آپ بہت ہی محبت بھرے انداز میں ہمیشہ تعاون کرتے رہتے ہیں اور مجلہ کی آرائش کے متعلق مختلف کار آمد مشوروں سے نوازتے رہتے ہیں۔

ع

کس کس کا نام لوں کہ سبھی بے مثال ہیں

فقط تحدیثِ نعمت کے طور پر یہ چند باتیں اور حالات ذکر کیے ہیں۔ ورنہ ہم کیا ہیں اور ہمارا کام کیا ہے، یہ ہم بھی جانتے ہیں اور ہمارا رب بھی جانتا ہے۔ کیا خبر ہمارے قلم بہک بھی جائیں اور ہمیں خبر تک نہ ہو... ہم خود کو علامۂ زمان ہی سمجھتے رہ جائیں! کیا خبر ہمارا کون سا قدم ربِّ ذوالجلال کو ناراض کر دے جسے ہم قربِ الٰہی کا ذریعہ سمجھتے رہ جائیں۔

اَللّٰھُمَّ احۡفَظۡنَا مِنۡ کُلِّ فِتَنٍ۔ مَا ظَھَرَ مِنۡھَا وَمَا بَطَنَ۔

پیارے اللہ! تمام شرور وفتن سے ہماری حفاظت فرما۔ جونہی ہمارا قلم بہکے تو ہمارا قلم خشک کر دے، قدم راہِ اصلی سے منحرف ہوں تو قدم یوں منجمد کر دے کہ وہ اٹھنے سے انکاری ہو جائیں، زبان سے حق کے سوا کوئی بات نکلنے سے پہلے تو اسے مقفل کر دے۔

ربا! یہ سربکف یونہی دمکتا رہے، چمکتا رہے۔

گناہوں کی نحوست سے دل سیاہ ہو چلے ہیں... ایسی رحمت برسا کہ ہمارے قلوب بھی چمک جائیں...

تو ہمیں پیارا ہو جائے، ہم تیرے پیارے بن جائیں...

ایسا کر دے مرے مالک کہ وفادار رہوں

میں سدا تیری محبت میں گرفتار رہوں

فقیر شکیب احمد عفی عنہٗ

بروز اتوار، ۱۰:۴۵ بجے صبح

☆☆☆

قرآنِ مقدس

فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ ﴿۴۵﴾

لہٰذا قرآن کے ذریعے ہر اس شخص کو نصیحت کرتے رہو جو میری وعید سے ڈرتا ہو۔ (سورہ ۵۰، ق: ۴۵)

تحدیثِ نعمت

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ﴿۱۱﴾

اور جو تمہارے پروردگار کی نعمت ہے اس کا تذکرہ کرتے رہنا۔

(آسان ترجمہ قرآن-سورہ ۹۳، الضحیٰ: ۱۱)

- سعید بن منصور وابن جریر وابن المنذر نے مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ آیت **واما بنعمۃ ربك فحدث** اور ہر حال میں اپنے رب کا احسان کا ذکر کیا کرو۔ یعنی آپ کے رب نے جو نبوت کی صورت میں آپ کو نعمت عطا کی ہے اس کا ذکر کرتے رہیے۔
- عبد بن حمید وابن المنذر وابن ابی حاتم نے مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ آیت **واما بنعمۃ ربك فحدث** میں نعمت سے مراد ہے قرآن۔

بوقت ملاقات مصافحہ کرنا

- ابن ابی حاتم وابن مردویہ نے مقسم رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ میں نے حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور ان سے مصافحہ کیا تو آپ نے فرمایا کہ ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہونا مومن کا مصافحہ ہے میں نے عرض کیا مجھے اللہ تعالیٰ کے اس قول آیت **واما بنعمۃ ربك فحدث** کے بارے میں بتائیے۔ فرمایا کہ مومن آدمی نیک عمل کرتا ہے اور اپنے گھر والوں کو بتاتا ہے۔ پھر میں نے پوچھا کہ موسیٰ علیہ السلام نے کون سی مدت پوری کی پہلی یا دوسری؟ فرمایا دوسری مدت۔
- ابن ابی حاتم نے دوسری سند سے حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے آیت **واما بنعمۃ ربك فحدث** کے بارے میں روایت کیا کہ جب تو کسی خیر کو پہنچے یعنی کوئی نیک عمل کرے تو اپنے بھائیوں کو بیان کر۔

- ابن جریر نے ابو نضرہ رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ مسلمان یہ جانتے ہیں کہ نعمت کا شکر یہ ہے کہ اس کو بیان کیا جائے۔
- عبداللہ بن احمد نے زوائد المسند میں و بیہقی نے شعب الایمان میں ضعیف سند کے ساتھ انس بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر فرمایا جو تھوڑا شکر ادا نہیں کرتا وہ زیادہ شکر بھی ادا نہیں کرتا۔ اور جو لوگوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کرتا۔ اور اللہ کی نعمت کا بیان کرنا شکر ہے اور اس کو چھوڑدینا ناشکری ہے اور جماعت رحمت ہے۔
- د نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جس نے کپڑا پہن کر بوسیدہ کردیا پھر اس کا ذکر کیا لوگوں کے سامنے تو اس نے یقینی طور پر اس کا شکر ادا کیا۔ اور جس نے اس کو چھپایا تو یقینی طور پر اس نے اس کی ناشکری کی۔ اور جس شخص نے ایسی چیزوں سے اپنے آپ کو آراستہ کیا جو اسے عطا نہیں کی گئیں تو بے شک وہ جھوٹ کے کپڑے پہننے والے کی طرح ہے۔
- احمد وابو داؤد نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو کوئی چیز عطا کی گئی اور اس نے اس چیز کو پالیا تو اس کو چاہیے کہ اس کے بارے میں آگاہ کرے یعنی لوگوں کو بتادے اور اگر وہ اس چیز کو نہیں پائے تو اس کو چاہیے اس کی تعریف کرے اور جس نے اس کی تعریف کی۔ تو تحقیق اس نے اس کا شکر ادا کیا اور جس نے اس کو چھپایا تو تحقیق نے اس کی ناشکی کی۔

شکریہ ادا کرنے کا ایک طریقہ

- احمد والطبرانی فی الاوسط اور بیہقی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے ساتھ نیکی کی جائے یعنی جس پر احسان کی جائے تو اسے چاہیے کہ اس کا بدلہ دے اگر اس کی طاقت نہیں رکھتا تو چاہیے کہ اس کا ذکر کرے بے شک جس نے اس کا ذکر کیا تو یقیناً اس نے اس کا شکر ادا کیا۔

- بیہقی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے ساتھ نیکی کی جائے۔ یعنی جس پر احسان کیا جائے تو اس کو چاہیے کہ اس کا بدلہ دے اگر اس کی طاقت نہیں رکھتا تو اس کو چاہیے کہ اس کا ذکر کرے بے شک جس نے اس کا ذکر کیا تو یقینی طور پر اس نے شکر ادا کیا۔
- سعید بن منصور نے عمر بن العزیز رحمہ اللہ سے روایت کیا بے شک نعمت کا ذکر کرنا شکر ہے۔
- بیہقی نے حسن رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ اس کی نعمت کا کثرت سے ذکر کرو کیونکہ اس کا ذکر کرنا شکر ہے۔
- بیہقی نے جریر رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ یہ کہا جاتا ہے کہ نعمتوں کا شمار کرنا بھی شکر میں سے ہے۔
- بیہقی نے یحیی بن سعید رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ یہ کہا جاتا ہے کہ نعمتوں کا شمار کرنا شکر میں سے ہے۔
- عبدالرزاق والبیہقی نے قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ نعمت کے شکر میں سے اس کا افشاء کرنا بھی ہے۔
- بیہقی نے فضیل بن عباس رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ یہ کہا جاتا ہے نعمت کے شکر میں سے یہ ہے کہ اس کا تذکرہ کیا جائے۔
- بیہقی نے ابن ابی الحواری رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ فضیل بن عیاض اور سفیان بن عیینہ رحمہما اللہ ایک رات صبح تک بیٹھے رہے اور آپ میں نعمتوں کا تذکرہ کرتے رہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر یہ نعمتیں بھی فرمائیں ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ہم پر یہ نعمتیں بھی فرمائیں ہیں۔
- طبرانی نے ابوالاسود الدؤلی اور زادان الکندی رحمہما اللہ دونوں سے روایت کیا کہ ہم نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہم کو اپنے اصحاب کے بارے میں بتایئے تو آپ نے ان کے مناقب بیان کیے۔ہم نے عرض کیا ہم کو اپنے بارے میں بھی کچھ بیان کیجیے تو آپ نے فرمایا کہ رک جاؤ اللہ تعالیٰ نے اپنا تزکیہ یعنی اپنی پاکیزگی بیان کرنے سے منع فرمایا۔ایک آدمی نے ان سے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے

ہیں آیت واما بنعمة ربك فحدث تو فرمایا بے شک میں اپنے رب کی نعمت کو بیان کروں گا۔ اللہ کی قسم جب بھی میں سوال کرتا تھا تو مجھے دے دیا جاتا ہے اور جب میں خاموش ہو جاتا ہوں تو مجھے پہلے ہی دے دیا جاتا ہے۔☆

☆☆☆

دعوت الی اللہ DawatIlallah.com کی جانب سے

سربکف کے سال نمبر کے موقع پر

نیک خواہشات

حافظ اویس شیخ

☆ ماخوذ از تفسیر در منثور، علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ، سورہ ۹۳، الضحیٰ: ۱۱، تاریخ اشاعت غیر مذکور

حدیث شریف

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ

جس نے رسول کی اطاعت کی، حقیقت میں اُس نے اللہ کی اطاعت کی۔(سورہ ۴ ، النساء : ۸۰)

الاحادیث المنتخبہ

✍ پیش کش: مدیر

'سربکف' کے پہلے شمارے سے اس سلسلے کے تحت وہ احادیث لائی جارہی ہیں جو عموماً قارئین کو یاد ہوتی ہیں، نیز وہ احادیث بھی جو تبلیغی جماعت والے استعمال کرتے ہیں۔اس کے ذریعے احادیث کی ترویج درست طریقے پر ہو گی، اور من گھڑت قصے کہانیوں کو بطور حدیث پیش کرنے کی فاش غلطی کا سدباب ہو گا انشاءاللہ۔احادیث بمع حوالہ درج کی جاتی ہیں، تاکہ بوقتِ ضرورت کام آسکیں۔(مدیر)

نبوت کا تاج پہنتے ہوئے

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ فِي النَّوْمِ فَكَانَ لَا يَرَى رُؤْيَا إِلَّا جَاءَتْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ ثُمَّ حُبِّبَ إِلَيْهِ الْخَلَاءُ وَكَانَ يَخْلُو بِغَارِ حِرَاءٍ فَيَتَحَنَّثُ فِيهِ وَهُوَ التَّعَبُّدُ اللَّيَالِيَ ذَوَاتِ الْعَدَدِ قَبْلَ أَنْ يَنْزِعَ إِلَى أَهْلِهِ وَيَتَزَوَّدُ لِذَلِكَ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى خَدِيجَةَ فَيَتَزَوَّدُ لِمِثْلِهَا حَتَّى جَاءَهُ الْحَقُّ وَهُوَ فِي غَارِ حِرَاءٍ فَجَاءَهُ الْمَلَكُ فَقَالَ اقْرَأْ فَقَالَ فَقُلْتُ مَا أَنَا بِقَارِئٍ قَالَ فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدَ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ اقْرَأْ قُلْتُ مَا أَنَا بِقَارِئٍ فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي الثَّانِيَةَ حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدَ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ اقْرَأْ فَقُلْتُ مَا أَنَا بِقَارِئٍ قَالَ فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي الثَّالِثَةَ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ فَرَجَعَ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْجُفُ فُؤَادُهُ فَدَخَلَ عَلَى خَدِيجَةَ بِنْتِ خُوَيْلِدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقَالَ زَمِّلُونِي زَمِّلُونِي فَزَمَّلُوهُ حَتَّى ذَهَبَ عَنْهُ الرَّوْعُ فَقَالَ لِخَدِيجَةَ وَأَخْبَرَهَا الْخَبَرَ لَقَدْ خَشِيتُ عَلَى نَفْسِي فَقَالَتْ خَدِيجَةُ كَلَّا وَاللَّهِ مَا يُخْزِيكَ اللَّهُ أَبَدًا إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُومَ وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ فَانْطَلَقَتْ بِهِ خَدِيجَةُ حَتَّى أَتَتْ بِهِ وَرَقَةَ بْنَ نَوْفَلِ بْنِ أَسَدِ بْنِ عَبْدِ الْعُزَّى ابْنَ عَمِّ خَدِيجَةَ وَكَانَ امْرَأً تَنَصَّرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ يَكْتُبُ الْكِتَابَ الْعِبْرَانِيَّ فَيَكْتُبُ مِنْ الْإِنْجِيلِ بِالْعِبْرَانِيَّةِ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَكْتُبَ وَكَانَ شَيْخًا كَبِيرًا قَدْ عَمِيَ فَقَالَتْ لَهُ خَدِيجَةُ يَا ابْنَ عَمِّ اسْمَعْ مِنْ ابْنِ أَخِيكَ

فَقَالَ لَهُ وَرَقَةُ يَا ابْنَ أَخِي مَاذَا تَرَى فَأَخْبَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَبَرَ مَا رَأَى فَقَالَ لَهُ وَرَقَةُ هَذَا النَّامُوسُ الَّذِي نَزَّلَ اللَّهُ عَلَى مُوسَى يَا لَيْتَنِي فِيهَا جَذَعًا يَا لَيْتَنِي أَكُونُ حَيًّا إِذْ يُخْرِجُكَ قَوْمُكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَمُخْرِجِيَّ هُمْ قَالَ نَعَمْ لَمْ يَأْتِ رَجُلٌ قَطُّ بِمِثْلِ مَا جِئْتَ بِهِ إِلَّا عُودِيَ وَإِنْ يُدْرِكْنِي يَوْمُكَ أَنْصُرْكَ نَصْرًا مُؤَزَّرًا ثُمَّ لَمْ يَنْشَبْ وَرَقَةُ أَنْ تُوُفِّيَ وَفَتَرَ الْوَحْيُ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَأَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيَّ قَالَ وَهُوَ يُحَدِّثُ عَنْ فَتْرَةِ الْوَحْيِ فَقَالَ فِي حَدِيثِهِ بَيْنَا أَنَا أَمْشِي إِذْ سَمِعْتُ صَوْتًا مِنْ السَّمَاءِ فَرَفَعْتُ بَصَرِي فَإِذَا الْمَلَكُ الَّذِي جَاءَنِي بِحِرَاءٍ جَالِسٌ عَلَى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ فَرُعِبْتُ مِنْهُ فَرَجَعْتُ فَقُلْتُ زَمِّلُونِي زَمِّلُونِي فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ فَحَمِيَ الْوَحْيُ وَتَتَابَعَ تَابَعَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ وَأَبُو صَالِحٍ وَتَابَعَهُ هِلَالُ بْنُ رَدَّادٍ عَنْ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ يُونُسُ وَمَعْمَرٌ بَوَادِرُهُ

(صحیح بخاری: جلد اول: حدیث نمبر 3 حدیث مرفوع)

یحیی بن بکیر، لیث، عقیل، ابن شہاب، عروہ بن زبیر ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ سب سے پہلی وحی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اترنی شروع ہوئی وہ اچھے خواب تھے، جو بحالت نیند آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے تھے، چنانچہ جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم خواب دیکھتے تو وہ صبح کی روشنی کی طرح ظاہر ہوجاتا، پھر تنہائی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو محبت ہونے لگی اور غار حرا میں تنہا رہنے لگے اور قبل اس کے کہ گھر والوں کے پاس آنے کا شوق ہو وہاں تحنث کیا کرتے، تحنث سے مراد کئی راتیں عبادت کرنا ہے اور اس کے لئے توشہ ساتھ لے جاتے پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس واپس آتے اور اسی طرح توشہ لے جاتے، یہاں تک کہ جب وہ غار حرا میں تھے، حق آیا، چنانچہ ان کے پاس فرشتہ آیا اور کہا پڑھ، آپ نے فرمایا کہ میں نے کہا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرتے ہیں کہ مجھے فرشتے نے پکڑ کر زور سے دبایا، یہاں تک کہ مجھے تکلیف محسوس ہوئی، پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہا پڑھ! میں نے کہا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں، پھر دوسری بار مجھے پکڑا اور زور سے دبایا، یہاں تک کہ میری طاقت جواب دینے لگی پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہا پڑھ! میں نے کہا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تیسری بار پکڑ کر مجھے زور سے دبایا پھر چھوڑ دیا اور کہا پڑھ! اپنے رب کے نام سے جس نے انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا، پڑھ اور تیرا رب سب سے بزرگ ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دہرایا اس حال میں کہ آپ کا دل کانپ رہا تھا چنانچہ آپ حضرت خدیجہ بنت خویلد کے پاس آئے اور فرمایا کہ مجھے کمبل اڑھا دو، مجھے کمبل

اڑھا دو، تو لوگوں نے کمبل اڑھا دیا، یہاں تک کہ آپ کا ڈر جاتا رہا، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے سارا واقعہ بیان کر کے فرمایا کہ مجھے اپنی جان کا ڈر ہے، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہرگز نہیں، اللہ کی قسم، اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی بھی رسوا نہیں کرے گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو صلہ رحمی کرتے ہیں، ناتوانوں کا بوجھ اپنے اوپر لیتے ہیں، محتاجوں کے لئے کماتے ہیں، مہمان کی مہمان نوازی کرتے ہیں اور حق کی راہ میں مصیبتیں اٹھاتے ہیں، پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر ورقہ بن نوفل بن اسید بن عبدالعزی کے پاس گئیں جو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے چچا زاد بھائی تھے، زمانہ جاہلیت میں نصرانی ہوگئے تھے اور عبرانی کتاب لکھا کرتے تھے۔ چنانچہ انجیل کو عبرانی زبان میں لکھا کرتے تھے، جس قدر اللہ چاہتا، نابینا اور بوڑھے ہوگئے تھے، ان سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا اے میرے چچا زاد بھائی اپنے بھتیجے کی بات سنو آپ سے ورقہ نے کہا اے میرے بھتیجے تم کیا دیکھتے ہو؟ تو جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تھا، بیان کردیا، ورقہ نے آپ سے کہا کہ یہی وہ ناموس ہے، جو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمایا تھا، کاش میں نوجوان ہوتا، کاش میں اس وقت تک زندہ رہتا، جب تمہاری قوم تمہیں نکال دے گی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! کیا وہ مجھے نکال دیں گے؟ ورقہ نے جواب دیا، ہاں! جو چیز تو لے کر آیا ہے اس طرح کی چیز جو بھی لے کر آیا اس سے دشمنی کی گئی، اگر میں تیرا زمانہ پاؤں تو میں تیری پوری مدد کروں گا، پھر زیادہ زمانہ نہیں گذرا کہ ورقہ کا انتقال ہوگیا اور وحی کا آنا کچھ دنوں کے لئے بند ہوگیا، ابن شہاب نے کہا کہ مجھ سے ابوسلمہ بن عبدالرحمن نے بیان کیا کہ جابر بن عبداللہ انصاری وحی کے رکنے کی حدیث بیان کر رہے تھے، تو اس حدیث میں بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرما رہے تھے کہ ایک بار میں جا رہا تھا تو آسمان سے ایک آواز سنی، نظر اٹھا کر دیکھا تو وہی فرشتہ تھا، جو میرے پاس حرا میں آیا تھا، آسمان و زمین کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہوا تھا، مجھ پر رعب طاری ہوگیا اور واپس لوٹ کر میں نے کہا مجھے کمبل اڑھا دو مجھے کمبل اڑھا دو، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، (يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ۔ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ۔) اے کمبل اوڑھنے والے اٹھ اور لوگوں کو ڈرا اور اپنے رب کی بڑائی بیان کر اور اپنے کپڑے کو پاک رکھ اور ناپاکی کو چھوڑ دے، پھر وحی کا سلسلہ گرم ہوگیا اور لگاتار آنے لگی۔ عبداللہ بن یوسف اور ابو صالح نے

اس کے متابع حدیث بیان کی ہے اور ہلال بن رواد نے زہری سے متابعت کی ہے، یونس اور معمر نے فوادہ کی جگہ بوادرہ بیان کیا۔

مکررات: صحیح بخاری: جلد دوم: حدیث نمبر 653، 2137، 2138، 2139، 2140، 2141، 2181، 2182، 2183، 2184، صحیح بخاری: جلد سوم: حدیث نمبر 1908، 403، 404، 405، 406، 407، 409

مسجد میں شعر کہنا

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ مَرَّ عُمَرُ فِي الْمَسْجِدِ وَحَسَّانُ يُنْشِدُ فَقَالَ كُنْتُ أُنْشِدُ فِيهِ وَفِيهِ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْكَ ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَى أَبِي هُرَيْرَةَ فَقَالَ أَنْشُدُكَ بِاللَّهِ أَسَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَجِبْ عَنِّي اللَّهُمَّ أَيِّدْهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ قَالَ نَعَمْ

(صحیح بخاری: جلد دوم: حدیث نمبر 472 حدیث مرفوع)

علی بن عبداللہ، سفیان، زہری، سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا گذر مسجد میں ہوا تو حضرت حسان رضی اللہ عنہ شعر پڑھ رہے تھے (حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے روکا) تو انہوں نے کہا کہ میں مسجد میں ایسے شخص کے سامنے جو تم سے بہتر تھا (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شعر پڑھا کرتے تھے (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع نہیں فرمایا) پھر حضرت حسان رضی اللہ عنہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ میں تم کو قسم دیتا ہوں کیا تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ ”میری طرف سے جواب دو اور اے اللہ ان کی تائید روح القدس سے فرما“ تو انہوں نے کہا، ہاں!

مکررات: صحیح بخاری: جلد اول: حدیث نمبر 445 ، صحیح مسلم: جلد سوم: حدیث نمبر 1883 ، صحیح مسلم: جلد سوم: حدیث نمبر 1884 ، سنن ابوداؤد: جلد سوم: حدیث نمبر 1605 ، سنن ابوداؤد: جلد سوم: حدیث نمبر 1606 ، سنن نسائی: جلد اول: حدیث نمبر 720

☆☆☆

ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ ۖ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ

ردِّ فرقِ باطلہ

اپنے رب کے راستے کی طرف لوگوں کو حکمت کے ساتھ اور خوش اسلوبی سے نصیحت کرکے دعوت دو، اور (اگر بحث کی نوبت آئے تو) ان سے بحث بھی ایسے طریقے سے کرو جو بہترین ہو۔ (سورہ ۱۶، النحل: ۱۲۵)

داعی محمد عمر سے ایک ملاقات

محمد عمر ☆

غیر مسلم بھائیوں میں دعوت کے اسلوب کو بیان کرنے کے لیے ، اور دعوت الی اللہ پر اُبھارنے کے لیے یہ سلسلہ سربکف نے پیش کیا ہے، اس کے تحت غیر مسلم بھائیوں کے مشرف بہ اسلام ہونے کے واقعات لائے جائیں گے۔شاید کہ اُن بیمار ذہنوں کا علاج ہوسکے جو غیر مسلموں کے لیے صرف جہاد ہی کو فیصل سمجھتے ہیں۔(مدیر)

احمد اوّاہ: السلام علیکم و رحمۃ اللہ

داعی محمد عمر: وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ

س: محمد عمر صاحب سب سے پہلے آپ اپنا تعارف کرائیے آپ کہاں سے تعلق رکھتے ہیں؟

ج: میری پیدائش ۶/ دسمبر ۱۹۹۲ء کو احمد آباد کے ایک برہمن پنڈت خاندان میں ہوئی، میرے ڈیڈ (والد) ایک مندر کے ٹرسٹی ہیں، مجھ سے بڑے دو بھائی اور دو بہنیں ہیں، ماں، والد اور چچا سب ایک ساتھ رہتے ہیں، میں گھر میں سب سے چھوٹا اور سب کا لاڈلا تھا، میری پیدائش احمد آباد میں ہوئی ہے، میرے والد مجھ سے بہت پیار کرتے تھے، اور بچپن سے ہی میں پڑھائی میں بہت اچھا تھا، دسویں تک میں نے ایکلویہ (Eklavya) اسکول میں پڑھا۔ گیارہویں میں میں نے سائنس لیا اور اپنی تعلیم مکمل کی۔

میں بہت دھارمک (مذہبی) گھرانہ میں پلا بڑھا، میری ہر ضد میرے گھر والے پوری کرتے تھے، بارہویں کلاس میں سائنس سائڈ میں میرے پرسنٹیج بہت اچھے 82% آئے تھے تو گھر والے بہت خوش ہوئے، میرے والد اکثر دھام

☆ پیدائشی نام معلوم نہ ہوسکا۔(مدیر)

مندر کے ٹرسٹی ہیں اور بڑے بھائی ہائی کورٹ میں وکیل ہیں، میرا فرینڈ سرکل (حلقۂ احباب) بہت چھوٹا تھا، اور وہ سب پڑھائی میں اچھے تھے، آگے کی تعلیم کے لئے وہ سب کے سب باہر پڑھنے کے لئے جانے والے تھے، میرے لئے میرے بڑے بھائی ہمیشہ کہتے تھے کہ تجھے میں پڑھنے کے لئے باہر آسٹریلیا بھیجوں گا، جب کہ میں گجرات سے باہر نکلنا چاہتا تھا، اور پڑھائی کے لئے دہلی جانا چاہتا تھا، والد صاحب نے مجھ سے پوچھا: اب آگے کس ڈگری میں جانا ہے؟ میں نے کہا مجھے B.S.C کرنی ہے دہلی سے۔ تو گھر والوں نے اور والد صاحب نے دہلی کے لئے منع کر دیا کہ تجھے گجرات کے باہر نہیں جانا ہے اور دہلی تو بالکل نہیں، لیکن مجھے تو باہر جانا تھا میں ضد پر اڑ گیا، گھر والے بھی ضد پر اڑ گئے کہ گجرات کے باہر نہیں جانے دیں گے۔ میں نے سب سے بات چیت بند کر دی، اور ایڈمیشن فارم بھی نہیں بھرا، میری پوری فیملی تعلیم یافتہ ہے، جب لاسٹ ڈیٹ چلی گئی تو ان سب کو فکر ہوئی کہ میرا مستقبل خراب ہو جائے گا، میرے والد اور بڑے بھائی نے اگلے دن مجھے ایڈمیشن کے لئے کہہ دیا کہ دہلی میں ہی کروا لو، میں بہت خوش ہوا کہ میں جو چاہتا تھا وہ ہو گیا، میں نے دہلی میں ایڈمیشن لے لیا اور رہنے کے لیے میرے ایک انکل تھے، ان کے گھر رہنے لگا، وہاں سے نوئیڈا MIT University جاتا تھا، میرے انکل کے دو لڑکے تھے، کچھ مہینوں کے بعد ان کی شادی ہو گئی، تو میں بہت کنجسٹڈ لگنے لگا، تو میں نے والد صاحب سے بات کی کہ اب مجھے ہوسٹل لینا پڑے گا، یہاں گھر میں رہ کر پڑھائی نہیں ہو پا رہی ہے، کچھ دنوں کے بعد میں نے ہوسٹل لے لیا اور وہاں شفٹ ہو گیا، ہوسٹل میں میرے کمرہ کے ساتھی ڈرنک اور نشہ کرتے تھے، اور میں پہلے سے نشہ اور شراب سے دور رہتا تھا، کچھ دنوں تک ایسا ہی چلا، پھر میں نے اپنا کمرہ بدل لیا، اور جس نئے روم میں گیا، وہاں دو مسلمان طلباء بڑی بڑی ڈاڑھی والے تھے، مجھے بہت غصہ آیا کہ اب مسلمانوں کے ساتھ رہنا پڑے گا، اور مجھ سے ان کے لئے گالی بھی نکلی، اللہ معاف کرے۔

س: آپ نے اس ماحول میں اسلام کیسے قبول کیا؟

ج: نیا ہوسٹل کالج سے نزدیک تھا، میں شام کو ٹیوشن چلا جاتا تھا اور رات کو نو بجے آتا تھا، جب میں واپس آتا تھا تو دیکھتا تھا کہ تقریباً دس مسلمان میرے کمرہ سے روزانہ نکلتے تھے، مجھے تھوڑا شک ہوا کہ یہ لوگ روزانہ یہاں کرتے کیا ہیں؟ کہیں یہ لوگ ٹیررسٹ تو نہیں، میں نے اپنا ٹیوشن ٹائم چینج کروایا اور شام کو پانچ بجے کمرہ میں آگیا، جب شام کو آٹھ بج گئے تو یہ سب مسلمان میرے کمرہ میں آئے اور جو ہمارے روم کے لڑکے تھے وہ بھی نیچے بیٹھ گئے اور

ایک گھنٹہ تک کوئی کتاب پڑھتے رہے، مجھے اس وقت اردو نہیں آتی تھی، تو جس لفظ پر مجھے کچھ شک ہوتا، میں اس کو فوراً گوگل ڈکشنری میں دیکھتا، دھیرے دھیرے ان لوگوں سے جان پہچان ہوگئی، ان میں سے ایک کانام وسیم تھا اور دوسرے کا ذکی۔ وسیم بنگلور کا رہنے والا تھااور ذکی کرناٹک کا۔ لیکن میں ان سے دور دور رہتا تھااور ان کو طعنے مارتا تھا کہ تم سب مسلمان لوگ آتنک وادی ہو اور بے گناہوں کو مارتے ہو، وہ مجھے سمجھاتے، ایسا نہیں ہے، مسلمان اصل میں ایک مکھی بھی نہیں مار سکتا، اسلام اور ایمان تو عمل اور سکون کانام ہے۔

جب وہ روزانہ کتاب پڑھتے تو میں نئے نئے الفاظ کو گوگل پر سرچ کرتا اور اس کا مطلب پتہ کرتا، میں روزانہ ان سے بحث کرتا اور وہ دلائل کے ساتھ مجھے سمجھاتے، تو آہستہ آہستہ دوستی ہونے لگی، اس کے بعد یہ ہوا کہ میں چھٹیوں میں گھر جاتا تو مجھے پتھروں کے سامنے جھکنا اچھا نہیں لگتا تھا، ایک عجیب سی گھٹن ہوتی تھی، اور ان کے ساتھ رہتے ہوئے میں سنتوں پر کب عمل کرنے لگا مجھے خود پتہ نہیں لگا، ہلکا سا چہرہ رکھا، اور ٹخنوں سے اوپر جینس پہنتا تھا، چوتھے سمسٹر میں میں نے ایک کتاب پڑھی، جس کا نام تھا...Returning your trust ("آپ کی امانت" کا انگریزی ترجمہ) اسے پڑھ کر ایک عجیب سا تصور میرے اندر پیدا ہو گیا تھا، مجھے ایسے لگ رہا تھا کہ میں جو چاہتا تھا وہ مل گیا ہے، مولانا طارق جمیل صاحب کے بیان، حضرت کی کتاب جیسے نسیم ہدایت کے جھونکے وغیرہ پڑھ کر بہت اچھا لگا، اب میں سوچنے لگا کہ کیاں کروں، میں کیسے کلمہ پڑھوں اگر مسلمان ہو گیا تو گھر والے ناراض ہو جائیں گے، اگر کلمہ نہیں پڑھا تو اللہ ناراض ہو جائے گا، اس دوران وسیم نے بہت بار مجھ سے کہا کلمہ پڑھ لو، لیکن میں والد صاحب سے ڈرتا تھا، میں ان کو تکلیف بھی دینا نہیں چاہتا تھا، کچھ دنوں کے بعد، وسیم کا سعودی عرب کے لئے ویزہ آ گیااور وہ وہاں چلا گیا، لیکن وہاں سے وہ مجھ سے بات کرتا رہتا تھااور سمجھاتا تھا، میں نے ایک دن مولانا طارق جمیل کا بیان سنا، بیان تھا کہ ایک کافر عتبہ تھا جس نے میرے نبی کو جنگ میں پتھر مارا تھا، پھر بھی آپ نے اس کے لئے بد دعا نہیں کی، اس واقعہ کو سن کر مجھے بہت رونا آیا اور میں کمرے سے اٹھااور سیدھا نظام الدین مرکز گیااور وہاں کے خدمت والوں سے کہا کہ مجھے کلمہ پڑھنا ہے، مجھے ایسا لگا جیسے وہ ڈر رہے تھے، ڈرتے، ڈرتے مجھے اوپر لے گئے، اور ایک آدمی کو بلایا جس کی بہت خوب صورت ڈاڑھی تھی، انھوں نے مجھے کلمہ پڑھوایا، میں مولانا سعد صاحب سے بھی ملا، تو انھوں نے مجھ سے ابھی اپنے اسلام کو چھپانے کے لئے کہا، اور یہ کہا کہ جلدی سے اپنے کاغذ بناؤ، اور جماعت میں وقت لگاؤ۔

س:اس بات کا آپ کے گھر والوں کو پتہ نہیں چلا؟

ج:چوتھے سمسٹر کے بعد میں ایک مہینہ کی چھٹی گذارنے کے لئے گھر گیا،جب میں گھر گیا تو مجھے اسلام کو چھپانا تھا اور ڈائرکٹلی گھر والوں کو اسلام کی دعوت دینی تھی،اس زمانے میں بھی میں رات کو چپکے سے بیان سنتا،اور نیٹ پر نماز سیکھتا،ایک دن ہمارے گھر سے دور ایک مسجد ہے،وہاں سے گذر رہا تھا،عصر کی نماز ہورہی تھی،مجھے نماز پڑھنی تو آتی نہیں تھی،مگر چلا گیا،جیسے دوسرے کر رہے تھے،ویسا ہی میں نے کیا،اور اللہ سے دعا کی کہ اے اللہ میرے گھر والوں کوا سلام میں داخل کردے،دعا کرکے باہر نکلااور دوستوں سے ملنے ریور فرنٹ جارہاتھا،اسی درمیان والد صاحب کا فون آگیاکہ جلدی گھر آجاؤ،میں گھر پہنچا تو دونوں بھائی تین چاچااور پورا خاندان بیٹھا تھا، والد صاحب نے پوچھا کہاں سے آرہے ہو؟ میں نے کہا ریور فرنٹ جارہاتھا،والد صاحب نے کہا نہیں اس سے پہلے؟میں سمجھ گیاکہ ان کو پتہ چل گیاہے،میں چپ ہوگیا،لیکن ڈر بالکل نہیں تھا،والد صاحب بولے کیا تو مسلمان ہو گیاہے؟مسلمان تو ایسے ہوتے ہیں،ویسے ہوتے ہیں،میں نے کہا: والد صاحب مسلمان ایسے نہیں ہوتے،اتنا کہنا تھا کہ چاچااٹھے اور مارنا شروع کردیا،میں والد صاحب کا لاڈلا تھا،تو انھوں نے مجھے ایک کمرہ میں بند کردیا،کھانا کھانے کے وقت مجھے باہر نکالتے،اس کے بعد نہیں،بعد میں مجھے والدہ سے پتہ چلا تھا کہ اس دن والد صاحب کو ان کے ایک دوست نے میرے بارے میں بتایا تھا کہ میں مسجد گیا تھا،میرے والد کے وہ دوست مجھے دیکھ گئے تھے مسجد سے باہر نکلتے وقت،میں ۱۵/دن اسی حال میں بند رہا،ایک دن اپنے آپ کو بہت بے بس محسوس کیااور اللہ سے دعا کی یااللہ مجھے اس گھٹن سے نکال دے اور بہت رویا،اسی رات کو میری آنکھ کھلی تورات کو تین بجے تھے،دیکھا تو کمرہ کھلا ہوا تھا،میں نے اپنا بیگ تیار کیااور جب ATM لیااور گھر سے بھاگ گیا۔ریلوے اسٹیشن پہنچا تو دہلی کے لئے کوئی گاڑی نہیں تھی،ممبئی کی گاڑی میں بیٹھ گیا،اور سیدھا چونا بھٹی مرکز پہنچا،وہاں پر ایک ساتھی سے کہا کہ مجھے جماعت میں جاناہے،انھوں نے مجھے رکنے کو کہا کہ یہیں رکو،پہلے کاغذ بنوالو،ابھی تین دن ہیں،لیکن وہاں کاغذ نہیں بن پائے،اس کے بعد ریزرویشن کروایااور دہلی سیدھا نظام الدین مرکز گیا،وہاں پر ازہر بھائی سے ملا تو انھوں نے بھی کہا کہ پہلے اپنے کاغذ بنوا لو،میں بہت پھرا،تو بھی کنورژن سرٹیفیکیٹ نہیں ہوا،اسے بنانے کے لئے ایک مہینہ گھوما،بھوکا بھی رہا لیکن ہمیشہ اللہ سے دعا کرتا رہا،اور اللہ پر میرا ایمان پکا بنا رہا،پھر سورت میں میرے کاغذات بنے،کاغذ بنانے کے بعد میں نظام الدین گیا،اور میرا پہلا چلہ گجرات میں میوات کی ایک جماعت کے ساتھ لگا،

جماعت میں ۲۹/ دن کے بعد ایک مسجد میں لوگوں کو پتہ چل گیا کہ یہ نومسلم ہیں، تو انھوں نے کارگذاری سنانے کو کہا، مغرب کے بعد کارگذاری ہوئی، کچھ لوگوں نے ریکارڈنگ کرلی، اور واٹس ایپ کے ذریعہ ایک دوسرے کو بھیجنے کی وجہ سے گھر والوں کو پتہ چل گیا، اللہ نے میرے دل میں بات ڈالی اور خواب میں بھی آیا کہ میں وہاں سے نکل جاؤں، اس لئے صبح کو میں ممبئی نکل گیا، اور باقی کا وقت ممبئی میں لگایا، اور اس کے بعد مجھے گزٹ میں اپنا اندراج کروانا تھا، تو میں سورت آیا، اور گزٹ میں اندراج کروایا، اگلے دن میرے گھر والوں کو پتہ چل گیا تو انھوں نے مجھے پکڑ لیا، اور سیدھا وہاں سے احمد آباد لے کر چلے گئے، انھوں نے مجھے بہت مارا، لیکن الحمدللہ ایمان اتنا پکا تھا کہ میں نہیں پھرا، گھر والوں نے مجھے جیل میں ڈلوا دیا، کہ یہ دہشت گردی میں شامل ہے، اور مجھے پولس والوں نے بہت مارا، مجھ سے چلا بھی نہیں جارہا تھا، اور سر میں آنکھ کے نیچے بہت زخم ہوا، لیکن اللہ کی اور میرے نبی ﷺ کی محبت اس درد سے زیادہ تھی، مجھے سابرمتی جیل بھیج دیا گیا، کچھ دن وہاں رہا، وہاں پر ایک حافظ صاحب تھے جنھوں نے مجھے قاعدہ پڑھنا سکھایا، اور جیل میں مجھے تین مرتبہ اللہ کے نبی ﷺ کی زیارت ہوئی، الحمدللہ۔

س: اس کے بعد کیا ہوا؟

ج: اس کے بعد کیس کمزور ہونے کی وجہ سے مجھے چھوڑ دیا گیا، اور میں وہاں سے دہلی آیا، میں نے اپنی باقی پڑھائی پوری کی، اپنا آخری سمسٹر پورا کیا، اور وہاں سے اورنگ آباد آیا، اور اسی سال میں نے ایک اور چلہ لگایا، حضرت سے ملاقات کے لئے میں بہت دنوں سے تڑپ رہا تھا، اور ابھی بھی تڑپ رہا ہوں، اللہ کرے ملاقات ہو جائے، ایک دن میں اورنگ آباد کے مرکز میں تھا، وہ جمعہ کا دن تھا، اور میری ختنہ ہوئی تھی، الحمدللہ اسی دن شام کو میوات کی ایک جماعت آئی تھی، اس کے امیر صاحب گجرات کے تھے، جب مجھے پتہ چلا کہ جماعت گجرات کی ہے تو مجھے بہت خوشی ہوئی، میں ان سے ملا اور وہ لوگ مجھ سے مل کر بہت خوش ہوئے، شام کو عصر کے بعد مرکز کے ایک ذمہ دار آئے اور ساری جماعت سے بات کی، میں بھی وہیں تھا، بات ہونے کے بعد وہ جماعت کے امیر اور میں بات کر رہے تھے، اتنے میں مسجد وار جماعت کا ایک ساتھی مجھ سے بولا، تم لوگ صرف پیسے کے لئے مسلمان ہونے کا ناٹک کرتے ہو، اب کسی کو مت بول کہ تو نومسلم ہے، ورنہ مرکز سے دھکے مار کر نکلوا دوں گا،☆ مجھے بہت برا لگا، اور میں روتا ہوا اور ختنہ کے درد کی وجہ سے وہاں سے چلا آیا، وہاں سے جاوید بھائی (حضرت کے ایک داعی) ان

☆ اس قسم کے سرپھروں سے سرزد ہونے والے انفرادی اعمال کو پوری جماعت سے منسوب کرنا نری حماقت ہے۔ اللہ ہم سب کو عقلِ سلیم عطا فرمائے۔ (مدیر)

کے پاس پہنچا اور وہ مجھے مولانا علیم صاحب کے گھر لے گئے، میں اب وہیں رہ رہا ہوں، اور میں ایک بات کہنا چاہتا ہوں، حضرت کے داعی عارف خاں بھائی نے مجھے اپنا بھائی مانا اور انھوں نے مجھے دس دن بہت پیار سے اپنے گھر پر رکھا، اور میرے ایمان کو بڑھانے میں عارف بھائی کی بہت کوشش ہے، اگر آج بھی مجھے مشورہ کی ضرورت پڑتی ہے تو میں سب سے پہلے اپنے بھائی داعی عارف کو فون کرتا ہوں، وہ میرے دلی خیر خواہ ہیں اللہ ان کو جزائے خیر عطا فرمائیں۔

س: فی الحال آپ کیا کر رہے ہیں؟

ج: میں نے فی الحال انٹیریر ڈیزائن کی آفس شروع کی ہے، الحمدللہ کام بھی اچھا چل رہا ہے، او ر گھر والوں سے بات چیت بھی ہو رہی ہے، والدہ نے کلمہ پڑھ لیا ہے، ابھی بڑے بھائی پر محنت چل رہی ہے، اللہ کی ذات سے امید ہے کہ جلد ہی وہ لوگ اسلام میں آجائیں گے، اس درمیان اور بھی حالات آئے، لیکن اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت اس حالت سے زیادہ ہے، الحمدللہ میرا رشتہ بھی ہو گیا ہے، پیدائشی مسلم فیملی میں یہ رشتہ ہوا ہے، سب کا رشتہ لوگ طے کرتے ہیں، میرا رشتہ اللہ اور اس کے رسول نے کیا ہے، لڑکی کو خواب میں اللہ کے نبی کی زیارت ہوئی تھی، اور مجھے بھی اللہ کے رسول ﷺ نے خواب میں آکر رشتہ کے لئے کہا، اور لڑکی عالمہ ہے، میں بھی اس رشتہ سے خوش ہوں، انشاءاللہ بقر عید کے بعد حضرت آکر نکاح پڑھوائیں گے۔

س: مسلمانوں کے لئے کوئی پیغام دیں گے؟

ج: دعوت دینے کے لئے اللہ نے ہمیں بھیجا ہے، کالج کے ماحول میں جس طرح میرے دوست میرے بھائی وسیم نے مجھے دعوت دی، لاکھوں بچے اسکول کالج میں پڑھتے ہیں جو ہمارے دوست ہوتے ہیں، ساتھ کھاتے پیتے ہیں، ساتھ رہتے ہیں، لیکن ہم انھیں ہمیشہ ہمیش کی آگ سے نہیں بچاتے، میں سب سے یہ گذارش کروں گا کہ آپ اگر دعوت نہیں دیں گے تو وہ لوگ اپنے مذہب کی دعوت دیں گے، اور اللہ اوروں سے کام لے گا، اور بجائے اس کے کہ ہم ان بیچاروں کو آگ سے بچائیں، وہ خود نہ جاننے کی وجہ سے دوسرے خاندانی مسلمان نوجوانوں کو گمراہ کرتے ہیں، اگر ان کو دعوت دے کر ان کا حق ادا کیا جائے، تو خود جو مسلمان نوجوان اسکولوں اور کالجوں میں پڑھتے ہیں، ان کا ایمان زد پر آنے سے بچ جائے گا۔

س: بہت اچھا پیغام دیا آپ نے، بہت بہت شکریہ؟

ج: آپ کا شکریہ آپ نے مجھے اس محفل میں شریک کیا۔ ☆

☆☆☆

☆ بشکریہ ماہنامہ ارمغان، اکتوبر ۲۰۱۵، ص ۲۱-۲۴

مقصود

✍سعدی

اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراط مستقیم پر چلائے
اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْم

اللہ تعالیٰ ہمیں ایمان پر ثابت قدمی نصیب فرمائے
اَللّٰهُمَّ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قُلُوْبَنَا عَلٰى دِيْنِكَ

اللہ تعالیٰ ہم سب کو گمراہی سے بچائے
رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَ

اللہ تعالیٰ ہم سب کو تفرقے، نفاق اور برے اخلاق سے بچائے
اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِكَ مِنَ الشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَسُوْءِ الْاَخْلَاق

ایک شخص پہلے بہت نیک تھا مگر پھر اس کی حالت بدل گئی... وہ گناہ اور گمراہی میں جا گرا کسی نے ایک "صاحب علم" سے پوچھا یہ کیسے ہو گیا؟ انہوں نے فرمایا: یہ شخص ہدایت پر ثابت قدمی کی دعاء نہیں مانگتا ہو گا... اور یہ شخص ہدایت کے بعد گمراہی آنے سے حفاظت کی دعاء نہیں مانگتا ہو گا... اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے... وہ مانگنے والوں سے محبت فرماتا ہے اور نہ مانگنے والوں سے ناراض ہوتا ہے... ہدایت پر ہونا کسی کا ذاتی کمال نہیں، جب انسان اپنی کسی خوبی کو اپنا ذاتی کمال سمجھنے لگتا ہے تو وہ خوبی اس کے لئے وبال بن جاتی ہے...
اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ وَرَحْمَتِكَ

اندھے دل

حضرت ابراہیم بن ادھمؒ بڑے بزرگ، نامور صوفی اور مقبول مجاہد گذرے ہیں، وہ ارشاد فرماتے ہیں:
"اے میرے بھائی! دنیا کی محبت چھوڑ دو، کیونکہ دنیا کی محبت انسان کو اندھا اور بہرا کر دیتی ہے"

جی ہاں! دنیا کے مال کی محبت، دنیا کی عزت کی محبت... حبّ مال اور حب جاہ انسان کے دل کو اندھا کر دیتی ہے... روز اٹھتے جنازے نظر نہیں آتے... اپنے سفید ہوتے ہوئے بال نظر نہیں آتے... سامنے منہ پھاڑے قبر نظر نہیں آتی... قرآن پاک کی آیات نظر نہیں آتیں... اور کان ایسے بہرے ہو جاتے ہیں کہ کوئی نصیحت اثر نہیں کرتی... ایک میٹھی دعاء یاد کر لیں... یہ دعاء مشہور محدث حضرت سفیان ثوریؒ مانگا کرتے تھے:

اَللّٰھُمَّ زَھِّدْنَا فِی الدُّنْیَا وَوَسِّعْ عَلَیْنَا فِیْھَا

یا اللہ! ہمیں دنیا سے زہد اور بے رغبتی عطاء فرمایئے اور ہمارے لئے دنیا میں وسعت عطاء فرمایئے...

دنیا کے بدلتے رنگ

عرب کا ایک مشہور قبیلہ تھا... بڑا مالدار اور سردار... مگر پھر اچانک دنیا نے آنکھیں پھیر لیں اور بھکاری بنا دیا... اس خاندان کی ایک عورت حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دربار میں حاضر ہوئی، آپؓ نے حالات پوچھے تو اس نے کہا:

وہ ایک شام تھی جب ملک عرب کا ہر شخص ہم سے محبت کرتا تھا اور ہم سے ڈرتا تھا... مگر جب صبح ہوئی تو یہ حالت تھی کہ ہم ملک عرب کے ہر شخص کے محتاج تھے اور اس سے ڈرتے تھے...

بینا نسوس الناس فی کل بلدۃ
اذا نحن فیھم سوقۃ نتنصّفُ
فاُف للدنیا لایدوم نعیمھا
تقلب تارات بنا وتصرف

ایک وقت تھا جب ہم سب کے سردار تھے... مگر پھر اچانک ہم بری طرح سے حقیر ہو گئے... اُف ہو اس دنیا پر کہ اس کی نعمتیں ہمیشہ نہیں رہتیں... ہر دن ان کا رنگ بدلتا رہتا ہے...

اسی لئے تو حضرت آقا مدنی ﷺ نے اس دنیا کو ”ملعونۃ“ فرمایا...

حضرت آقا مدنی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ہاں ”لَعنت“ کے لفظ کا استعمال بہت کم اور خاص تھا... جب آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ”حب دنیا“ پر لعنت بھیج دی تو ”حب دنیا“ کا کوئی مریض اب کہاں رحمت پا سکتا ہے... ہائے مال، ہائے عہدہ، ہائے عزت، ہائے ناموری کرنے والے ہائے ہائے ہی پکارتے ہیں... دنیا کی زیب و زینت اور چمک دمک پر کوئی منافق ہی مرتا ہے... قرآن پاک نے سمجھایا:

”مزین کر دی گئیں لوگوں کے لئے دنیا کی خواہشات یعنی عورتیں، بیٹے، سونا، چاندی، گھوڑے، مویشی اور کھیتی...“

یا اللہ! رحم ... ہم نے آج کل میں ہی اس ظالم دنیا کو چھوڑنا ہے... اس کی محبت سے ہماری حفاظت فرما...

ایک میٹھی دعاء یاد کر لیجئے

اَللّٰهُمَّ صَغِّرِ الدُّنْيَا بِأَعْيُنِنَا وَعَظِّمْ جَلَالَكَ فِي قُلُوْبِنَا. اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنَا لِمَرْضَاتِكَ وَثَبِّتْنَا عَلٰى دِيْنِكَ وَطَاعَتِكَ

یا اللہ! دنیا کو ہماری آنکھوں میں حقیر بنا دیجئے اور اپنے جلال کو ہماری آنکھوں میں بڑا یعنی عظیم بنا دیجئے، یا اللہ! ہمیں اپنی رضاوالے اعمال کی توفیق عطاء فرمایئے اور ہمیں اپنے دین اور اپنی اطاعت پر ثابت قدمی عطاء فرمایئے...

حساب، عقاب، عتاب

سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کسی نے دنیا کے بارے میں پوچھا تو ارشاد فرمایا

دنیا تو ایسی چیز ہے جس کے حلال میں حساب ہے...یعنی حلال کا بھی حساب دینا ہوگا... اور اس کے حرام میں عقاب یعنی اللہ تعالیٰ کا عذاب ہے اور اس کے شک والے مال میں عتاب ہے...

دنیا کی محبت انسان کے دل میں ”وھن“ بزدلی اور نفاق پیدا کرتی ہے... اور انسان کو ہمیشہ فکر اور پریشانی میں مبتلا کرتی ہے... دنیا کے طالب کو خریدنا آسان، گمراہ کرنا آسان، ڈرانا آسان... اور راہ مستقیم سے ہٹانا آسان...

ایک میٹھی مسنون دعاء یاد کر لیجئے

اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلِ الدُّنْيَا أَكْبَرَ هَمِّنَا وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا

یا اللہ! دنیا کو ہماری بڑی فکر اور ہمارے علم کا مبلغ نہ بنایئے...

کافر دنیا سے اپنی خواہشات پوری کرتا ہے... جبکہ منافق دنیا کو اپنی عزت اور ظاہری ٹیپ ٹاپ پر لگاتا ہے... اور دونوں کے نزدیک آخرت کا کوئی نام و نشان نہیں ہوتا...

فتنہ اور آزمائش

ہم نے مرتے دم تک اسی دنیا میں رہنا ہے... اور حکم یہ ہے کہ دنیا میں دل نہ لگاؤ...

ہمارے اندر طرح طرح کی ضرورتوں کے خانے ہیں... کھانے کی ضرورت، پینے کی ضرورت، جسمانی ضرورتیں... رہنے کی ضرورت، وغیرہ وغیرہ...

گویا دنیا کے دریا میں ہمیں ڈال دیا گیا ہے... اور ساتھ حکم فرمایا گیا ہے کہ اس میں ڈوبنا نہیں... ہمارے چاروں طرف دنیا کے پجاری... ہر طرف مالداروں کی ظاہری عزت اور ٹیپ ٹاپ...مگر ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم نے ان کی طرف رشک اور پسند کی نظر سے دیکھنا تک نہیں... ہمارے چاروں طرف دنیا کی زیب و زینت مگر ہمیں حکم کہ تم نے اس دنیا کو ملعون سمجھنا ہے... ہاں بے شک آزمائش ہے... ہاں! بے شک امتحان ہے... مگر اسی آزمائش اور امتحان میں کامیابی پر ہی جنت ملتی ہے... انسان نہ اپنی مرضی سے مالدار ہو سکتا ہے اور نہ اپنی مرضی سے غریب ... مال جو قسمت میں لکھا ہے وہ مل کر رہے گا... مگر یہ مال ہم نے جیب میں رکھنا ہے یا دل میں... یہ ہمیں اچھی طرح سمجھا دیا گیا... آزمائش کے اس میدان میں... نہ ہی اللہ تعالیٰ نے ہمیں اکیلا چھوڑا اور نہ ہی ہمارے محسن آقا ﷺ نے ہمیں لاوارث کھڑا کیا... قرآن پاک کامیاب مالداروں کے حالات بھی سناتا ہے اور ناکام مالداروں کے بھی... کامیاب مالدار وہ تھے جن کے پاس دنیا تھی مگر اُن کے دل دنیا کی محبت سے پاک تھے... اور ناکام مالدار وہ جو دنیا کو دل میں بسا بیٹھے تھے... بالآخر دنیا اُن کو لے ڈوبی... قرآن پاک ہمیں کامیاب غریبوں کے حالات بھی سناتا ہے اور ناکام غریبوں کے بھی...

کامیاب غریب وہ جنھوں نے... دنیا کو اپنا مقصود نہیں بنایا... اور ناکام غریب وہ جو دنیا میں مالدار بننے کو ہی اپنی کامیابی سمجھ بیٹھے...

قرآن پاک نے ہمارے سامنے منافقین کو کھڑا کر دیا... ان کی ایک ایک بُری عادت سمجھا دی... مال کے بھوکے، جاہ ، زیب و زینت اور دنیاوی عزت کے بھوکے... قرآن مجید نے ہمیں چند خواتین دکھائیں... وہ

روئے زمین کی خوش بخت ترین عورتیں تھیں... عرش سے اُن کے لئے سلام آتا تھا... وہ بڑے بڑے خاندانوں کی شہزادیاں تھیں... وہ ظاہری اور باطنی ہر خوبی میں دنیا کی تمام عورتوں سے فائق تھیں...

ان میں سے کوئی بھی کسی معمولی گھرانے میں نہیں پلی بڑھی تھیں... مگر پھر قدرت نے ان کو حضرت آقا مدنی ﷺ کے گھر مبارک میں لا بسایا... یہاں فاقے تھے، پیوند زدہ کپڑے تھے اور تین تین دن تک ٹھنڈے رہنے والے چولہے تھے...

جنت کی حوروں سے زیادہ افضل اور زیادہ مقام والی ہماری ان ماؤں نے ایک بار اپنے خرچ میں اضافے کا جائز مطالبہ کر دیا... انہوں نے نہ کوٹھیاں مانگیں اور نہ طرح طرح کے لباس... انہوں نے نہ جائیداد مانگی اور نہ سونے کے زیورات... بس اتنا کہ کم از کم کھانا تو دو وقت کا پورا مل جائے... مگر جواب کیا ملا؟ حضرت آقا مدنی ﷺ اُن سے روٹھ کر مسجد شریف میں مقیم ہو گئے...

یا اللہ! خیر... حضرت آقا مدنی ﷺ کی خفگی... اور پھر ربّ تعالیٰ نے بھی صاف اعلان فرما دیا... سورۂ احزاب کھول کر دیکھ لیجئے...

اے نبی ان سے پوچھ لیجئے کہ دنیا چاہئے یا اللہ اور رسول؟

ان پاکیزہ ہستیوں کے دل اونچے تھے، شیطان ان میں یہ ضد نہ ڈال سکا کہ وہ اتنا ہی عاجزی سے پوچھ لیتیں!!

یا اللہ! ہم نے کون سی دنیا مانگی تھی کہ اتنا سخت فیصلہ کہ... اگر دنیا چاہئے تو حضرت آقا مدنی ﷺ کچھ سامان دے دیں گے مگر اُس سامان کے ساتھ طلاق بھی ہو گی... مگر وہ تو باسعادت تھیں، عقلمند تھیں ہماری وہ مائیں فوراً پکار اٹھیں

ہمیں اللہ چاہئے... ہمیں رسول اللہ چاہئیں

بس اللہ، بس اللہ، بس اللہ... اور بس رسول اللہ ﷺ دنیا نہیں، دنیا نہیں، دنیا نہیں...

سبحان اللہ! اُن کے گھر پھر بس گئے... اور دنیا اور آخرت میں حضرت آقا مدنی ﷺ کا قرُب نصیب ہو گیا...

بس اسی واقعہ سے ہم اندازہ لگا لیں کہ... اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا کی کیا قیمت ہے... اور دنیا کی محبت کا کیا انجام ہے؟...

آہ! آج دنیا کی محبت نے ہمارے دلوں کو ویران کر دیا... ہمارے گھروں کو اجاڑ دیا...

ہماری جماعتوں کو غیبت، تفرقے اور رسہ کشی کا بازار بنا دیا... ہائے کاش ہم سورہ انفال کی ابتدائی چند آیات ہی سمجھ کر پڑھ لیں اور دل میں اتار لیں تو... ہمارا جہاد کتنا مبارک، کتنا طاقتور، کتنا خوشبودار ہو جائے... حضرات صحابہ کرام نے جب مال غنیمت پر تھوڑی سی آپس میں بات چیت کی تو قرآن پاک نے کیسی واضح تنبیہ فرمائی... مال، مال کی باتیں چھوڑو، اگر تم واقعی ایمان والے ہو تو اللہ تعالیٰ سے ڈرو، آپس کے معاملات درست کرو... اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو... ساتھ ساتھ اجتماعی اموال کی نزاکت، امانت اور احتیاط کا مسئلہ بھی سمجھا دیا... حضرات صحابہ کرامؓ بڑے اونچے لوگ تھے... ان کے پاس دنیا میں جو کچھ تھا وہ سارا انہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے لگا دیا... تب اللہ تعالیٰ نے دنیا کو اُن کے قدموں میں ڈال دیا... مگر پھر بھی دنیا اُن کے قدموں میں ہی رہی اُن کے دلوں میں کوئی جگہ نہ بنا سکی... یا اللہ! ہمارے دلوں میں بھی نور اور روشنی عطاء فرما دیجئے

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا نُوْرًا...اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لَّنَا نُوْرًا

لا الہ الا اللہ، لا الہ الا اللہ، لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ...

اللھم صل علیٰ سیدنا محمد والہ وصحبہ وبارک وسلم تسلیما کثیرا کثیرا...

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ...☆

☆☆☆

☆ بشکریہ رنگ و نور۔۔۔سعدی کے قلم سے (شمارہ ۴۳۷)

یکجہتی

حافظ مہر محمد میانوالی

سوال: آپ کے مذہب کی بنیاد اقوالِ اصحابؓ ہیں جو مختلف الاجتہاد الرائے تھے تو یکجہتی کی ضمانت کیا ہے جب صراطِ مستقیم صرف ایک راستہ ہے آپ کے مذہب کے اصولِ دین کا حقیقی معیار کیا ہے؟

الجواب:-

ہمارے مذہب کی اصل بنیاد اور حقیقی معیار تین چیزیں قرآن مجید، سنتِ نبویؐ، اجماع امت جس میں صحابہ کرامؓ کا اجماع بھی آجاتا ہے، ایک ظنی اصول قیاس شرعی بھی ہے یعنی جس نئے مسئلے میں قرآن و حدیث خاموش ہوں، اجماع امت بھی نہ ملے تو اہل اجتہاد و علماء اس جیسا مسئلہ قرآن و سنے اور اجماع میں تلاش کریں اگر مل جائے تو اسے اصل (مقیس علیہ) بنا کر نئے مسئلے پر بھی وہی حکم لگا دیں۔ حضرات صحابہ کرامؓ اور ائمہ اجتہاد یہ کام کرتے آئے ہیں اور قیاس کا یہ مختلف النوع لچک آمیز اصول قانونِ اسلام کی وسعت، دیگر مذاہب پر اس کی برتری اور جدید سائنسی دور میں ترقی کا ضامن ہے۔ تعجب ہے کہ شیعہ اس قیاس شرعی۔ مبنی قرآن و سنت کے تو منکت ہیں مگر بہت سے مسائل محض عقل کے بل بوتے پر طے کرتے ہیں۔ خواہ صراحتہً وہ قرآن و سنت کے خلاف ہوں، جیسے رسومِ عزاداری، مذمت صحابہ کرامؓ اور ایجاد امامت وغیرہ۔ مذہبی یک جہتی کی ضمانت یہ ہے کہ قرآن و سنت اور اجماعت امت میں تو سب متفق ہیں ان سے ہم کسی کو اختلاف کا حق نہیں دیتے۔ اجتہادی مسائل میں ایک مجتہد کی رائے دوسرے مجتہد سے مختلف ہو سکتی ہے مگر عامی شخص کو یہ حق ہے کہ جس مجتہد کو اپنے عقیدہ و امانت کی رُو سے قرآن و حدیث اور اجماعی مسائل کے زیادہ قریب سمجھے اس کی تقلید کرے، باقی ائمہ مجتہدین کا احترام کرے۔ ایک امام کا مقلد دوسرے کے پیچھے اقتداء کر سکتا ہے اور یوں یہ امت ایک ہی صراطِ مستقیل پر گامزن ہے۔ تعجب ہے کہ زندہ اماموں کا سلسلہ ماننے کے باوجود شیعہ تقلید مجتہدین کے قائل ہیں پھر مجتہد کے مرنے پر اس کا فتویٰ مر جاتا ہے۔ نیا مجتہد تلاش کر کے پہلے فتویٰ کے برعکس اس کی تقلید لازم سمجھی جاتی ہے اور وہ دوسرے کے مقلد کے پیچھے نماز پڑھنے

کا مجاز نہیں یہ تو ایک امامیہ کا حال ہے کہ صرف پاکستان میں ۹ مختلف فقہوں والی شریعت مداروں اور مجتہدوں کے مقلد شیعہ ۹ فرقے موجود ہیں۔ باقی آغاخانی، زیدی، تفضیلی شیعوں کو دیکھا جائے تو سب ایک دوسرے کی تکفیر کرتے ہیں، ہر ایک کے امام جدا جدا بنے ہوئے ہیں تو شیعہ بے چاروں کو صراطِ مستقیم کی سمت کا بھی پتہ نہیں ہے کیونکہ صراطِ مستقیم منعم علیہم چار گروہوں کے راستے کا نام ہے۔ انبیاءؑ، صدیقینؓ، شہدآ، صالحینؓ ان چاروں میں ائمہ نہیں ہیں بلکہ شیعہ تو ائمہ کو انبیاء سے افضل مانتے ہیں تو امامیہ صراط مستقیم کیسے پائیں؟ اور مذہبی یکجہتی کیسے حاصل ہو؟☆

☆☆☆

فکری امانت

"سربکف" مجلہ آپ کو کیسا لگا؟

اسے کیسے بہتر بنایا جاسکتا ہے؟ ؟

اسے پڑھ کر آپ کے ذہن میں جو خیالات آتے ہیں وہ ہم سب کی امانت ہے۔ آپ اسے ہم تک پہنچائیں، ہم ان شاء اللہ اسے بہتر انداز میں سربکف کے قارئین تک پہنچا دیں گے۔

اپنی رائے دینے کے لیے ہمارے فیس بک پیج پر جائیں: Fb.com/SarbakafMagazine

یا اس ای میل پر روانہ کریں: SarbakafMagazine@gmail.com

☆ ماخوذ از "شیعہ کے ۱۰۰۰ سوال کے جوابات" —حافظ مہر محمد میانوالی

ردِّ قادیانیت کورس

(قسط۔۵)

منظور احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ

محدث العصر حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

ہم پہ یہ بات کھل گئی ہے کہ گلی کا کتا بھی ہم سے بہتر ہے اگر ہم تحفظ ختم نبوت نہ کر سکیں۔

[نقش دوام از مولانا انظر شاہ کاشمیری مطبوعہ ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان ص۱۹۱]

☆جھوٹ نمبر ۵:

” احادیث صحیحہ میں آیا تھا کہ مسیح موعود صدی کے سر پر آئے گا اور چودہویں صدی کا مجدد ہوگا۔“

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۸۸،روحانی خزائن ج۲۱ ص ۳۵۹)

جبکہ کتاب البریہ ص ۱۸۷۔۱۸۸ بر حاشیہ روحانی خزائن ج۱۳ ص۲۰۵۔۲۰۶ کی عبارت یہ ہے:

” بہت سے اہل کشف نے خدا تعالیٰ سے الہام پا کر خبر دی تھی کہ وہ مسیح موعود چودہویں صدی کے سر پر ظہور کرے گا اور یہ پیش گوئی اگرچہ قرآن شریف میں صرف اجمالی طور پر پائی جاتی ہے مگر احادیث کی رو سے اس قدر تواتر تک پہنچی ہے کہ جس کا کذب عندالعقل ممتنع ہے۔“

احادیث جمع کثرت ہے اس لئے کم ازکم دس احادیث صحیحہ متواترہ دکھاؤ جن میں مسیح موعود کے چودھویں صدی کے سر پر آنے کے الفاظ وغیرہ موجود ہوں مگر ہمارا دعویٰ ہے کہ مرزائی امت تا قیامت کوئی ایک بھی صحیح حدیث نہیں دکھا سکتی۔

☆جھوٹ نمبر ۶:

” اگر احادیث کے بیان پر اعتبار ہے تو پہلے ان حدیثوں پر عمل کرنا چاہیے جو صحت اور وثوق میں اس حدیث پر کئی درجہ بڑھی ہوئی ہیں مثلاً صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی

نسبت خبر دی گئی ہے خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کیلئے آواز آئے گی کہ:

" ھذا خلیفۃ اللہ المھدی"

اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے جو ایسی کتاب میں درج ہے جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔"

(شہادۃ القرآن ص ۴۱،روحانی خزائن ص۳۳۷ج۶)

جھوٹ بالکل جھوٹ ! بخاری شریف میں اس قسم کی کوئی حدیث نہیں۔ھاتوا برہانکم ان کنتم صادقین۔

قادیانی عذر:

۱) اسکے متعلق قادیانی جواب دیتے ہیں کہ یہ حدیث کنزالعمال میں موجود ہے مگر ہمارا سوال یہ ہے کہ بخاری شریف سے دکھاؤ۔ کیونکہ مرزا نے بخاری شریف کا حوالہ دیا ہے۔

۲) بعض دفعہ وہ ہمارے بعض علماء کے اس قسم کے حوالہ جات پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے بھی غلط حوالہ دیا۔جواب یہ ہے کہ کیا ان کے غلط حوالہ دینے سے مرزا کی بات سچی بن جائیگی ؟ہر گز نہیں۔

۳)ہمارے کسی عالم نے بطور استدلال اتنے زور سے غلط حوالہ نہیں دیا، عام حوالہ کا غلط ہو جانا اور بات ہے مگر اتنی تحدی اور زور شور سے حوالہ دینا اور پھر غلط دینا یہ دھوکہ اور فریب ہے۔

۴) اگر وہ کہیں کہ نسیاناً لکھا گیا تو پھر اس کی معذرت ہونی چاہیے۔مرزا صاحب سے اس کی معذرت دکھاؤ اور کوئی سچا نبی نسیان پر قائم رہ نہیں سکتا۔ نسیان کا وقوع اور چیز ہے اس پر استقلال اور چیز ہے۔

۵) اگر وہ چالاکی سے کہیں کہ مرزا صاحب کی غلطی نہیں بلکہ کاتب کی غلطی ہے تو جواب یہ کہ آگے آئے الفاظ " اصح الکتب بعد کتاب اللہ " وغیرہ اس کی تردید کرتے ہیں۔

☆جھوٹ نمبر ۷:

" تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے۔مکہ ، مدینہ اور قادیان۔"

(ازالہ اوہام بر حاشیہ ص۳۴، روحانی خزائن ص ۱۴۰ ج۳)

☆جھوٹ نمبر ۸:

'' وقد سبونی بکل سب فما رددت علیھم جوابھم ''

ترجمہ: مجھ کو گالی دی گئی میں نے جواب نہیں دیا۔

(مواہب الرحمن ص۱۸ طبع اول ص۲۰ طبع دوم۔روحانی خزائن ص۲۳۶ ج۱۹)

یہ بالکل جھوٹ ہے کہ میں نے لوگوں کی گالیوں کا جواب نہیں دیا بلکہ خود مرزا صاحب نے تسلیم کیا ہے کہ میرے سخت الفاظ جوابی طور پر ہیں ابتدا سختی کی مخالفوں کی طرف سے ہے۔

(کتاب البریۃ دیباچہ ص۱۰، روحانی خزائن ص ۱۱ ج۱۳)

مرزا صاحب کی گالیوں کے چند نمونے

یعنی مرزا کی تہذیب و شرافت

مرزا کی گالیوں کے مطالعہ سے پہلے گالیوں سے متعلق اس کے اپنے چند فتاویٰ لکھے جاتے ہیں جن میں اس نے گالی دینے کی سخت مذمت کی ہے:

۱) '' اور کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو۔'' (کشتی نوح ج۱۹ ص ۱۱)

۲) '' خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو یعنی اس عاجز کو ہدایت اور دین حق اور تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا۔''

(اربعین ۳ص۳۶ ،روحانی خزائن ج۱۷ص۴۲۶)

۳) '' گالیاں اور بد زبانی کرنا طریق شرافت نہیں ہے۔''

(اربعین ۴ص۵،روحانی خزائن ج۱۷ص۴۷۱)

۴) ؎

'' گالیاں سن کر دعا دو ، پا کے دکھ آرام دو

کبر کی عادت جو دیکھو ،تم دکھاؤ انکسار ''

(براہین احمدیہ ج۵ص۱۱۴، روحانی خزائن ج۲۱ص۱۴۴)

اب مرزاصاحب کی گالیوں کے چند نمونے ملاحظہ فرمالیں۔

۱) " تلك كتب ينظر اليها كل مسلم بعين المحبة والمودة ويتنفع من معارفها ويقبلني ويصدق دعوتي الا ذرية البغايا الذين ختم الله على قلوبهم فهم لا يقبلون۔ "

ترجمہ: میری ان کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی نظر سے دیکھتا ہے اور ان کے علوم سے فائدہ اٹھاتا ہے اور مجھے قبول کرتا ہے اور میرے دعویٰ کی تصدیق کرتا ہے مگر کنجریوں کی اولاد ،جن کے دلوں پر اللہ نے مہر لگا دی ہے پس وہ قبول نہیں کرتے۔"

(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴۷، ۵۴۸،روحانی خزائن ج۵ص۵۴۸،۵۴۷)

۲) مولوی سعد اللہ لدھیانوی کے متعلق چند اشعار ملاحظہ فرمائیں

ومن اللئام اری رجیلا فاسقا
غولا لعینا نطفة السفهاء

ترجمہ: اور لئیموں میں سے ایک فاسق معمولی آدمی کو دیکھتا ہوں کہ ایک شیطان ملعون ہے ، سفیہوں کا نطفہ ہے۔

شکس خبیث مفسد و مزور
نحس یسمی السعد فی الجهلاء

ترجمہ : یہ بد گو اور خبیث اور مفسد اور جھوٹ کو ملمع کر کے دکھانے والا منحوس ہے جس کا نام جاہلوں نے سعد اللہ رکھا ہے۔

آذیتنی خبثا فلست بصادق
ان لم تمت بالخزی یا ابن بغاء

ترجمہ : تو نے اپنی خباثت سے مجھے دکھ دیا ہے پس میں سچا نہیں ہوں گا اگر ذلت کے ساتھ تیری موت نہ ہو اے نسل بد کاراں۔

(تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۵،۱۴، روحانی خزائن ص۴۴٦،۴۴۵ج۲۲۔
انجام آتھم ص۲۸۲،۲۸۱ روحانی خزائن ص۲۸۲،۲۸۱ ج ۱۱)

نوٹ: بغایا، بغیہ کی جمع ہے جس کا معنی ہے بدکار عورت جیسا کہ قرآن کریم میں ہے :
''وماكانت امك بغيا'' اور رباغی جس کا معنی سرکش ہے اس کی جمع بغاۃ ہے۔
فائدہ: ذریۃ البغایا کا ترجمہ خود مرزا نے خراب عورتوں کی نسل ، بازاری عورتیں اور کنجریوں کا بیٹا کیا ہے۔
(نور الحق حصہ اول ص۱۲۲، روحانی خزائن ص ۱۶۳ ج ۸، انجام آتھم ج ۱۱ ۲۸۲ روحانی خزائن ص ۲۸۲ ج ۱۱ ، خطبہ الہامیہ ص ۱۶ روحانی خزائن ص۴۹ ج۱۶)

۳) '' اے بد ذات فرقۂ مولویان تم کب تک حق چھپاؤ گے ، کب وہ وقت آئے گا کہ تم یہودیانہ خصلت چھوڑ و گے اے ظالم مولویو تم پر افسوس کہ تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا وہی عوام کالانعام کو بھی پلایا۔''

(انجام آتھم ص۱۹ برحاشیہ روحانی خزائن حاشیہ ص۲۱ ج۱۱)

۴) '' مگر کیا یہ لوگ قسم کھا لیں گے ہرگز نہیں کیونکہ یہ جھوٹے ہیں اور کتوں کی طرح جھوٹ کا مردار کھا رہے ہیں۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۵ ، روحانی خزائن ص۳۰۹ج۱۱)

۵) '' بعض جاہل اور فقیری سجادہ نشین اور مولویت کے شتر مرغ''
(ضمیمہ انجام آتھم ص ۱۸۰، روحانی خزائن ص۳۰۲ج۱۱)

۶) ؎

ان العدا صاروا خنازیر الفلا

ونسائهم من دونهن الا کلب

ترجمہ : دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہو گئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئی ہیں۔
(نجم الہدیٰ ص ۵۳، روحانی خزائن ج ۱۴ ص۵۳)

یعنی میرے مخالف جنگلوں کے سوَر ہیں اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ کر ہیں۔

☆تنبیہ☆

مرزائی اگر مرزا قادیانی کے جھوٹوں کے جواب میں یہ کہیں کہ العیاذباللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی تین جھوٹ بولے تھے جیسا کہ بخاری شریف میں ہے تو مرزا صاحب کے جھوٹ بھی اسی طرح کے ہیں تو اس کے دو جواب ہیں :

۱)جو جھوٹ ہم نے مرزا قادیانی کے پیش کئے ہیں وہ واقعتاً جھوٹ ہیں جبکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا کلام تو توریہ اور تعریض کے طور پر ہے وہ حقیقت میں جھوٹ ہے ہی نہیں، سمجھنے والوں کی غلطی ہے۔ ورنہ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو کلام کیا ہے وہ مبنی بر حقیقت ہے جیسا کہ شراح حدیث نے اسکی وضاحت کر دی۔

۲)مرزا قادیانی نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی نسبت اس روایت کی رو سے جھوٹ کا الزام لگانے والوں کو خبیث شیطان پلید مادہ والا کہا ہے اس نے لکھا :

" حضرت ابراہیم کی نسبت یہ تحریر شائع کرے کہ مجھے جس قدر ان پر بد گمانی ہے اس کی وجہ ان کی دروغ گوئی ہے تو ایسے خبیث کی نسبت اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ اس کی فطرت ان پاک لوگوں کی فطرت سے مغائر پڑی ہوئی ہے اور شیطان کی فطرت کے موافق اس کا پلید مادہ اور خمیر ہے۔"

(مرزا کی کتاب آئینہ کمالات اسلام ص۵۹۸روحانی خزائن ج۵ص۵۹۸)

(دوسری دلیل)

جھوٹی پیش گوئیاں

اس بحث سے قبل خود مرزا صاحب ہی کے قلم سے لکھے ہوئی چند ایک اصول ملاحظہ فرمائیں :

اصول نمبر ۱:

" بد خیال لوگوں کو واضح ہو کہ ہمارا صدق و کذب جانچنے کیلئے ہماری پیش گوئی سے بڑھ کر اور کوئی محکم امتحان نہیں۔"

(آئینہ کمالات اسلام ص ۲۸۸ ،روحانی خزائن ص ۲۸۸ ج۵)

اصول نمبر ۲:

علاوہ اس کے جن پیش گوئیوں کو مخالف کے سامنے دعویٰ کے طور پر پیش کیا جاتا ہے وہ ایک خاص طور کی روشنی اور ہدایت اپنے اندر رکھتی ہیں اور ملہم لوگ حضرت احدیت میں خاص طور پر توجہ کر کے ان کا زیادہ تر انکشاف کرا لیتے ہیں۔

(ازالہ اوہام ص۴۰۴،روحانی خزائن ص۳۰۹ ج۳)

ان دو اصولو ں کے بعد ہم کہتے ہیں کہ کوئی ایک پیش گوئی مرزا صاحب کی پیش کرو جس کو دشمن کے سامنے بطور دعویٰ پیش کیا ہو اور پھر وہ پوری ہوئی ہو۔

ہمارا دعویٰ ہے کہ وہ ایک دعویٰ میں بھی سچا نہ ہوا اور بقول اپنے رسوا اور ذلیل ہوا چنانچہ تریاق القلوب ص۲۵۴ روحانی خزائن ص۳۸۲ ج۱۵ پر لکھا ہے :

" اور باوجود میرے اس اقرار کے یہ بات بھی ظاہر ہے کہ کسی انسان کا اپنی پیش گوئی میں جھوٹا نکلنا خود تمام رسوائیوں سے بڑھ کر رسوائی ہے۔"

اس سے معلوم ہوا کہ اس کی رسوائی کیلیۓ یہی کافی ہے کہ وہ کسی ایک پیش گوئی میں جھوٹا ثابت ہو جائے بفرض محال اس کی کچھ پیش گوئیاں سچی بھی نکلیں تو وہ اس کے دعویٰ کی صداقت کی دلیل نہیں بن سکتیں ایسے تو بہت سے مُنَجّموں کی پیش گوئیاں بھی سچی نکلتی رہتی ہیں ہاں کسی ایک پیش گوئی کا جھوٹا نکلنا اس کے کاذب ہونے کی صریح دلیل ہے۔

(نوٹ) مرزا صاحب کی جھوٹی پیش گوئیاں بیان کرنے سے قبل قرآن مجید کی یہ آیت بار بار پڑھنی چاہیے :

" فلا تحسبن اللہ مخلف وعدہ رسلہ ان اللہ عزیز ذوانتقام"

یعنی خدا تعالیٰ کو اپنے رسولوں کے ساتھ وعدہ خلافی کرنے والا گمان نہ کر ، اللہ غالب اور انتقام لینے والا ہے۔

پہلی جھوٹی پیش گوئی عبداللہ آتھم کے متعلق:

" اور آج رات مجھ پر کھلا ہے وہ یہ کہ جب میں نے بہت تضرع سے جناب الٰہی میں دعا کی تو اس امر میں فیصلہ کر اور ہم عاجز بندے ہیں تیرے فیصلے کے سوا کچھ نہیں کر سکتے اس نے مجھے یہ نشان بشارت

کے طور پر دیا ہے کہ اس بحث میں دونوں فریقوں میں سے جو فریق عمداً جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور سچے خدا کو چھوڑ رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے وہ انہی دنوں مباحثہ کے لحاظ سے یعنی فی دن ایک ماہ سے لیکر پندرہ ماہ تک ہاویہ میں گرایا جائے گا اور اس کو سخت ذلت پہنچے گی بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے اور جو شخص سچ پر ہے اور سچے خدا کو مانتا ہے اس کی اس سے عزت ظاہر ہوگی اور اس وقت جو پیش گوئی ظہور میں آئے گی بعض اندھے سجاکھے کیے جائیں گے اور بعض لنگڑے چلنے لگیں گے اور بعض بہرے سننے لگیں گے اس طرح اللہ تعالیٰ نے جو ارادہ فرمایا ہے سو الحمد للہ والمنہ کہ اگر یہ پیش گوئی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ظہور نہ فرمائی تو ہمارے یہ پندرہ دن ضائع گئے تھے۔

میں اس وقت اقرار کرتا ہوں اگر یہ پیش گوئی جھوٹی نکلی یعنی وہ فریق جو خدا تعالیٰ کے نزدیک جھوٹ پر ہے وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے سزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا اٹھانے کیلئے تیار ہوں مجھ کو ذلیل کیا جائے ، روسیاہ کیا جائے ، میرے گلے میں رسہ ڈال دیا جائے مجھ کو پھانسی دی جائے ہر ایک بات کیلئے تیار ہوں اور میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ ضرور ایسا ہی کرے گا ضرور کرے گا زمین و آسمان ٹل جائیں ، پر اس کی باتیں نہ ٹلیں اگر میں جھوٹا ہوں تو میرے لئے سولی تیار رکھو اور تمام شیطانوں ، بدکاروں او ر لعینوں سے مجھے زیادہ لعنتی قرار دو۔''

(جنگ مقدس ص۲۰۹ تا ۲۱۱ ، روحانی خزائن ص۲۹۱ تا ۲۹۳ ج۶)

مرزا صاحب کی یہ پیش گوئی عبد اللہ آتھم پادری کے متعلق ہے۔مرزا نے اس سے ۱۸۹۳ء میں مناظرہ کیا۔پندرہ دن برابر مناظرہ ہوتا رہا نتیجہ یہ ہوا کہ مرزا شکست کھا گیا پھر گھر آ کر بتاریخ ۵ جون ۱۸۹۳ء اس کے متعلق یہ پیش گوئی گھڑ دی کہ وہ جتنے دن مناظرہ ہوتا رہا اتنے ماہ کے اندر اندر ہلاک ہوگا اگر ہلاک نہ ہوا تو میں جھوٹا ہوں گا۔اس نے پندرہ ماہ خوب احتیاط سے گذارے اپنا کھانا وغیرہ خود پکاتا تھا ،آخر کار پندرہ ماہ ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء کو مکمل ہوئے مگر آتھم پادری نہ مرا۔

اس کے بعد عیسائیوں نے بٹالہ کے مقام پر عبد اللہ آتھم کو ہاتھی پر سوار کر کے ایک عظیم الشان جلوس نکالا۔مرزا غلام احمد قادیانی کا پتلا بنا کر اس کا منہ کالا کر کے اس کے گلے میں رسہ ڈال کر اس کو پھانسی دی پھر جلا کر دفن کیا۔

اب ہم مرزائیوں سے سوال کرتے ہیں کہ کیا یہ پیش گوئی پوری ہوئی اور پندرہ ماہ کے اندر عبد اللہ آتھم ہلاک ہوا ؟؟؟ ہر گز ایسا نہیں ہوا، اور مرزا اپنی اس پیش گوئی میں دوسری پیش گوئیوں کی طرح ذلیل و رسوا ہوئے۔واضح رہے کہ عبد اللہ آتھم کا انتقال ۲۷ مئی۱۸۹۶ء کو ہوا جبکہ مرزا کی پیش گوئی کی مدت گذر چکی تھی۔

(نزول المسیح ص۱۶۸،روحانی خزائن ج۱۸ص۵۴۶)

مرزائی عذر:

”عبد اللہ آتھم نے اس مجلس میں ساٹھ ستر آدمیوں کے سامنے جناب نبی اکرم ﷺ کو دجال کہنے سے رجوع کر لیا تھا۔“

(خلاصہ عبارت حاشیہ حقیقت الوحی ص۲۰۷،روحانی خزائن ص ۲۱۶ج۲۲)

جواب نمبر۱:

اگر اسی وقت اس نے رجوع کر لیا تھا تو مرزا کو اسی وقت اسی مجلس میں اعلان کرنا چاہیے تھا کہ چونکہ اس نے رجوع کر لیا ہے لہٰذا میری پیش گوئی میں کوئی حرج نہیں آئے گا بلکہ میری پیش گوئی پوری ہو گئی حالانکہ مرزا صاحب کو بعد میں بھی یقین نہیں تھا کہ یہ پیش گوئی پوری ہو گئی یا نہیں۔اسی لئے تو مرزا صاحب نے اسکی ہلاکت کیلئے وظائف و دعائیں کیں اور واویلا کیا وغیرذلک۔چنانچہ دیکھئے سیرۃ المہدی حصہ اول ص۱۷۸ و حصہ دوم ص ۱۲۱ حدیث نمبر ۱۶۰:

” بسم اللہ الرحمن الرحیم بیان کیا مجھ سے میاں عبد اللہ صاحب سنوری نے کہ جب آتھم کی میعاد میں صرف ایک دن باقی رہ گیا تو حضرت مسیح علیہ السلام نے مجھے اور میاں حامد علی مرحوم سے فرمایا کہ اتنے چنے (تعداد یاد نہیں رہی کہ کتنے چنے آپ نے بتائے) لے لو اور ان پر فلاں سورت کا وظیفہ اتنی تعداد میں پڑھو (مجھے وظیفہ کی تعداد بھی یاد نہیں رہی)میاں عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے وہ سورت یاد نہیں

مگر مجھے اتنا یاد ہے کہ کوئی چھوٹی سی سورت تھی جیسے الم ترکیف ......الخ۔اور ہم نے یہ وظیفہ تقریباً ساری رات صرف کر کے ختم کیا۔“

جواب نمبر۲:

مرزا بشیر الدین محمود اس اعتراض کے جواب میں کہ تیری دعائیں قبول نہیں ہوئیں لکھتا ہے کہ حضرت صاحب کی بھی قبول نہیں ہوئی تھیں۔چنانچہ دیکھئے الفضل ۲۰ جولائی ۱۹۰۴ء :

” آتھم کے متعلق پیش گوئی کے وقت جماعت کی جو حالت تھی وہ ہم سے مخفی نہیں۔میں اس وقت چھوٹا سا بچہ تھا اور میری عمر کوئی ساڑھے پانچ برس کی تھی مگر وہ نظارہ مجھے خوب یاد ہے کہ جب آتھم کی پیش گوئی کا آخری دن آیا تو کتنے کرب و اضطرار سے دعائیں کی گئیں میں نے محرم کا ماتم بھی اتنا سخت نہیں دیکھا ، حضرت مسیح موعود ایک طرف دعا میں مشغول تھے......الخ۔“

مرزائی عذر نمبر۲:

فریق سے مراد صرف عبدا للہ آتھم نہیں بلکہ تمام عیسائی ہیں جیسا کہ مرزا نے انوار الاسلام ص ۲ روحانی خزائن ص۲ ج۹ میں لکھا ہے۔

جواب:

مرزا صاحب نے خود مقدمہ میں تسلیم کیا ہے کہ فریق سے مراد صرف عبد اللہ آتھم ہے ، دیکھئے کتاب البریہ ص۱۷۳ روحانی خزائن ص۲۰۶ ج۱۳ :

” عبد اللہ آتھم کے متعلق ہم نے شرطیہ پیش گوئی کی تھی کہ اگر رجوع بحق نہ کرے گا تو مر جائے گا۔“
(عبد اللہ آتھم کی درخواست پر پیش گوئی صرف اس کے واسطے کی تھی کل متعلقین مباحثہ کی بابت بحث نہ تھی)

مرزائی عذر نمبر ۳:

”عبد اللہ آتھم اس لئے نہیں مرا کہ وہ اندر سے مسلمان ہو گیا ......اگر وہ خوف زدہ نہیں ہوا اور رجوع بحق نہیں ہوا تھا تو مباہلہ کرے اور قسم اٹھائے “ (روحانی خزائن ج۱۳ ص ۱۹۶)

الجواب:

اگر عبد اللہ آتھم نے رجوع کر لیا تھا تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ رجوع پندرہ ماہ کے اندر کیا تھا یا بعد میں ؟؟ اگر مدت کے اندر کیا تھا تو مرزا صاحب نے اعلان کیوں نہیں کیا تھا اگر پندرہ ماہ کے بعد رجوع کیا تھا تو اس کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ اسے تو پندرہ ماہ کے اندر مرنا تھا۔ نیز اگر رجوع کر لیا تھا تو چنے کے دانے کیوں پڑھائے ، دعائیں کیوں کیں ، اور عیسائیوں نے فتح کا اتنا بھرپو ر جشن کیوں منایا تھا۔رہی بات قسم کا نہ اٹھانا تو وہ اس لئے قسم نہیں اٹھا سکتا تھا کیونکہ عیسائی مذہب میں ہر قسم کی قَسم ناجائز ہے دیکھئے انجیل متی باب ۵ص۸، آیت نمبر ۳۵،۳۴ :

" پھر تم سن چکے ہو کہ اگلوں سے کہا گیا تھا کہ تم جھوٹی قسمیں نہ کھانا بلکہ اپنی قسمیں خداوند کیلئے پور ی کرنا لیکن میں تم سے کہتا ہوں کہ بالکل قسم نہ کھانا نہ تو آسمان کی کیونکہ وہ خدا کا تخت ہے ، نہ زمین کی کیونکہ وہ اس کے پاؤں کی چوکی ہے نہ یروشلم کی کیونکہ وہ بزرگ بادشاہ کا شہر ہے نہ اپنے سر کی قسم کھانا کیونکہ تو ایک بال کو بھی سفید یا کالا نہیں کر سکتا بلکہ تمہارا بھرم ہاں ہاں یا نہیں نہیں ہو کیونکہ جو اس سے زیادہ ہے وہ بدی ہے۔"

علاوہ ازیں خود مرزا صاحب کو بھی اس حقیقت سے مفر نہیں کہ مذہب عیسائیت میں ہر قِسم کی قسم کی ممانعت ہے چنانچہ خود مرزا صاحب اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہوئے لکھتے ہیں : " قرآن تمہیں انجیل کی طرح نہیں کہتا کہ ہر گز قسم نہ کھاؤ بلکہ بے ہودہ قسموں سے تمہیں روکتا ہے۔" (کشتی نوح ص۲۷ روحانی خزائن ص۲۹ ج ۱۹) معلوم ہوا عبد اللہ آتھم کا قسم سے انکار اپنے مذہب کی بنا پر تھا۔ جیسا کہ مرزا کا سؤر خوری سے انکار اپنے مذہب کی بنا پر تھا۔(کتاب البریہ ص۱۶۳ ، روحانی خزائن ج۱۳ ص۱۹۶)

مرزا نے اشتہار جاری کئے کہ اگر وہ خوف زدہ نہیں ہوا اور رجوع بحق نہیں ہوا تو مباہلہ کرے اور قسم اٹھائے عبد اللہ آتھم نے قسم اٹھانے سے انکار کیا کہ مسیحی مذہب میں قسم کھانا منع ہے تب ہم نے اس اشتہار حرف 'Q' جاری کیا تھا کہ مرز اخوک (خنزیر) کا گوشت کھا کر ثابت کرے کہ وہ مسلمان ہے کیونکہ اور مسلمان اس کو مسلمان نہیں مانتے تب عبد اللہ آتھم کو یہ کہنا اس کے برابر ہو گا۔

(جاری ہے...)

☆☆☆

مولانا عبید اللہ سندھی اور عقیدہ حیات مسیح ایک تعارف

مفتی ارشاد احمد حقانی حفظہ اللہ (راجن پور، پنجاب، پاکستان)

مولانا سندھیؒ کی داستان زندگی کسی الف لیلیٰ سے کم نہیں ہے۔انکے کمالات بے شمار ہیں اور انکی شخصیت طلسماتی۔ ۲۸ / مارچ ۱۸۷۲ کو ایک سکھ گھرانے میں جنم لیا لیکن ہدایت آپ کے نصیب میں رب کائنات نے لکھ رکھی تھی اور ایک سکھ بچے سے دین اسلام کی ایک بڑی خدمت کا لیا جانا مقدر ہو چکا تھا۔مڈل کی تعلیم کے دوران مولانا عبید اللہ پائلی کی کتاب " تحفتہ الہند " پڑھی اور انکے کے قلب میں ایمان کی شمع روشن ہوئی۔ رہی سہی کسر شاہ اسمعیل شہیدؒ کی "تقویت الایمان " نے پوری کر دی۔

آپ نے اسلام قبول کرنے کے بعد اپنا نام اس کتاب کے مولف کے نام پر رکھنا مناسب سمجھا کہ جن کی کتاب پڑھ کر آپ کے دل میں ایمان نے گھر کیا تھا۔ مولانا سندھی کی تحریکی زندگی کا اصل رخ اس وقت سے شروع ہوتا ہے کہ جب دیوبند میں آپ کو شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ کی صحبت حاصل ہوئی۔ مولانا سندھی کا شمار تحریک ریشمی رو مال کے مجاہدین اول میں سے ہوتا ہے۔ آپ کے ذمے شیخ الہندؒ کی جانب سے محاذِ افغانستان لگایا گیا تھا۔ ۱۹۱۵ء میں آپ شیخ الہندؒ کے کہنے پر ہجرت کر کے افغانستان چلے گئے۔ امیر امان اللہ خان کو انگریزوں کے خلاف جہاد کے لیے تیار کرنے کا سہرا مولانا سندھیؒ کے سر ہے۔ افغانستان سے آپ نے روس نقل مکانی کی اور پھر وہاں سے ترکی کی جانب مسافرت اختیار کی۔

مولانا سندھیؒ کی عظیم ترین خدمات میں...

۱۔جہاد افغانستان کی آبیاری

۲۔جمیعت الانصار کا قیام

۳۔علوم قرآنی کی ترویج

۴۔فکر ولی اللہی کا احیاء

شامل ہیں ۔

مولانا سندھی کے تلامذہ میں موسیٰ جار اللہ اور مولانا احمد علی لاہوریؒ جیسی عظیم شخصیات کا نام شامل ہے۔
۲۲ راگست ۱۹۴۴ء کو آپ نے دین پور میں رحلت فرمائی اور آپ کا جسد خاکی وہیں مدفون ہے۔
(حوالہ : اکابر علماء دیوبند رحمۃ اللہ علیہم، ۱۲۷ /۱۲۶، ادارہ اسلامیات لاہور، حافظ محمد اکبر شاہ بخاری۔)

مولانا کی تفسیر " الہام الرحمان " کا منہجِ اصلی: -

مولانا سندھیؒ فرماتے ہیں :

"قرآنی معارف و مطالب میں مجھے شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے علاوہ کسی اور حکیم کے افکار سے مدد لینے کی ضرورت نہیں پڑی...

میں نے قرآن سے جو کچھ اخذ کیا ہے اور جو بھی معانی مضامین قرآن سے مستنبط کیے ہیں مجھے انکی تعین اور تائید کے لیے شاہ صاحب کی حکمت سے باہر جانے کی ضرورت پیش نہیں آئی۔"

(شاہ ولی اللہ اور ان کا فلسفہ، مولانا سندھیؒ، ۲۲)

گو کہ مولانا سندھیؒ کی " الہام الرحمان " مکمل تفسیر نہیں اور یہ سورہ فاتحہ سے سورہ بقرہ تک کل ۳۲۰ صفحات پر محیط ہے لیکن اس کے کمالات بے شمار ہیں۔

۱۔ تفسیر کا اسلوب اہل علم کے معیار کے مطابق ہے۔
۲۔ تصوف کا رنگ واضح دکھائی دیتا ہے۔
۳۔ ربطِ آیات کا خاص خیال رکھا گیا ہے ۔
۴۔ تقابل ادیان کے حوالے سے کچھ مباحث ملتے ہیں ۔
۵۔ اصول ولی اللہی اپنی پوری شان کے ساتھ نمایاں ہے۔

مولانا سندھیؒ کی تفسیر پر تنقید: -

حیات مسیح علیہ السلام مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ ہے اور یہ قرآن و سنت کی براہِ راست تعلیمات سے مستنبط ہے لیکن مولانا سندھیؒ کی اس تفسیر میں اس حوالے سے مختلف نکات ملتے ہیں کہ جن کی وجہ سے ان پر تنقید بھی ہوتی رہی ہے اور " احمدی " گروہ اس سے اپنے موقف کی تائید میں استدلال کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔

مولانا سندھی اور نزول مسیح کے حوالے سے ایک تحقیق:-

حضرت صوفی عبد الحمید خان سواتیؒ لکھتے ہیں کہ :

'' مولانا عبید اللہ سندھی کی طرف منسوب اکثر تحریریں وہ ہیں وہ ہیں جو املائی شکل میں ان کے تلامذہ نے جمع کی ہیں۔مولانا کے اپنے قلم سے لکھی ہوئی تحریرات اور بعض کتب نہایت دقیق و عمیق اور فکر انگیز ہیں اور وہ مستند بھی ہیں۔لیکن املائی تحریروں پر پورا اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔اور بعض باتیں ان میں غلط بھی ہیں جن کو ہم املا کرنے والوں کی غلطی پر محمول کرتے ہیں مولانا کی طرف ان کی نسبت درست نہ ہو گی۔''

(مولانا عبید اللہ سندھیؒ کے علوم و افکار :ص ۷۸)

حضرت سواتیؒ مزید لکھتے ہیں کہ :

'' پوری کتاب من و عن مولانا سندھیؒ کی طرف منسوب کرنا بڑی زیادتی ہو گی۔اور اس کو اگر علمی خیانت کہا جائے تو بجا ہو گا کچھ باتیں اس کی مشتبہ اور غلط بھی ہیں جن کے مولانا سندھیؒ قائل نہیں تھے۔اور نہ وہ باتیں فلسفہ ولی اللہی سے مطابقت رکھتی ہیں ''۔

(عبید اللہ سندھیؒ کے علوم و افکار : ص۶۸)

حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ :

'' حیات مسیح کے بارے میں مولانا عبید اللہ سندھی وہی عقیدہ رکھتے تھے جو دوسرے علماء دیوبند کا ہے۔مگر افسوس کہ موسیٰ جار اللہ اپنی بات مولانا سندھی کے نام سے کہہ کر لوگوں کو مغالطہ دے رہا ہے۔مولانا سندھی کے نظریات و عقائد وہی ہیں جو میں نے حاشیہ قرآن میں لکھ دئے ہیں ''۔

(خدام الدین کا احمد علی لاہوریؒ نمبر :ص ۲- ۲)

اس حاشیہ تفسیر کا کیا مقام ہے علامہ خالد محمود صاحب کی زبانی سنئے :

'' مولانا احمد علی صاحبؒ نے حضرت شاہ ولی اللہ اور مولانا عبید اللہ سندھی کی تعلیمات کی روشنی میں قرآن پاک کا ایک مختصر اور جامع حاشیہ تحریر فرمایا۔ آپ نے اس میں سورت سورت اور رکوع رکوع کے عنوان خلاصے اور مقاصد نہایت ایجاز اور سادہ زبان میں ترتیب دئے۔ جہاں

جہاں مضمون ایک موضوع پر جمع دکھائی دئے ان کو موضوع دار اور طویل اور مفصل فہرست اپنے حاشیہ قرآن سے بطور مقدمہ شامل فرمائی۔عصری تقاضہ تھا کہ اختلاف سے ہر ممکن پرہیز کیا جائے اس لئے آپ نے ترجمہ قرآن پر ہر مسلک کے علماء کی تائید حاصل کی آپ کی پوری کوشش تھی کہ قرآن پاک کا ایک مجموعہ حاصل قوم کے سامنے رکھ سکیں۔ آپ جب یہ مسودے تیار کر چکے تو انہیں لے کر دیوبند پہنچے۔دیوبند میں ان دنوں محدث کبیر حضرت مولانا سید انور شاہ، شیخ التفسیر حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی اور شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی کا دور دورہ تھا۔آپ نے یہ سب مسودات ان حضرات کے سامنے رکھ دئے اور بتایا کہ انہوں نے یہ قرآنی محنت مولانا عبید اللہ سندھیؒ کی تعلیمات کی روشنی میں سر انجام دی ہے مولانا سندھیؒ پر چونکہ سیاسی افکار غالب تھے اس لئے میں نے ضروری سمجھا کہ خالص دینی نقطہ نظر سے بھی اس قرآنی خدمت کا جائزہ لیا جائے اگر اکابر دیوبند اس کی تصدیق فرما دیں تو وہ اسے شائع کر دیں گے وگرنہ وہ یہ مسودات یہی چھوڑ جائیں گے پھر ان کی انہیں کوئی حاجت نہیں ہو گی۔

اکابر نے ان کی تصدیق کی اور حضرت شیخ التفسیر مرکز دیوبند سے تصدیق لے کر لاہور واپس ہوئے اس ترجمے اور تحشئے کی نہ صرف اشاعت کی بلکہ درس و تدریس میں بھی قرآن کریم کا ذوق ہزاروں مسلمانوں کے دل و دماغ میں اتار دیا۔"

(خدام الدین کا شیخ التفسیر امام احمد علی لاہوری نمبر :ص ۲-۶)

حیات عیسیٰ علیہ السلام پر حضرت سندھیؒ کی اپنی تصریح :-

" فائدہ دوم ! امام ولی اللہ دہلویؒ " تفہیمات الٰہیہ " میں فرماتے ہیں کہ مجھے اللہ تعالی نے بذریعہ الہام سمجھایا ہے کہ تجھ پر دو جامع اسموں کا نور منعکس ہوا ہے۔اسم مصطفوی اور اسم عیسوی علیہما الصلوٰت و التسلیمات تو عنقریب کمال کے افق کا سردار بن جائے گا اور قربِ الٰہی کی اقلیم پر حاوی ہو جائے گا۔تیرے بعد کوئی مقرب الٰہی ایسا نہیں ہو سکتا جس کی ظاہری و باطنی تربیت میں تیرا ہاتھ نہ ہو۔یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں "۔

(رسالہ عبیدیہ اردو ترجمہ محمودیہ : ص۲۷)

یہاں حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے واضح طور پر نزول عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ لکھا۔یہ تالیف ان کے آخری ایام ۱۳۳۹ھ کی ہے لہٰذا ان کی اپنی اس تحریر کے ہوتے ہوئے کسی غیر معتبر املائی تفسیر کی کوئی حیثیت نہیں۔

☆☆☆

قانونی آگاہی

اسمِ مجلہ	سربکف
سنِ آغاز	۲۰۱۵(جولائی)
حالیہ شمارہ	جولائی، اگست ۲۰۱۶
مدتِ اشاعت	دوماہی(Two Monthly)
مدیر	شکیب آحمد ولد محمد مختار
اوسط تعداد	لاتعداد
میدانِ اشاعت	آن لائن(برقی مجلہ)E-publish, Online
زمرہ	اسلامی

ردِّ فرق ضالہ

فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ

میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ خلفاءِ راشدین کی سُنت تم پر لازم ہے۔ (سنن ابی داوٗد ج۲ ص۲۹۰ باب فی لزوم السنۃ)

کیا فرقہ اہلحدیث نے ائمہ اربعہؒ کو چھوڑ کر اللہ و رسول کی طرف رجوع کیا ہے؟

✍ عباس خان حفظہ اللہ

فرقہ اہلحدیث ائمہ اربعہؒ کے اجتہادی اختلافات کو قرآن وحدیث کی طرف لوٹا کر ختم کرنے کے دعوے میں بری طرح ناکام

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتے ہیں:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلاً

اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا، اور حکم مانو رسول اللہ ﷺ کا، اور اولی الامر (مجتہد حاکم) کا جو تم میں سے ہوں، پھر اگر جھگڑ پڑو کسی چیز میں تو اس کو رجوع کرو طرف اللہ کے اور رسول ﷺ کے اگر یقین رکھتے ہو اللہ پر اور قیامت کے دن پر یہ بات اچھی ہے اور بہت بہتر ہے اس کا انجام۔ (سورہ ۳، النساء: ۵۹)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ کی اطاعت کرنا بھی اللہ کا حکم ہے، رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرنا بھی اللہ کا حکم ہے اور اولی الامر کی اطاعت کرنا بھی اللہ کا حکم ہے، اور اگر دو بندوں میں اختلاف ہو جائے ایک کہے کہ یہ مسئلہ یوں ہے دوسرا کہے کہ یوں نہیں یوں ہے تو پھر حاکم اللہ اور اس کے رسول کی طرف رجوع کر کے اس کا فیصلہ کرے۔ اور جو وہ فیصلہ کرے تو مومنین کو چاہے کہ وہ اسے تسلیم کریں۔

حضرت جابر بن عبد اللہ اس آیت (أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ) کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اولی الامر سے مراد أُولِي الْفِقْهِ وَالْخَيْرِ فقہ والے ہیں یعنی کہ فقہاء کرام۔ هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ (مستدرک علي الصحيحين جلد ا ص ۲۱۱: صحیح)

اور صحابی کی تفسیر موفوع کہلاتی ہے جو کہ ہر حال میں حجت ہوتی ہے۔

جلال الدین سیوطیؒ نے الاتقان میں بیان کیا ہے:

”حدیث کے بعد تفسیر میں قولِ صحابی کا درجہ ہے کیونکہ صحابی کی تفسیر ان کے نزدیک بمنزلہ مرفوع کے ہے جیسا کہ امام حاکمؒ نے مستدرک میں کہا ہے۔ اور ابو الخطاب حنبلی کہتے ہیں کہ ممکن ہے کہ تفسیر صحابی کی طرف رجوع نہ کیا جائے جب ہم یہ کہیں کہ قول صحابی حجت نہیں مگر صحیح بات اس کا حجت ہونا ہے کیونکہ تفسیر صحابی روایت کی قسم سے ہے نہ کہ رائے کی قسم سے۔ میں (صاحب اتقان) وہی کہتا ہوں جو امام حاکمؒ نے کہا ہے کہ تفسیر صحابی مرفوع ہے“۔

(الإتقان ج2 ص505،506)

کیا لڑائی جھگڑے، تنازعے، یا کسی مسئلہ کی تحقیق کی صورت میں اولی الامر کی طرف رجوع کیا جاسکتا ہے؟

وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَى أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ

اور جب ان کے پاس پہنچتی ہے کوئی خبر امن کی یا ڈر کی تو اسکو مشہور کر دیتے ہیں اور اگر اسکو پہنچا دیتے رسول تک اور اپنے حکموں تک تو تحقیق کرتے اس کو جو ان میں تحقیق کرنے والے ہیں۔

ویسے اولی الی الامر کا لفظی ترجمہ حاکم ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ مجتہد (اہل استنباط) کو حاکم قرار دے رہے ہیں۔ ائمہ مجتہدین ہمارے حاکم ہیں، جنہوں نے اجتہادات (استنباط) کیے ہیں اور اہل علم فقہاء کرامؒ نے انہی کو اپنا امام تسلیم کر کے انکے اجتہادات کو اپنایا ہے اور مدون و مرتب کیا ہے اور اسی کو آگے چلایا ہے جو کہ سمٹ کر چار میں رہ گئے ہیں۔ ہمارے مجتہد حاکم امام اعظم ابو حنیفہؒ ہیں جن کا مذہب ہم تک متواتر پہنچا ہے، اور جن جن علاقوں میں دوسرے اہلِ سنت ائمہ کے مذاہب پہنچے تو وہاں کے اہلسنت انہی کے پابند ہیں بفضلہ تعالیٰ۔

اب غیر مقلدین حضرات یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ جب غیر اولی الامر کا اولی الامر کے ساتھ اختلاف ہو تو غیر اولی الامر، اولی الامر کو چھوڑ دے حالانکہ یہ بات صحیح نہیں ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ غیر اولی الامر غیر مجتہد کو اس بات کی اجازت دیں کہ وہ اولی الامر سے اختلاف رکھے۔

آپ ﷺ نے بھی اولی الامر (جو کہ اجتہاد کا اہل ہے) کے ساتھ جھگڑا کرنے سے منع فرمایا ہے۔

وَأَنْ لَا نُنَازِعَ الْأَمْرَ (مسلم ج3 حدیث:274)

اور جھگڑا پیدا ہو بھی کیوں کر جبکہ نبی ﷺ کی واضح حدیث موجود ہے کہ اگر: "جب حاکم کسی بات کا فیصلہ کرے اور اس میں اجتہاد سے کام لے اور صحیح ہو تو اس کے لئے دو اجر ہیں اور اگر حکم دے اور اس میں اجتہاد سے کام لے اور غلط ہو تو اس کو ایک اجر ملے گا"۔ (صحیح بخاری ج۳ح:۲۲۵۲)

ہاں پہلے حاکم مجتہد سے اختلاف رکھنے والا اگر اس جیسا مجتہد ہو تو اس کو تو اس سے اجتہادی اختلاف رکھنے سے کسی نے نہیں روکا اور اس صورت میں پہلے مجتہد کی بھی پیروی کی جا سکتی ہے جبکہ دوسرے مجتہد نے صرف اس جیسا اجتہاد سے ہی کام لیا ہے اور پہلے والے کو باطل نہیں قرار دیا۔

فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث حضرات مذہب اربعہ میں موجود اجتہادی اختلافات کو چھوڑ کر اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی طرف لوٹانے کا دعوی کرتے ہیں اور ان کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ اس طرح چاروں مذہب کے اختلافات ختم ہو جائیں گے اور ایک ہی مذہب رہ جائے گا۔ جبکہ یہ بات غلط ہے پہلے اگر چار مذہب تھے تو ائمہ اربعہ کے مذاہب کو چھوڑنے کے بعد چار سے بھی زیادہ مذہب بن جائیں گے اور مزید اختلافات آ جائیں گے جن میں اصولی بھی ہوں گے۔

اب ذرہ ہم چند مثالیں غیر مقلدین کے گھر سے دیں گے کہ انہیں نے کیا لوٹایا ہے اللہ اور رسول کی طرف...

ا۔ منی پاک یا ناپاک

مولوی ابو الحسن صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

"منی پاک ہے۔۔۔۔۔ اور کھانے کے متعلق دو قول ہیں"۔ (فقہ محمدیہ صفحہ 41)

حافظ زبیر علی زئی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

"ہمارے نزدیک راجح یہ ہے کہ منی ناپاک، پلید اور نجس ہے"۔ (فتاویٰ علمیہ صفحہ 210)

غیر مقلدین کے شیخ الکل فی الکل میاں نذیر حسین دہلوی صاحب اپنے امام شوکانی صاحب غیر مقلد کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"یعنی صواب یہ ہے کہ منی نجس ہے"۔

اور آگے حاشیہ میں لکھتے ہیں:

"صحیح یہ ہے کہ منی ناپاک ہے"۔(فتاویٰ نذیریہ جلد 1 ص 335)

۲۔ رکوع میں ملنے سے رکعات ہو گی یا نہیں

حافظ زبیر علی زئی صاحب لکھتے ہیں:

"جو شخص رکوع میں مل جائے اور وہ فاتحہ نہ پڑھ سکے تو اس کی وہ رکعات نہیں ہو گی"۔

(فتاویٰ علمیہ صفحہ 373)

جبکہ مفتی عبد الستار صاحب غیر مقلد رکوع میں ملنے والے مقتدی کو رکعت پانے والا شمار کرتے ہیں۔

(فتاویٰ ستاریہ ج 1 ص 52)

۳۔ ننگے سر نماز کا حکم

آج کل ہر ایک جاہل غیر مقلد نہ صرف ننگے سر نماز کا قائل ہے بلکہ اس طرح نماز پڑھنے کو سنت بھی سمجھتا ہے۔

جبکہ ان کے بڑے شیخ الاسلام ثناء اللہ امر تسری صاحب لکھتے ہیں:

" ننگے سر نماز کو سنت کہنا بالکل غلط ہے یہ فعل سنت سے ثابت نہیں"۔(فتاویٰ ثنائیہ ج 1 ص 523)

۴۔ عصر کے بعد نفل پڑھنے کا مسئلہ

غیر مقلدین کے پروفیسر عبد اللہ بہاولپوری صاحب لکھتے ہیں:

"حضور ﷺ سے جو عصر کے بعد نفل پڑھنا ثابت ہے وہ آپ کا خاصہ ہے' وہ ہمارے لیے نہیں"۔

(رسائل بہاولپوری ص 134)

جبکہ غیر مقلدین کے حافظ عبد المنان نور پوری صاحب عصر کے بعد نفل پڑھنے پر پورا زور دے رہے ہیں۔

(مقالات نور پوری صفحہ 311)

۵۔ آذان عثمانی

غیر مقلدین کے خطیب الہند مولوی جوناگھڑی صاحب لکھتے ہیں:

"(یہ آذان) صریح بدعت ہے کسی طرح جائز نہیں۔" (العیاذ باللہ)

(فتاویٰ علمائے حدیث ج2 ص106)

غیر مقلدین کے شیخ السلام مولانا ثناء اللہ امرتسری صاحب لکھتے ہیں:

" یہ آذان سنت خلفاء ہے اس کو گمراہی اور ضلالت کہنا بالکل غلو ہے۔ جمہور صحابہ پر حملے کرنا اورر بڑی جرأت ہے"۔

(فتاویٰ ثنائیہ ج1 ص435)

فرقہ اہلحدیث کے محدث العصر محب اللہ شاہ صاحب راشدی صاحب لکھتے ہیں:

ہمارے نزدیک آذان عثمانی پر صحابہ کا اجماع ہو چکا ہے اور اجماع حجت ہے۔

(مقالات راشدیہ ج1 ص271)

محب اللہ شاہ راشدی صاحب غیر مقلد نے نہ صرف آذان عثمانی کو حجت ثابت کیا ہے بلکہ اس پر کیے جانے والے آج کل کے وکٹورینوں کے اعتراضات کے بھی جوابات دیئے ہیں۔ (ملاحظہ ہو مقالات راشدیہ ج1 ص248 تا272)

٦۔ جرابوں پر مسح

غیر مقلدین کے ایک شیخ ابو محمد حافظ عبد الستار الحماد صاحب لکھتے ہیں:

"جرابوں پر مسح جائز ہے"۔ (فتاویٰ اصحاب الحدیث ج1 ص66)

غیر مقلدین کے شیخ الکل فی الکل میاں نذیر حسین دہلوی صاحب لکھتے ہیں:

"جرابوں پر مسح جائز نہیں ہے"۔ (فتاویٰ نذیریہ ج1 ص327)

٧۔ مال تجارت میں زکوٰۃ

فرقہ اہل حدیث کے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری صاحب جو کہ مرزئیوں کے پیچھے بھی نماز پڑھا کرتے تھے خود فرقہ اہل حدیث نے اس کا اقرار کیا ہے (دیکھئے فیصلہ مکہ) یہ ان کے شیخ صاحب...

مال تجارت میں زکوۃ کو واجب کہتے ہیں۔ (فتاویٰ علمائے اہل حدیث ج7 ص84)

زبیر علی زئی صاحب مال تجارت پر زکوۃ فرض ہے کو اجماعی مسئلہ کہتے ہیں۔ (تحقیقی مقالات ج5 ص114)

اور اجماع سے نکلنے والے کو اللہ نے جہنمی قرار دیا ہے۔(سورہ ۴، النساء:115)

دوسری طرف فرقہ اہل حدیث کے مجدد نواب صدیق حسن خان صاحب فرماتے ہیں:

مال تجارت میں زکوٰۃ نہیں۔(بدور الاہلہ ص102)

گویا کہ نواب صدیق حسن خان اس فرقے کے مجدد جو کافی عرصے تک غیر مقلدیت کی وکالت کرتے رہے اور جو ان پر اعتماد کرتے رہے سب اجماع کے منکر بدعتی اور جہنمی تھے۔

۸۔ قربانی تین دن یا چار دن؟

غیر مقلدین کے امام شوکانی صاحب لکھتے ہیں:

"چار دن قربانی والا موقف راجح ہے" (نیل الاوطار جلد 5 صفحہ 149)

غیر مقلدین کے محدث العصر حافظ زبیر علی زئی صاحب لکھتے ہیں:

"قول راجح یہ ہے کہ قربانی کے صرف 3 دن ہیں"۔(علمی مقالات صفحہ 219)

(تبصرہ: اگر ان جہلا سے ہی کسی مسئلہ کو راجح مرجوح کروانا ہے تو بہتر نہیں ائمہ اربعہؒ میں سے ہی کسی ایک کی تقلید کا پابند رہا جائے۔)

۹۔ رکوع کے بعد ہاتھ کھلے چھوڑنے ہیں یا باندھنے ہیں؟

عبد المنان نورپوری صاحب ایک سوال "کیا رکوع کے بعد ہاتھ دوبارہ باندھنے چاہیں؟" کے جواب میں فرماتے ہیں:

"نبی ﷺ سے ثابت نہیں"۔(قرآن وسنت کی روشنی میں احکام ومسائل ج2 ص238)

مگر اسی فرقے کے شیخ العرب والعجم بدیع الدین راشدی صاحب نے "رکوع کے بعد ہاتھ باندھنا" نام کے رسالے کے علاوہ دس اور رسالے لکھے ہیں کہ رکوع کے بعد ہاتھ باندھنا سنت ہے۔

ان میں سے کسی بات صحیح ہے اور کسی غلط؟ کس کی تحقیق معتبر ہے اور کس کی غیر معتبر؟ بندہ ان میں کس پر اعتماد کرے؟ کیا قرآن حدیث اتنی مشکل ہے انکا یہ مسئلہ بھی حل نہ ہو سکا؟ صاف ظاہر ہے کہ عوام کو یہ لوگ فقہاء سے ہٹا کر قرآن وسنت کی طرف رجوع کرنے کے بہانے صرف اپنے پیچھے لگاتے ہیں خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور لوگوں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔

۱۰۔ گھوڑے کی قربانی

''ہمارا دعویٰ ہے کہ کسی اہل حدیث نے گھوڑے کی قربانی کا فتویٰ نہیں دیا''۔(تحفہ حنفیہ ص303)

''گھوڑے کی قربانی بھی سنت ہے''۔(فتاویٰ ستاریہ ج1 ص146)

گائے اونٹ، بھیڑ، بکری، اور گھوڑے کے علاوہ قربانی سنت اور ثابت نہیں۔

(فتاویٰ علمائے حدیث ج3 ص56)

۱۱۔ بھینس کی قربانی

بھینس کی قربانی جائز ہے۔

ثناء اللہ امرتسری (فتاویٰ ثنائیہ ج1 ص807)

حافظ محمد گوندلوی (ہفت روزہ الاعتصام ج20 شمارہ10، 9، ص29)

عبد القادر حصاروی (اخبار الاعتصام ج26 شمارہ150 بحوالہ فتویٰ علمائے حدیث ج13 ص71)

ابو عمر عبد العزیز نورستانی (بھینس کی قربانی کا تحقیقی جائزہ از حافظ نعیم الحق ملتانی ص154)

حافظ عبد القہار (بھینس کی قربانی کا تحقیقی جائزہ ص156)

حافظ احمد اللہ فیصل آبادی (بھینس کی قربانی کا تحقیقی جائزہ ص159)

پروفیسر سعد مجتبیٰ السعدی (بھینس کی قربانی کا تحقیقی جائزہ ص18)

مولوی محمد رفیق الاثری فرماتے ہیں:

یہ مسئلہ کہ قربانی میں بھینس ذبح کی جاسکتی ہے یا نہیں۔ سلف صالحین میں متنازعہ مسائل میں شمار نہیں ہوتا چند سال سے یہ مسئلہ اہل حدیث عوام میں قابل بحث بنا ہوا ہے۔(بھینس کی قربانی کا تحقیقی جائزہ ص19)

دوسرا گروہ کہتا ہے کہ بھینس کی قربانی جائز نہیں۔

زبیر علی زئی (فتاوی علمیہ المعروف توضیح الاحکام جلد دوم ص181)

عبد المنان نورپوری صاحب بھی بھینس کی قربانی نہ کرنے کی تلقین کر رہے ہیں۔(دیکھئے احکام و مسائل ج1 ص434)

۱۲۔ مسجد کے اوپر ناجائز کاروبار کے پیسے لگانا

”ناجائز کاروبار کے پیسے مسجد کی تعمیر پر نہیں لگانے چاہیں۔ ایسے فعل کا ارتکاب کرنا شریعت کی نگاہ میں درست نہیں“۔(فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ ج1ص 551)

”مسجد کے اوپر کنجری کا مال لگانا جائز ہے شرعاً کوئی قباحت نہیں“ (کتاب الامارۃ ج1ص85)

قارئین کرام! لیجئے شریعت کو معاذ اللہ انہوں نے اپنی خالہ جی کا گھر بنا رکھا ہے۔ خود سے مسئلہ لکھ کر نام شریعت کا لکھ دیتے ہیں۔

۱۳۔ مرغ کی قربانی

”شرعاً مرغ کی قربانی جائز ہے“ (فتاویٰ ستاریہ ج2ص72)

دوسری طرف ان کے دوسرے مولوی صاحب مرغ کی قربانی کو جائز نہیں سمجھتے۔

(فتاویٰ علمائے حدیث ج13ص76)

۱۴۔ ایک مٹھی داڑھی

فرقہ اہلحدیث کے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری صاحب لکھتے ہیں:

ہاتھ کے ایک قبضے کے برابر کر زائد کٹوادینا جائز ہے۔(فتاویٰ ثنائیہ ج3ص123)

فرقہ اہلحدیث کے محدث ناصر الدین البانی صاحب لکھتے ہیں:

”مٹھی سے نیچے کے بالوں کو کاٹنا جائز ہے“۔(فتاویٰ البانیہ ص236)

دوسری طرف...

عبد المنان نورپوری صاحب داڑھی کے بڑھانے کو فرض لکھتے ہیں:

عبد المننان نورپوری صاحب غیر مقلد کو ایک سوال آیا جس میں تھا کہ ”البانی صاحب نے قبضہ کا مسئلہ بیان کیا کہ ایک مٹھی سے زیادہ داڑھی نہیں رکھنا چاہئے“ کے جواب میں لکھتے ہیں:

”آپ نے لکھا ہے کہ ”الشیخ البانی رحمہ اللہ نے قبضہ کا مسئلہ بیان کیا کہ ایک مٹھی سے زیادہ نہیں رکھنا چاہیے بلکہ زیادہ سنت نہیں“ شیخ البانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کیا لکھا؟ کیا فرمایا؟ تو ان کے الفاظ سامنے آنے سے ہی پتہ چل سکتا ہے برائے مہربانی ان کے وہ الفاظ لکھ بھیجیں جن سے آپ نے مندرجہ بالا باتیں اخذ کی ہیں البتہ اتنی بات معلوم ہونی چاہیے کہ داڑھی بڑھانا فرض ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے {أَعْفُوْا اللُّحٰی} بعض

احادیث وروایات میں {وَفِّرُوْا} اور {أَرْخُوْا} کے لفظ بھی وارد ہوئے ہیں اور کوئی قرینہ کتاب و سنت میں موجود نہیں جو رسول اللہ ﷺ کے اس امر کو اس کی حقیقت وجوب سے مجاز ندب واستحباب کی طرف پھیر لے اور ظاہر ہے رسول اللہ ﷺ کے مندرجہ بالا الفاظ کٹانے اور منڈانے کے منافی ہیں رہی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی قبضہ والی روایت تو وہ موقوف ہے اور معلوم ہے موقوف سے شریعت ثابت نہیں ہوتی تاوقتیکہ وہ حکماً مرفوع نہ ہو اور یہ قبضہ والی حدیث موقوف حکماً مرفوع نہیں۔

(احکام ومسائل ج1 ص517)

معلوم ہوا کہ فرقہ اہلحدیث کے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری صاحب اور ناصر الدین البانی صاحب دونوں فرض کے منکر تھے۔

۱۵۔ امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھنے والے کی نماز ہوگی یا نہیں؟

فرقہ اہلحدیث کے ایک بڑے محدث حافظ محمد گوندلوی صاحب لکھتے ہیں:

" اہل حدیث امام کے پیچھے سورت فاتحہ نہ پڑھنے والے کو بے نماز سمجھتے ہیں حالانکہ یہ دعویٰ بلا دلیل ہے امام بخاری سے لے کر محققین علماء اہل حدیث تک کسی تصنیف میں یہ دعوی نہیں کیا گیا"۔

(خیر الکلام ص14)

لعنت اللہ علی الکاذبین۔

مفتی عبد الستار صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

"فاتحہ ہر ایک مقتدی ومنفرد وامام پر واجب ہے اور اس کے ترک سے بالکل نماز نہیں"۔

(فتاویٰ ستاریہ ج1 ص54)

فرقہ اہلحدیث کے شیخ الکل میاں نذیر حسن دہلوی صاحب لکھتے ہیں:

"فاتحہ خلف الامام پڑھنا فرض ہے بغیر فاتحہ پڑھے ہوئے نماز نہیں ہوتی"۔

(فتاویٰ نذیریہ ج1 ص398)

محب اللہ شاہ راشدی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں

"سورۃ فاتحہ کے سوائے کوئی بھی نماز ہرگز نہیں ہوگی۔ صرف ایک رکعت میں بھی نہیں پڑھی تو اس کی وہ رکعت نہیں ہوئی وہ نماز خواہ اکیلے پڑھے یا پڑھنے والا امام ہو یا مقتدی"۔

(مقالات راشدیہ ص67)

یہاں غیر مقلدین بڑے بڑے نا اہل مولویوں نے جمہور امت کی نماز کو کیسے باطل قرار دے دیا ہے۔

یہ الگ بات ہے کہ ان کے اس مسئلہ کی ایک بھی صحیح صریح مرفوع حدیث دنیا میں موجود نہیں کہ پیچھے فاتحہ نہ پڑھنے والے کی نماز ہو گی یا نہیں۔

۱۶۔ مسئلہ تراویح

فرقہ اہلحدیث کے ایک مولوی صاحب لکھتے ہیں

"بیس رکعت تراویح پڑھنا سنت رسول نہیں بلکہ بدعت ہے"۔

(مذہب حنفی کا دین اسلام سے اختلاف ص69)

دوسری طرح فرقہ اہلحدیث کے ایک اور مولوی صاحب (مولانا غلام رسول صاحب) نے بیس رکعت تراویح کے اثبات پر ایک رسالہ لکھ مارا ہے جس کا اردو ترجمہ ینابیع مولانا سرفراز خان صفدرؒ نے کیا ہے۔

غیر مقلدین کے ایک مولوی ڈاکٹر بہاو الدین صاحب نے ایک بات لکھی ہے آج غیر مقلد پر پوری فٹ آتی ہے:

" ہاں بعض عوام کالانعام گروہ اہل حدیث میں ایسے بھی ہیں جو اہل حدیث کہلانے کے مستحق نہیں۔ ان کو لامذہب بد مذہب ضال مضل جو کچھ کہو زیبا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو نہ خود کتاب و سنت کا علم رکھتے ہیں نہ اپنے گروہ کے اہل علم کا اتباع کرتے ہیں۔ کسی سے کوئی حدیث سن کر یا کسی اردو مترجم کتاب میں دیکھ کر نہ صرف اس کے ظاہری معنی کے موافق عمل کرنے پر صبر و اکتفا کرتے ہیں۔ بلکہ اس میں اپنی خواہش نفس کے موافق استنباط و اجتہاد بھی شروع کر دیتے ہیں۔ جس میں وہ خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔

(تاریخ اہل حدیث ص164)

بے شک یہ لوگ ائمہ سے ہٹا کر لوگوں میں صرف فتنہ ڈال رہے ہیں کوئی اللہ رسول کی طرف رجوع نہیں ان کا صرف بہانہ ہے اختلاف ختم کرنے کا کہ ائمہ اربعہ کو چھوڑو ہم جاہلوں کے پیچھے لگ جاؤ تو یوں اختلاف ختم ہو جائے گا۔ نہیں،

بلکہ انہوں نے مزید اختلافات پیدا کئے ہیں جس میں ہر دو سرے فریق کو گمراہی پر ، اسے بدعتی قرار دینا یا اس کے مسئلہ کو کالعدم قرار دینالازم آتا ہے جس سے سوائے فتنے کے اور کیا توقع رکھی جاسکتی ہے۔

اور فتنے کے متعلق اللہ پاک قرآن کریم میں فرماتے ہیں:

وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۚ(سورہ ۲، البقرۃ:۱۹۱)

"فتنہ قتل سے بھی بڑھ کر ہے"۔

(جاری۔۔۔)

☆☆☆

عورتوں کے عید گاہ جانے کا مسئلہ

✍حافظ محمود احمد حفظہ اللہ (ممبئی، الہند)

قارئین کرام! آپ نے اکثر دیکھا اور سنا ہو گا کہ غیر مقلدین عورتوں کو عید گاہ لے جانے کی پُر زور دعوت دیتے ہیں، اور اس ضمن میں بخاری و مسلم سے حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کی ایک روایت کو بنیاد بنا کر عیدگاہ نہ لے جانے والوں کی مذمت کرتے ہیں اور انکو حدیث کا مخالف بتاتے ہیں حالانکہ صحیحین کی اس روایت میں چند باتیں قابل غور ہیں، آیئے پہلے اس حدیث کا عربی متن دیکھتے ہیں، تاکہ پتہ چل جائے کہ حقیقت کیا ہے:

حدیث کا عربی متن و ترجمہ:

عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ اُمِرْنَا اَنْ نُّخْرِجَ الْحُيَّضَ يَوْمَ الْعِيدَيْنِ وَذَوَاتِ الْخُدُوْرِ فَيَشْهَدْنَ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَدَعْوَتَهُمْ وَتَعْتَزِلُ الْحُيضُ عَنْ مُّصَلَّاهُنَّ قَالَتِ امْرَاَةٌ يَا رَسُوْلَ اللهِ اِحْدٰنَا لَيْسَ لَهَا جِلْبَابٌ قَالَ لِتُلْبِسْهَا صَاحِبَتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

"حضرت ام عطیہؓ فرماتی ہیں کہ ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم عید و بقرہ عید کے دن ان عورتوں کو (بھی) جو ایام والی ہوں (یعنی جو ایام سے ہوں یا یہ کہ جو بالغ ہوں) اور (بھی جو پردہ نشین ہوں (گویا یا تمام عورتوں کو) عید گاہ لے چلیں اور یہ سب مسلمانوں کی جماعت اور دعا میں شریک ہوں۔ نیز جو عورتیں ایام سے ہوں وہ نماز پڑھنے کی جگہ سے الگ رہیں" ایک عورت نے عرض کیا کہ " یا رسول اللہ ! ہم میں سے جس کے پاس چادر نہیں (وہ کیا کرے؟) " آپ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا کہ "اسے ساتھ والی چادر اوڑھا دے۔" (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

اس روایت کے مطابق اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم نے جنہیں عید گاہ جانے کا حکم دیا تھا ان میں لگ بھگ ہر طرح کی عورتیں تھیں۔

- حیض والی عورت
- شادی شدہ عورت

o غیر شادی شدہ عورت

o نوجوان عورت

o پردہ نشین عورت

اور بچے بھی۔ دیکھئے: (بخاری: "باب خروج الصبیان الی المصلی") اس حدیث کے راوی حضرت عبداللہ بن عباسؓ بھی اس وقت بچے تھے، خود اس موقع پر حاضر تھے۔ دیکھئے: عمدۃ القاری جلد 6 صفحہ 297۔

ظاہر ہے کہ عورتیں اور بچے نماز عیدین کے مکلّف ہی نہیں اور ان پر یہ نماز واجب ہی نہیں اور حیض والی عورتوں پر کوئی نماز فرض نہیں پھر آخر ان سب کو عیدگاہ کیوں بلایا گیا تھا؟؟؟

ان کو بلانے کا مقصد نماز عیدین نہیں بلکہ بقول امام طحاوی رحمہ اللہ چونکہ اس زمانہ میں مسلمانوں کی تعداد کم تھی اس لئے عورتوں اور بچوں کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ عیدین کے موقع پر مردوں کے ہمراہ عید گاہ حاضر ہوں تاکہ مسلمانوں کی کثرت اور اسلام کی شوکت کا اظہار ہو۔ چنانچہ نواب قطب الدین مرتب مظاہر حق صاحب لکھتے ہیں:

> رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عورتوں کے عید گاہ جانے کی توجیہہ امام طحاویؒ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ چونکہ اس وقت اسلام کا ابتدائی دور تھا مسلمان بہت کم تھے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مقصد تھا کہ اگر تمام عورتیں بھی عیدگاہ جائیں گی تو مسلمانوں کی تعداد زیادہ معلوم ہوگی جس سے کفار پر رعب پڑے گا۔(مظاہر حق جدید: جلد 2 صفحہ 281)

امام خطابی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

> أمر جمیع النساء بحضور المصلی یوم العید لتصلی من لیس لها عذر، وتصل برکة الدعاء إلی من لها عذر، وفیه ترغیب للناس فی حضور الصلوات، ومجالس الذکر، ومقاربة الصلحاء لینالهم برکتهم، وهذا أی: حضورهن غیر مستحب فی زماننا لظهور الفساد۔

> [ترجمہ] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو عید گاہ جانے کا حکم دیا تھا کہ جنہیں عذر نہ ہو وہ تو نماز پڑھیں اور جن عورتوں کو کوئی عذر ہو تو انہیں دعا کی برکت پہنچے اس میں لوگوں کے لئے ترغیب ہے کہ وہ نماز میں حاضر ہوں ، مجالس ذکر میں شریک ہوں، نیک لوگوں کی قربت اختیار کریں

تاکہ ان کو برکت حاصل ہو اور ہمارے زمانے میں چونکہ فساد و بگاڑ کا غلبہ ہے اس لئے عید گاہ میں عورتوں کا حاضر ہونا مستحب نہیں ہے۔(مرقات: جلد3 صفحہ 483)

علامہ بدر الدین عینیؒ لکھتے ہیں:

فاذا کان الامر قد تغیر فی زمن عائشة حتی قالت هذا القول فماذا یکون الیوم الذی عم الفساد فیه وفشت المعاصی من الکبار والصغار

یعنی جب معاملہ حضرت عائشہؓ کے زمانہ میں اتنا بدل گیا تھا کہ انہیں مذکورہ جملے (اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم آج ان باتوں کو دیکھتے جو لوگوں نے اختیار کر رکھی ہیں تو عورتوں کو ضرور مسجد جانے سے روک دیتے) کہنا پڑا تو آج کیا حال ہوگا جبکہ فساد بالکل عام ہوچکا ہے کبیرہ و صغیرۃ گناہ پھیل چکے ہیں۔(عمدۃ القاری: جلد 6 صفحہ 296)

یہ فساد زمانہ کا ہی اثر ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نماز عیدین کیلئے پہلے اپنے گھر والوں کو لے جاتے تھے مگر پھر لے جانا بند کردیا، جیسا کہ حضرت نافعؒ اس کو روایت کرتے ہیں: عبدالله بن عمر انه کان لا یخرج نساء فی العیدین۔(مصنف ابنِ ابی شیبہ: جلد2 صفحہ4)

حضرت نافعؒ بھی اپنی عورتوں کو عید گاہ میں نہیں لے جاتے تھے۔ چنانچہ مصنف عبدالرزاق: جلد3 ص303/ میں ہے: عبدالرزاق عن عبیدالله بن عمر عن نافع انه کان لا یخرج نسائه فی العید۔

اور حضرت ہشام اپنی والدہ حضرت عروہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ: کان لا یدع امرأة من اهله تخرج الی فطر ولا اضحی۔

"وہ اپنے گھر کی کسی عورت کو عیدین کے لئے نکلنے کا موقع نہیں دیتی تھیں"۔(مصنف ابنِ ابی شیبہ: جلد2 صفحہ4)

مدینہ منورہ کے فقیہ حضرت قاسمؒ کے بارے میں ان کے صاحبزادے فرماتے ہیں:

لا یدعهن یخرجن فی الفطر ولا الاضحی۔"حضرت قاسمؒ انہیں عید اور بقرہ عید میں نکلنے کا موقع نہیں دیتے تھے"۔(مصنف ابنِ ابی شیبہ: جلد2 صفحہ4)

ابراہیم نخعیؒ کہتے ہیں:

یکرہ خروج النساء فی العیدین۔"عورتوں کا عیدین کے لئے نکلنا مکروہ ہے"۔(مصنف ابن ابی شیبہ: جلد2 صفحہ 3)

امام ابوعیسٰی ترمذیؒ حضرت عبداللہ ابن مبارکؒ اور حضرت سفیان ثوریؒ کے متعلق فرماتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ أَنَّهُ قَالَ أَكْرَهُ الْيَوْمَ الْخُرُوجَ لِلنِّسَاءِ فِي الْعِيدَيْنِ فَإِنْ أَبَتْ أَنْ تَخْرُجَ كَذَلِكَ فَلِلزَّوْجِ أَنْ يَمْنَعَهَا عَنْ الْخُرُوجِ وَيُرْوَى عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ لَوْ رَأَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَحْدَثَ النِّسَاءُ لَمَنَعَهُنَّ الْمَسْجِدَ كَمَا مُنِعَتْ نِسَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَيُرْوَى عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ أَنَّهُ كَرِهَ الْيَوْمَ الْخُرُوجَ لِلنِّسَاءِ إِلَى الْعِيدِ

یعنی ابن مبارک سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا آج کل میں عورتوں کا گھر سے نکلنا مکروہ سمجھتا ہوں لیکن اگر وہ نہ مانے تو اس کا شوہر اسے میلے کپڑوں میں بغیر زینت کے نکلنے کی اجازت دے دے اور اگر زینت کرے تو اس کے شوہر کو اسے نکلنے سے منع کر دینا چاہیے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عورتوں کی ان چیزوں کو دیکھتے جو انہوں نے نئی نکالی ہیں تو انہیں مسجد میں جانے سے منع فرما دیتے جس طرح بنی اسرائیل کی عورتوں کو منع کر دیا گیا۔سفیان ثوری سے بھی یہی مروی ہے کہ وہ عورتوں کو عیدین کے لئے نکلنا مکروہ سمجھتے تھے۔(ترمذی شریف: ج1 ص120 "باب فی خروج النساء فی العیدین")

قارئین غور فرمایئے!!!

غیر مقلدین ان تمام روایتوں کے خلاف حضرت امِ عطیہؓ کی روایت کا سہارا لے کر عورتوں کو عید گاہ لے جانے کی وکالت کرتے ہیں، کیا وہ اپنے گھر کی ساری عورتوں جوان، بوڑھی، شادی شدہ، غیر شادی شدہ اور حیض والی وغیرہ کو لے کر کبھی عید گاہ گئے ہیں؟

غیر مقلدین کے لئے لمحۂ فکریہ:

قارئین!!! غیر مقلدین کے فتاویٰ علمائے حدیث میں لکھا ہے کہ:

آپ (صلی اللہ علیہ و سلم) ہمیشہ مع صحابہ کرام باوجود گنجائش مسجدِ نبوی کے نماز عیدین عید گاہ میں ادا فرماتے تھے جیسا کہ احادیث صحاح سے ثابت ہے: كان النبي صلى الله عليه وسلم يخرج يوم الفطر والاضحى الى المصلى اى الى الجبانة وهى الصحراء خارج المدينة ومسيرتها من الحجرة الشريفة الف خطوة

[ترجمہ] آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے دن عید گاہ کی طرف نکلتے، مدینہ سے باہر جاتے اور وہ حجرہ شریف سے ایک ہزار قدم کا فاصلہ رکھتی تھی۔(فتاویٰ علمائے حدیث: جلد3 ص164 "باب العیدین")

تو اب ان غیر مقلدوں کو چاہئے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ و سلم کی اس حدیث پر بھی عمل کریں اور شہر کے باہر جا کر نمازِ عید ادا کریں ورنہ اس حدیث کی مخالفت کرنے والوں میں شامل ہو جائیں گے۔اور اگر شہر کے باہر جائیں تو پیدل جائیں کسی سواری کا استعمال نہ کریں، اس لئے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم کا سواری پر سوار ہو کر عید گاہ جانے کا ثبوت نہیں ہے۔

اور ترمذی شریف میں ہے:

حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ مُوسَى الْفَزَارِيُّ حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ مِنْ السُّنَّةِ أَنْ تَخْرُجَ إِلَى الْعِيدِ مَاشِيًا وَأَنْ تَأْكُلَ شَيْئًا قَبْلَ أَنْ تَخْرُجَ قَالَ أَبُو عِيسَى هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ يَسْتَحِبُّونَ أَنْ يَخْرُجَ الرَّجُلُ إِلَى الْعِيدِ مَاشِيًا وَأَنْ يَأْكُلَ شَيْئًا قَبْلَ أَنْ يَخْرُجَ لِصَلَاةِ الْفِطْرِ قَالَ أَبُو عِيسَى وَيُسْتَحَبُّ أَنْ لَا يَرْكَبَ إِلَّا مِنْ عُذْرٍ۔

[ترجمہ] اسماعیل بن موسی نے شریک سے، شریک نے ابو اسحٰق سے، ابو اسحٰق نے حارث سے، حارث نے حضرت علیؓ سے روایت کیا ہے، وہ فرماتے ہیں: نماز عید کے لئے پیدل چلنا اور گھر سے نکلنے سے پہلے کچھ کھا لینا سنت ہے، امام ابو عیسیٰ ترمذیؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے اور اسی پر اکثر اہل علم کا عمل ہے کہ عید کی نماز کے لئے پیدل نکلنا مستحب ہے۔بغیر عذر کے کسی پر سوار نہ ہو۔

لیکن قارئین!!! آپ نے غیر مقلدین کو دیکھا ہو گا کہ یہ لوگ بلا عذر نماز عیدین بجائے عید گاہ میں ادا کرنے کہ مسجد ہی میں ادا کرتے ہیں اور اگر کبھی عید گاہ جاتے بھی ہیں تو سواری کا سہارا لیتے ہیں، تو اب آپ ہی لوگ فیصلہ فرمائیں کہ غیر مقلدین حضرات حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ و سلم کی خلاف ورزی سے اللہ پاک اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ و سلم اور انسانیت و اخلاق کے مجرم و منافق ہیں یا نہیں؟؟؟

اللہ پاک صحیح فکر و عمل کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین)

از قلم: خاک پائے اکابر اہلسنت و جماعت علمائے دیوبند

حافظ محمود احمد عرف عبدالباری محمود

☆☆☆

فقہ حنفی میں دعائے قنوت کے الفاظ اور غیر مقلدین کے اعتراض کا جواب

محسن اقبال حفظہ اللہ (کراچی، پاکستان)

غیر مقلدین اکثر اعتراض کرتے ہیں کہ احناف جو دعائے قنوت پڑھتے ہیں وہ کسی کتاب سے ثابت نہیں۔ قنوت دعا ہے جو مختلف الفاظ کے ساتھ مختلف کتابوں میں مروی ہے۔

احناف جو دعائے قنوت پڑھتے ہیں

"اللهم إنّا نستعينك ونستغفرك ونؤمن بك ونتوكل عليك ونثني عليك الخير نشكرك ولا نكفرك ونخلع ونترك من يفجرك اللهم إياك نعبد ولك نصلي ونسجد وإليك نسعى ونحفد نرجو رحمتك ونخشى عذابك إن عذابك بالكفار ملحق"

یہ ان الفاظ کے ساتھ اور تھوڑے سے مختلف الفاظ کے ساتھ نورالدین علی بن سلطان محمد الھروی کی "فتح باب العنایہ 1/323 "میں، سراج الدین عمر ابی حفص عمر بن علی بن احمد الانصاری الشافعی کی "البدر المنیر 4/370 " میں، المغنی ابن قدامہ 1/786، المراسیل ابی داؤد 104، قیام الیل المروزیؒ 322، الطحاوي في شرح معاني الآثار 1/249، ابن أبي شيبة في "مصنفه" (2/ 315) وعبد الرزاق في "مصنفه" (4969)، الدرر الحكام في شرح غرر الأحكام (1/113)، نهاية المراد في شرح هدية ابن العماد ص:619 وغیرہ میں موجود ہے۔

ملا خسروؒ لکھتے ہیں:

"اللهم إنا نستعينك ونستهديك ونستغفرك ونتوب إليك ونؤمن بك ونتوكل عليك ونثني عليك الخير كله نشكرك ولا نكفرك ونخلع ونترك من يفجرك اللهم إياك نعبد ولك نصلي ونسجد وإليك نسعى ونحفد نرجو رحمتك ونخشى عذابك إن عذابك الجد بالكفار ملحق"

–الدرر الحكام في شرح غرر الأحكام (1/113)

المراسيل مع الأسانيد لأبي داود » مراسيل أبي داود » باب: مِنَ الصَّلَاةِ » جَامِعُ الصَّلَاةِ

إظهار التشكيل | إخفاء التشكيل

[تخريج][شواهد][أطراف][الأسانيد]

رقم الحديث:79

(حديث مرفوع) حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ عَبْدِ الْقَاهِرِ، عَنْ خَالِدِ بْنِ أَبِي عِمْرَانَ، قَالَ: "بَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُو عَلَى مُضَرَ، إِذْ جَاءَهُ جِبْرِيلُ، فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ أَنِ اسْكُتْ، فَسَكَتَ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، إِنَّ اللَّهَ لَمْ يَبْعَثْكَ سَبَّابًا، وَلا لَعَّانًا، وَإِنَّمَا بَعَثَكَ رَحْمَةً، وَلَمْ يَبْعَثْكَ عَذَابًا: لَيْسَ لَكَ مِنَ الأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ سورة آل عمران آية **128** "، قَالَ: ثُمَّ عَلَّمَهُ هَذَا الْقُنُوتَ: " اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِينُكَ، وَنَسْتَغْفِرُكَ، وَنُؤْمِنُ بِكَ، وَنَخْضَعُ لَكَ، وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَكْفُرُكَ، اللَّهُمَّ إِيَّاكَ نَعْبُدُ، وَلَكَ نُصَلِّي وَنَسْجُدُ، وَإِلَيْكَ نَسْعَى وَنَحْفِدُ، نَرْجُو رَحْمَتَكَ، وَنَخَافُ عَذَابَكَ الْجِدَّ، إِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ "

عن عبيد بن عمير، قال سمعت عمر يقنت فى الفجر يقول: "بسم الله الرحمن الرحيم اللهم إنا نستعينك ونؤمن بك ونتوكل عليك ونثني عليك الخير، ولا نكفرك, ثم قرأ بسم الله الرحمن الرحيم اللهم إياك نعبد ولك نصلي ونسجد وإليك نسعى ونحفد نرجو رحمتك ونخشى عذابك إن عذابك الجد بالكافرين ملحق اللهم عذب كفرة أهل الكتاب الذين يصدون عن سبيلك"

رواه ابن أبي شيبة, والطحاوي في شرح معاني الآثار 1 / 249

فصح عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، قَالَ: " سَمِعْتُ عُمَرَ يَقْنُتُ فِي الْفَجْرِ يَقُولُ: بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِينُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ وَنُثْنِي عَلَيْكَ الْخَيْرَ، وَلاَ نَكْفُرُكَ.
ثُمَّ قَرَأَ: بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ اللَّهُمَّ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّي وَنَسْجُدُ وَإِلَيْكَ نَسْعَى وَنَحْفِدُ نَرْجُو رَحْمَتَكَ وَنَخْشَى عَذَابَكَ إِنَّ عَذَابَكَ الْجِدَّ بِالْكَافِرِينَ مُلْحِقٌ، اللَّهُمَّ عَذِّبْ كَفَرَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ الَّذِينَ يَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِكَ".

رواه ابن أبي شيبة في "مصنفه" (2 / 315) وعبد الرزاق في "مصنفه" (4969)

الدعوات الكبير للبيهقي » بَابُ الْقَوْلِ وَالدُّعَاءِ فِي قُنُوتِ الْوِتْرِ...

إظهار التشكيل|إخفاء التشكيل

[تخريج][شواهد][أطراف][الأسانيد]

رقم الحديث:364

(حديث مرفوع) أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْحَافِظُ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ، حَدَّثَنَا بَحْرُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ: قُرِئَ عَلَى ابْنِ وَهْبٍ، أَخْبَرَكَ مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ عَبْدِ الْقَاهِرِ، عَنْ خَالِدِ بْنِ أَبِي عِمْرَانَ، قَالَ: بَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُو عَلَى مُضَرَ إِذْ جَاءَهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلامُ، فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ أَنِ اسْكُتْ، فَسَكَتَ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، إِنَّ اللَّهَ لَمْ يَبْعَثْكَ سَبَّابًا وَلا لَعَّانًا، وَإِنَّمَا بَعَثَكَ رَحْمَةً وَلَمْ يَبْعَثْكَ عَذَابًا لَيْسَ لَكَ مِنَ الأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ ثُمَّ عَلَّمَهُ هَذَا الْقُنُوتَ: " اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِينُكَ، وَنَسْتَغْفِرُكَ، وَنُؤْمِنُ بِكَ، وَنَخْضَعُ لَكَ، وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَكْفُرُكَ، اللَّهُمَّ إِيَّاكَ نَعْبُدُ، وَلَكَ نُصَلِّي وَنَسْجُدُ، وَإِلَيْكَ
نَسْعَى وَنَحْفِدُ، نَرْجُو رَحْمَتَكَ، وَنَخَافُ عَذَابَكَ الْجِدَّ، إِنَّ عَذَابَكَ بِالْكَافِرِينَ مُلْحِقٌ "، وَرُوِّينَا عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَنَتَ بِذَلِكَ.

الاعتبار في الناسخ والمنسوخ من الآثار للحازمي » مِنْ كِتَابِ الأَذَانِ » بَابٌ فِي دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ...

إظهار التشكيل|إخفاء التشكيل

[تخريج][شواهد][أطراف][الأسانيد]

رقم الحديث:143

(حديث مرفوع) قَرَأْتُ عَلَى أَبِي مُحَمَّدٍ عَبْدِ الْخَالِقِ بْنِ هِبَةِ اللَّهِ بْنِ الْقَاسِمِ، أَخْبَرَكَ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ الْبَنَّاءِ، أَنْبَأَ الْغَنَائِمِ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَنَا اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الأَسَدِيُّ، أَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ الْعَبْدِ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ عَبْدِ الْقَاهِرِ، عَنْ خَالِدِ بْنِ أَبِي عِمْرَانَ، قَالَ: "بَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوا عَلَى مُضَرَ إِذْ جَاءَ جِبْرِيلُ، فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ أَنِ اسْكُتْ، فَسَكَتَ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَمْ يَبْعَثْكَ سَبَّابًا، وَلا لَعَّانًا، وَإِنَّمَا بَعَثَكَ رَحْمَةً، وَلَمْ يَبْعَثْكَ عَذَابًا لَيْسَ لَكَ مِنَ الأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ سورة آل عمران آية 128، قَالَ: ثُمَّ عَلَّمَهُ هَذَا الْقُنُوتَ، اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِينُكَ، وَنَسْتَغْفِرُكَ، وَنُؤْمِنُ بِكَ، وَنَخْضَعُ لَكَ، وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ كَفَرَكَ، اللَّهُمَّ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّي وَنَسْجُدُ وَإِلَيْكَ نَسْعَى وَنَحْفِدُ، نَرْجُوا رَحْمَتَكَ، وَنَخَافُ عَذَابَكَ إِنَّ عَذَابَكَ بِالْكَافِرِينَ مُلْحَقٌ "، هَذَا مُرْسَلٌ أَخْرَجَهُ أَبُو دَاوُدَ فِي الْمَرَاسِيلِ وَهُوَ حَسَنٌ فِي الْمُتَابَعَاتِ.

المدونۃ الکبری لمالک بن أنس » كِتَابُ الصَّلَاةِ » الْقُنُوتُ فِي الصُّبْحِ وَالدُّعَاءُ فِي الصَّلَاةِ...

إظهار التشكيل|إخفاء التشكيل

[تخريج][شواهد][أطراف][الأسانيد]

رقم الحديث:106

(حديث مرفوع)قَالَ ابْنُ وَهْبٍ، عن مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ، عن عَبْدِ الْقَاهِرِ ، عن خَالِدِ بْنِ أَبِي عِمْرَانَ، قَالَ: " بَيْنَمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُو عَلَى مُضَرَ إِذْ جَاءَهُ جِبْرِيلُ، فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ أَنِ اسْكُتْ فَسَكَتَ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، إِنَّ اللَّهَ لَمْ يَبْعَثْكَ سَبَّابًا وَلَا لَعَّانًا، وَإِنَّمَا بَعَثَكَ رَحْمَةً وَلَمْ يَبْعَثْكَ عَذَابًا لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ، قَالَ: ثُمَّ عَلَّمَهُ هَذَا الْقُنُوتَ: " اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِينُكَ، وَنَسْتَغْفِرُكَ، وَنُؤْمِنُ بِكَ، وَنَخْنَعُ لَكَ، وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَكْفُرُكَ، اللَّهُمَّ إِيَّاكَ نَعْبُدُ، وَلَكَ نُصَلِّي وَنَسْجُدُ، وَإِلَيْكَ نَسْعَى وَنَحْفِدُ، نَرْجُو رَحْمَتَكَ وَنَخَافُ عَذَابَكَ الْجِدَّ، إِنَّ عَذَابَكَ الْجِدَّ بِالْكَافِرِينَ مُلْحِقٌ ".

وإذا أراد أن يقنت كبر ورفع يديه وقنت فيقول اللهم إنا نستعينك ونستغفرك ونؤمن بك ونتوكل عليك ونثني عليك الخير كله نشكرك ولا نكفرك ونخلع ونترك من يفجرك اللهم إياك نعبد ولك نصلي ونسجد واليك نسعى ونحفد نرجو رحمتك ونخشى عذابك بالكفار ملحق

–التوضيح في شرح مقدمة الصلاة لأبي الليث السمرقندي

اللهم إنا نستعينك، ونستغفرك، ونؤمن بك، ونتوكل عليك، ونثني عليك الخير، نشكرك ولا نكفرك، ونخلع ونترك من يفجرك. اللهم إياك نعبد، ولك نصلي ونسجد، وإليك نسعى ونحفد، نرجو رحمتك. ونخشى عذابك، إن عذابك بالكفار ملحق

–جامع الرموز(1/204)ایچ–ایم سعید کمپنی

ثم إن الدعاء المشهور عند أبي حنيفة اللهم إنا نستعينك ونستغفرك ونؤمن بكونتوكل عليك ونثنى عليك الخير كله نشكرك ولا نكفرك ونخلع ونترك من يفجرك اللهمإياك نعبد ولك نصلى ونسجد وإليك نسعى ونحفدنرجو رحمتكونخشى عذابكإن عذابكبالكفار ملحق

–البحر الرائق(2/43)رشيدية

ثم القنوت الذى اختاره علماؤنا: «اللهم إنا نستعينك، ونستغفرك، ونؤمن بك،ونتوكل عليك، ونثنى عليك الخير، نشكرك ولا نكفرك، ونخلع ونترك من يفجرك، اللهمإياك نعبد، ولك نصلى ونسجد، وإليك نسعى ونحفد، نرجو رحمتك. ونخشى عذابك، إنعذابك بالكفار ملحق»

–فتح باب العناية(1/323)دار الأرقم

ويقول في القنوت: اللهم إنا نستعينك ونستهديك، ونستغفرك ونتوت إليك، ونؤمنبك ونتوكل عليك، ونثني عليك الخير كله، نشكرك ولا نكفرك، ونخلع ونترك منيفجرك، اللهم إياك نعبد، ولك نصلى ونسجد، وإليك نسعى ونحفدنرجو رحمتك ونخشعذابك،إن عذابك الجدبالكفار ملحق

–نهاية المراد في شرح هدية أبن العماد ص:619 دار البيروتي

اللهمإنا نستعينك ونستهديك ونستغفرك ونتوب إليك ونؤمن بك ونتوكل عليك ونثنيعليك الخير كله نشكرك ولا نكفرك ونخلع ونترك من يفجرك الله إياك نعبد ولك نصليونسجد واليك نسعى ونحفد نرجو رحمتك ونخشى عذابك إن عذابك الجد بالكفار ملحقوصلى الله على سيدنا النبى وآله وسلم

–نور الإيضاح ونور الإيضاح ونجاة الأرواح(ص 60)دار الحكمة

(ثم قنت)، ويسن الدعاء المشهور، وهو: "اللهم إنا نستعينك ونستهديك ونستغفركونتوب إليك ونؤمن بك ونتوكل عليك ونثنى عليك الخير كله نشكرك ولا نكفرك ونخلعونترك من يفجرك. اللهم إياك نعبد ولك نصلى ونسجد، وإليك نسعى ونحفد، نرجو رحمتك ونخشى عذابك، إن عذابك، الجد بالكفار ملحق

–اللباب في شرح الكتاب(1/39)دار الكتاب العربي

غیر مقلدین کے علامہ رئیس ندوی صاحب تسلیم کرتے ہیں کہ

"خلفائے راشدین وتر کے قنوت میں "اللھم انا نستعینک "والی دعا بھی پڑھتے تھے"

(رسول اکرم ﷺ کا صحیح طریقہ نماز،646،647)

باقی غیر مقلدین کا یہ سوال کہ بعینہ وہی الفاظ کسی حدیث یا فقہ کی کتاب میں سے دکھاؤ بھی ان کی جہالت کی عکاسی کرتا ہے۔

غیر مقلدین کے صادق سیالکوٹی نے صلوٰۃ الرسول ﷺ میں جو دعا نقل کی وہ یہ ہے

"اللھمَّ اھدِنی فیمن ھدیتَ وعافِنی فیمن عافیتَ وتولَّنی فیمن تولَّیتَوبارِکْ لی فیما أعطیتَ وقِنی شرَّ ما قضیتَ إنك تَقضی ولا یُقضی علیك وإنه لایَذِلُّ من والیتَ ولا یعِزُّ من عادیتَ تبارکتَ ربَّنا وتعالیتَ،نستغفرکونتوب الیك،وصلی اللہ علی النبی"

یہی دعا غیر مقلدین کے عبد اللہ محدث روپڑی نے تعلیم الصلوٰۃ 66،65 پر اور ابراہیم میر سیالکوٹی نے ریاض الحسنات 67 پر نقل کی ہے۔

ہم نے تو احناف کی دعائے قنوت ثابت کر دی لیکن غیر مقلدین سے گزارش ہے کہ جیسا ان کا سوال تھا ایسے ہی بعینہ انہی الفاظ کے ساتھ حدیث یا فقہ کی کسی کتاب سے یہ قنوت ثابت کر دیں جو ان کے تین بڑے علماء اپنی کتابوں میں لکھ رہے ہیں۔

یاد رہے کہ کچھ غیر مقلد علماء نے تسلیم کیا ہے کہ غیر مقلدین کے اس دعائے قنوت میں کچھ الفاظ علماء کا اضافہ ہیں لیکن جیسا سوال غیر مقلدین کرتے ہیں ویسے ہی ان کو چاہیے کہ بعینہ انہی الفاظ کے ساتھ اپنا دعائے قنوت ثابت کریں۔

شکریہ

غلامِ خاتم النبیین ﷺ

محسن اقبال

☆☆☆

امام ابو حنیفہ اہل حدیث علماء کی نظر میں

حضرت مولانا عبد الرشید قاسمی سدھارتھ نگری حفظہ اللہ (یوپی، الہند)

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین. اما بعد!

قارئین کرام! جہاں ایک طرف علماء اہل حدیث بشمول اکابر واصاغر عوام الناس کو یہ باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ ہم تمام ائمہ کرام خصوصا ائمہ متبوعین ومحدثین کا بہت احترام کرتے ہیں، وہیں دوسری طرف خود اسی جماعت کے محدثین، محققین، ناقدین اور اپنے حلقہ کے مقبول عام کتب کے مصنفین کا یہ حال ہے کہ وہ اپنی کتابوں میں ائمہ متبوعین خصوصا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی شان میں بدگوئی وبدزبانی کو اپنا خاص مشن ووطیرہ بنائے ہوئے ہیں، اور اسی پر داد وتحسین وصول کرتے ہیں۔ نمونہ کے طور پر راقم صرف ایک مقبول عام مصنف، محدث وناقد کی کتاب کے چند صفحات کی چند عبارات ناظرین کی خدمت میں پیش کررہا ہے:

مشہور اہل حدیث عالم، محقق، ناقد، درجنوں کتب کے مصنف، وکیل سلفیت، جامعہ سلفیہ بنارس کے سابق استاذ وشیخ الحدیث، رئیس الاحرار علامہ محمد رئیس ندوی رحمہ اللہ اپنی کتاب " مجموعہ مقالات پر سلفی تحقیقی جائزہ" میں لکھتے ہیں:

(1) امام ابوحنیفہ جہمی تھے اور مرجی۔ص 124

(2) امام ابوحنیفہ جہمی تھے اور مرجی .... اور مرجیہ وجہمیہ کفار ہیں۔ص 124

(3) خلق قرآن کے عقیدہ ابی حنیفہ نیز ان کے دوسرے عقائد ومذہبی بے راہ روی کے سبب ان سے بار بار توبہ کرائی گئی، کیوں کہ موصوف ابوحنیفہ کسی گمراہ کن عقیدہ سے توبہ کرنے میں مخلص نہیں، بلکہ تقیہ سے کام لیتے تھے اور تھوڑے دنوں تک خاموش رہنے کے بعد پھر انھیں عقائد ونظریات ومذہبی خیالات کا اظہار کرنے لگتے۔ص 124

(4) دیوبندیہ کے جن اماموں (امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف، امام محمد وغیرہ) پر مذہب حنفیہ کا دار ومدار ہے، وہ سب جہمی ومرجی وبدعقیدہ تھے۔ص125

(5) امام ابوحنیفہ نے اپنے جس استاذ خاص جابر جعفی سے اور اسی جیسے شیوخ سے پڑھ کر جہمی مرجی مذہب اختیار کیا۔ ص140

(6) امام ابوحنیفہ ضال ومضل وبدعت پرست وداعیان بدعت کی درسگاہوں میں پڑھ کر دیوبندی عناصر کے امام بنے۔ ص141

(7) امام وکیع امام ابوحنیفہ کو قابل گردن زدنی وغالی مرجی وجہمی ومردود الشھادہ ومتروک قرار دیتے تھے۔ ص144

(8) حماد متشدد وغالی مرجی بن گئے تھے، پہلے وہ اہل سنت وجماعت کے امام اور امام اہل سنت ابراہیم نخعی کے جانشین رہے، پھر انھیں امام ابوحنیفہ اور ان کے کچھ ساتھیوں نے چالیس ہزار درہم مرجی بنالیا، بلکہ انھیں فرقہ مرجیہ کا سرپرست وصدر بنادیا۔ ص 149

(9) امام ابوحنیفہ جابر جعفی کو اکذب الناس کہنے کے باوجود جابر جعفی سے استفادہ کرتے اور اپنے نامہ بر کو اس کے پاس بھیج کر اس کے جمع کردہ اکاذیب کو اپنا دین دین وایمان قرار دیتے تھے، اور جابر جعفی مرجی رافضی ہونے کے ساتھ جہمی بھی تھا، وہ جہم سے روابط رکھتا اور اس سے مل کر اسلامی حکومت کے خلاف سازش کرتا تھا، اور امام ابوحنیفہ کی تعلیم وتربیت بھی جہم کی کسی باندی یا بیوی سے ہوئی تھی، اور امام ابوحنیفہ کو مرجی وجہمی قرار دینے پر اہل علم متفق نظر آتے ہیں۔ ص161

(10) ابوحنیفہ نے متواتر حدیث نبوی کو اپنی رائے پرستی کی بناء پر قیاس سے رد کردیا۔ ص164

(11) امام ابوحنیفہ خود رائے پرست تھے اور دوسروں کو رائے پرستی کی تعلیم دیتے تھے۔ ص165

اور صرف یہی نہیں، بلکہ علامہ ابن الجوزی کے نواسے نے امام ابوحنیفہ کا دفاع کردیا، تو انھیں بھی کھری کھوٹی بکتے ہوئے یوں رقم طراز ہیں:

(12) ابن الجوزی کے نواسے سبط ابن الجوزی جو رافضی ہوگئے تھے اور حنفی مالداروں سے اموال بٹورنے کے لئے حنفیت کا لبادہ فریب دہی کے واسطے پہن لیا تھا، اس رافضی بدباطن وفریب کار وعیار وبدقماش سے احناف نے خوب زیادہ روپے اور ساز وسامان دے کر، اپنے نانا امام ابن الجوزی اور عام حق پرست اہل حدیث کے خلاف زہریلی کتابیں لکھوائیں . ابن جوزی کے اس دین فروش ایمان فروش، امانت ودیانت

فروش، بدقماش، ضمیر فروش نواسے نے دام حنفیت میں مل کر اہل حدیث، محدثین اور حق پرست اہل علم کی شان میں بہت بڑا طوفان بے تمیزی کھڑا کیا، مگر کذاب رافضی کے اکاذیب پر سلیم الطبع لوگ کیسے دھیان دینے والے تھے۔ص180

شیخ رئیس ندوی صاحب کی مذکورہ عبارات سے معلوم ہوا کہ موصوف کے نزدیک امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ غالی جہمی، غالی مرجئی، کافر، بدعقیدہ، تقیہ باز، غیر مخلص، قابل گردن زدنی، مردود الشہادۃ، متروک، گمراہ کن، مخالف حدیث، رائے پرست وغیرہ نہ جانے کیا کیا تھے۔

قارئین کرام! "مجموعہ مقالات پر سلفی تحقیقی جائزہ" کا جو نسخہ راقم کے پیش نظر ہے، وہ کل 1024/ صفحات پر مشتمل ہے، جس میں سے بطور نمونہ صرف چند عبارات نقل کی گئی ہیں، باقی کتاب میں کیا ہوگا؟ آپ خود اندازہ کرسکتے ہیں۔اس کے علاوہ موصوف کی دیگر کتب میں بھی اسی طرح کی ہذیان گوئی کی گئی ہے۔

قارئین! اس کے برعکس اب آیئے دیکھتے ہیں کہ شیخ ندوی اور جماعت اہل حدیث کے مجتہدین واکابرین کا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے بارے میں کیا نظریہ ہے؟؟

۱۔جماعت اہل حدیث کے شیخ الکل فی الکل، مجتہد، امام، فقیہ، اور محدث میاں نذیر حسین محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ:

فضائل سے امام صاحب کے ہم کو عین عزت اور فخر ہے، اس لئے کہ وہ ہمارے پیشوا ہیں....... ان کا مجتہد ہونا، اور متبع سنت اور متقی اور پرہیزگار ہونا کافی ہے ان کے فضائل میں۔

[معیار الحق ص 29]

یعنی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ شیخ الکل فی الکل کے پیشوا ہیں، اور موصوف امام صاحب کو مجتہد بھی مانتے ہیں.

۲۔جماعت اہل حدیث کے شیخ العرب والعجم علامہ ابومحمد بدیع الدین شاہ راشدی اپنی کتاب "حق وباطل عوام کی عدالت میں" کے صفحہ 21/ پر"امام ابوحنیفہ خود اہل حدیث تھے"کی سرخی قائم کرکے چند سطر نیچے لکھتے ہیں کہ:

امام ابوحنیفہ ہمارے اہل حدیث ہوئے۔

[حق وباطل عوام کی عدالت میں ص 21]

یعنی غیر مقلدین کے شیخ العرب والعجم کے بقول امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اہل حدیث تھے۔

۳۔جماعت اہل حدیث کے اپنے وقت کے امام العصر علامہ محمد ابراہیم سیالکوٹی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

نعیم کی شخصیت ایسی نہیں ہے کہ اس کی روایت کی بناء پر امام ابوحنیفہ جیسے بزرگ امام کے حق میں بدگوئی کریں، جن کو حافظ الشمس ذہبی جیسے ناقد الرجال "امام اعظم" کے معزز لقب سے یاد کرتے ہیں۔

[تاریخ اہل حدیث 46]

آگے لکھتے ہیں:

آپ اہل سنت کے بزرگ امام ہیں اور آپ کی زندگی اعلی درجہ کے تقوی اور تورع پر گذری جس سے کسی کو انکار نہیں۔

[تاریخ اہل حدیث 77]

یعنی مولانا ابراہیم سیالکوٹی کے بقول امام ابوحنیفہ متقی وپرہیزگار ہونے کے ساتھ ساتھ اہل سنت کے بزرگ امام، بل کہ "امام اعظم" بھی تھے .

۴۔سابق امیر جمیعت اہل حدیث پاکستان علامہ محمد اسماعیل سلفی لکھتے ہیں:

جس قدر یہ (کوفہ کی) زمین سنگلاخ تھی اسی قدر وہاں اعتقادی اور عملی اصلاح کے لئے ایک آئینی شخص حضرت امام ابوحنیفہ تھے جن کی فقہی موشگافیوں نے اعتزال و تجہم کے ساتھ رفض وتشیع کو بھی ورطہ حیرت میں ڈال دیا. اللھم ارحمہ واجعل الجنۃ الفردوس ماواہ۔

[فتاوی سلفیہ ص341]

۵۔مشہور اہل حدیث عالم اور مصنف حکیم صادق سیالکوٹی لکھتے ہیں:

تائید ایزدی سے آپ (امام ابوحنیفہ) علم کی معراج کو پہنچ گئے. آپ کے ہمعصر لاینحل مسائل میں آپ کی طرف رجوع کرتے تھے. علم کی خوبیوں اور بلندیوں کے سبب آپ امام اعظم کے لقب سے مشہور ہوگئے.. آپ بڑے عابد، زاہد، خدا ترس، متقی، پرہیزگار تھے...

مزید لکھتے ہیں:

کیا اس سے ثابت نہیں ہوتا کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب اہل حدیث تھا.....

آگے لکھتے ہیں:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ قرآن اور حدیث کے عامل تھے۔

اخیر میں لکھتے ہیں:

لاکھوں رحمتیں ہوں امام صاحب پر کہ انہوں نے حدیث پاک کو ہی اپنا مذہب بنایا۔

[سبیل الرسول ص188]

یعنی سیالکوٹی صاحب کے بقول امام ابوحنیفہ متقی، پرہیزگار اور عابد ہونے کے ساتھ ساتھ اہل حدیث بھی تھے، اور یہی نہیں بلکہ امام اعظم بھی ہیں۔

۶۔مشہور اہل حدیث عالم محمد ابوالقاسم سیف بنارسی فرماتے ہیں:

امام اعظم اہل حدیث تھے اور دوسروں کو اہل حدیث بناتے تھے۔

[مسلک اہل حدیث پر ایک نظر ص 16]

یعنی امام صاحب اہل حدیث تھے۔

۷۔غیر مقلدین کے مناظر جماعت اور جامعہ سید نذیر حسین محدث دہلوی کے ناظم تعلیمات فضیلۃ الشیخ رضاء اللہ عبدالکریم صاحب مدنی اپنی کتاب "احباب دیوبند کی جماعت اہل حدیث پر کچھ تازہ کرم فرمائیاں" کے صفحہ 28/ پر اجمالی جواب کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ:

چاروں امام بھی ہماری جماعت کے تھے وہ بھی قرآن وحدیث ہی کو مانتے تھے ...(ہم) ان کو اہل حدیث مانتے ہیں۔

یعنی مناظر جماعت صاحب کے بقول امام ابوحنیفہ اہل حدیث بلکہ اہل حدیث کے امام تھے۔

۸۔مولانا سعید احمد چنیوٹی لکھتے ہیں:

"ائمہ اربعہ منہج اہل سنت اور منہج محدثین کے پیروکار اور اس پر سختی سے کاربند تھے. وہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیگر آراء پر مقدم کرنے کے قائل تھے"

[اتحاد ملت کا نقیب فکر اہل حدیث ہی کیوں؟ ص 23]

آگے صفحہ 27/ پر لکھتے ہیں:

"خود ائمہ اربعہ اور دوسرے مجتہدین کتاب وسنت کو ماخذ سمجھ کر ان کی طرف رجوع کرتے رہے۔"

۹۔ایک متعصب عالم ابوصہیب محمد داؤد ارشد لکھتے ہیں:

"حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے زہد، ورع، تقوی، تقدس، طہارت، آخرت کے مرتبہ اور ثواب ودرجات میں کسی طرح کا نقصان نہیں آسکتا۔"

[اہل حدیث اور اہل تقلید ص82]

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ نعمان بن ثابت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے بارے میں جماعت اہل حدیث کے شیخ الکل فی الکل، امام العصر، شیخ العرب والعجم، امیر جمیعۃ، مناظر جماعت اور خود شیخ ندوی کے ممدوح شیخ ابوالقاسم سیف بنارسی کے علاوہ دیگر اساطین جماعت اہل حدیث اس بات کے قائل ومقر ہیں کہ ابوحنیفہ رحمہ اللہ مجتہد، بزرگ، عابد، زاہد، متقی، پرہیزگار، خدا ترس، عامل قرآن وحدیث، اہل حدیث، آئینی شخصیت، محدث، بل کہ محدث گر ہونے کے ساتھ ساتھ خود جماعت اہل حدیث کے پیشوا اور "امام اعظم" بھی ہیں۔

اب اہل حدیث مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے علماء وعوام فیصلہ فرمائیں کہ کیا غالی جہمی، غالی مرجئ، کافر، بدعقیدہ، تقیہ باز، غیر مخلص، قابل گردن زدنی، مردود الشہادۃ، متروک، گمراہ کن، مخالف حدیث، رائے پرست، شخص جماعت اہل حدیث کے یہاں مجتہد، بزرگ، عابد، زاہد، متقی، پرہیزگار، خدا ترس، عامل قرآن وحدیث، اہل حدیث، آئینی شخصیت، محدث، بل کہ محدث گر ہونے کے ساتھ ساتھ جماعت اہل حدیث کا پیشوا اور "امام اعظم" ہوتا ہے۔

قارئین کرام! جن کتب وعبارات کی روشنی میں شیخ ندوی صاحب نے امام ابوحنیفہ کی تنقیص وتوہین اور ہذیان گوئی کی ہے، وہ کتب وعبارات یقیناً ان اساطین جماعت اہل حدیث (جو علم اور درجہ میں شیخ مرحوم اور ان کے تقریظ نگاروں سے کہیں زیادہ فائق ہیں) کے پیش نظر بھی رہی ہونگیں، لیکن ان اساطین کا ان اقوال کی طرف اشارہ تک نہ کرنا، بل کہ ان تمام باتوں کو بالکل نظر انداز کرجانا اس بات کی بین دلیل ہے کہ ان حضرات کے نزدیک وہ اقوال امام صاحب، ان کے علم، ورع اور تقوی کے شایان شان نہیں۔

اہل حدیث علماء سے گذارش:

اہل حدیث مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے انصاف پسند علماء کرام سے مؤدبانہ درخواست ہے کہ وہ خدا کے واسطے امت کو ایسے امام کی شان میں بدگوئی وبدزبانی اور ہر ایسی کتب ومقالات کی اشاعت اور اس کے مطالعہ سے بچائیں جو بدگوئی وبدزبانی پر مجبور کریں، اس لئے کہ خود اہل حدیث مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے حافظ عبد المنان صاحب محدث وزیر آبادی فرماتے ہیں:

"جو شخص ائمہ دین خصوصا امام ابوحنیفہ کی بے ادبی کرتا ہے اس کا خاتمہ اچھا نہیں ہوتا۔"

[تاریخ اہل حدیث ص 486]

اہل حدیث مکتب فکر ہی سے تعلق رکھنے والے ایک دوسرے عالم، بل کہ اپنے وقت کے امام العصر مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی امام ابوحنیفہ سے متعلق اپنا ایک واقعہ نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"اپنے ناظرین سے امید رکھتا ہوں کہ وہ بزرگان دین سے خصوصا ائمہ متبوعین سے حسن ظن رکھیں اور بے ادبی وگستاخی سے پرہیز کریں .کیوں کہ اس کا نتیجہ ہر دوجہاں میں موجب خسران اور نقصان ہے۔"

[تاریخ اہل حدیث ص 79]

ایک مولوی امام ابوحنیفہ کی گستاخی کرنے کے بعد ایک ہفتہ کے اندر مرزائی (کافر) ہوگیا، جب اس کی خبر اہل حدیث عالم مولانا عبد الجبار غزنوی کو ملی تو آپ نے حدیث قدسی "من عادی لی ولیا فقد آذنته بالحرب" پڑھ کر فرمایا کہ:

"میری نظر میں امام ابوحنیفہ ولی اللہ تھے. جب اللہ کی طرف سے اعلان جنگ ہوگیا، تو جنگ میں ہر فریق دوسرے کی اعلی چیز کو چھینتا ہے. اس لئے ایسے شخص کے پاس ایمان کیسے رہ سکتا ہے؟"
[داوٗد غزنوی 191]

اللہ تعالی پوری امت مسلمہ کی ائمہ مسلمین خصوصا ائمہ متبوعین کی شان میں بدگوئی وبدزبانی سے حفاظت فرمائے، اور تمام مرحومین اسلام خصوصا شیخ ندوی مرحوم کے ساتھ عفو ودرگذر کا معاملہ فرماکر کروٹ کروٹ چین وسکون نصیب فرمائے۔

☆☆☆

”سربکف“ کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟
بلاگ پر رائے دیں یا یہاں ای میل کریں:SarbakafMagazine@gmail.com

فرائض و سنت و نوافل وغیرہ کی تقسیم

✍ نعمان محمد حفظہ اللہ (ڈیرہ اسماعیل خان، پاکستان)

ایک تحریر بھیج رہا ہوں۔ یہ میں نے دار العلوم سے سوال پوچھا تھا جس کا تفصیلی جواب دیا گیا ہے۔

"فرائض و سنت و نوافل وغیرہ کی تقسیم کی گئی غیر شرعی، فضول، ایجاد کردہ اور بدعت ہے...؟"

(نعمان محمد)

احکامِ شرعیہ کا مدار دلائل پر ہوتا ہے، شریعت کا کوئی بھی حکم ایسا نہیں ہے کہ اس کی بنیاد دلیلِ شرعی پر نہ ہو، بلکہ شریعت کا جو بھی حکم آپ دیکھیں گے اس کا مدار کسی نہ کسی دلیل پر ہوگا، اور یہ بات واضح ہے کہ دلائل سب کے سب برابر درجہ کے نہیں ہیں، بلکہ ثبوت و دلالت کے اعتبار سے دلائل باہم متفاوت ہیں، چنانچہ اس اعتبار سے دلائل کے چار درجے ہیں:

1. وہ دلائل جو ثبوت و دلالت دونوں اعتبار سے قطعی و یقینی ہوں جیسے قرآن کریم کی وہ آیات جو محکم اور واضح الدلالۃ ہیں، اسی طرح وہ آیات جن کی تفسیر خود قرآن کریم میں مذکور ہے، یا جناب رسول اللہ ﷺ نے ان کی تفسیر کر دی ہے، اسی طرح اس قسم میں وہ احادیث بھی شامل ہیں جو تواتر کے ساتھ منقول ہیں اور ان کے مفاہیم بھی قطعی ہیں۔

2. وہ دلائل جو ثبوتاً قطعی ہوں البتہ دلالت علی المفہوم کے اعتبار سے قطعی نہ ہوں بلکہ ظنی ہوں جیسے وہ آیت جو مؤول ہیں، یہ آیات ثبوتاً تو قطعی ہیں لیکن مفہوم پر دلالت کرنے میں قطعی نہیں ہیں۔

3. وہ دلائل جو ثبوتاً ظنی ہوں البتہ دلالت علی المفہوم کے اعتبار سے قطعی و یقینی ہوں، یعنی ان دلائل کے ثبوت میں ایک گونہ شبہ ہونے کی بنا پر یہ دلائل ثبوتاً قطعی نہ ہوں، لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ اپنے مفہوم کے اعتبار سے قطعی و یقینی ہوں جیسے وہ اخبارِ آحاد جن کے مفاہیم قطعی ہیں (اخبار آحاد کے ثبوت میں ایک گونہ شبہ ہوتا ہے اس لیے وہ ثبوتاً قطعی نہیں رہتے بلکہ ظنی ہو جاتے ہیں، البتہ دلالت علی المفہوم کے اعتبار سے قطعی بھی ہوتے ہیں اور ظنی بھی)

4. وہ دلائل جو ثبوت و دلالت دونوں اعتبار سے ظنی ہوں جیسے اخبارِ آحاد جو اپنے مفہوم پر دلالت کرنے میں بھی ظنی ہیں، الحاصل ثبوت و دلالت علی المفہوم کے اعتبار سے دلائل کے یہ چار درجے ہیں، جن میں سے بعض کو دوسرے بعض پر قوت کے اعتبار سے ترجیح حاصل ہے، اور یہ بات بالکل واضح ہے کہ چاروں قسم کے دلائل سے ایک ہی طرح کے احکام ثابت نہیں ہوں گے، بلکہ جس طرح دلائل میں تفاوت ہے اسی طرح احکام میں بھی تفاوت ہوگا، لہٰذا دلیل میں جتنی قوت ہوگی اس سے ثابت ہونے والا حکم بھی اتنا ہی قوی ہوگا۔

اس بنا پر دلائل کی مذکورہ چاروں قسموں میں سے پہلی قسم چونکہ قوت میں سب سے بڑھ کر ہے اس لیے اس سے ثابت ہونے والا حکم بھی سب سے قوی ہوگا اور وہ جانب امر میں فرض اور جانب نہی میں حرام ہے، دلائل کی دوسری اور تیسری قسم چونکہ قوت میں پہلی قسم سے کم درجہ کی ہیں، اس لیے ان سے ثابت ہونے والا حکم بھی پہلے حکم سے کم درجہ کا ہوگا اور وہ جانب امر میں وجوب اور جانب نہی میں مکروہ تحریمی ہے، رہی دلائل کی چوتھی قسم تو چونکہ وہ قوت میں تمام قسموں سے کمتر ہے اس سے ثابت ہونے والا حکم بھی سب سے کم درجہ کا ہوگا، اور وہ ہے جانب امر میں سنت و استحباب اور جانب نہی میں مکروہ تنزیہی، تو جب دلائل ہی میں مختلف درجات ہیں اور انہی دلائل پر احکام کا مدار بھی ہے تو لازمی طور پر احکام میں بھی مختلف درجات ہوں گے، اور انہی کو فرائض، واجبات، سنن، و نوافل سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ قال في الشامي:

"إن الأدلة السمعية أربعة: الأول قطعي الثبوت والدلالة كنصوص القرآن المفسرة أو المحكمة والسنة المتواترة التي مفهومها قطعي. الثاني: قطعي الثبوت ظني الدلالة كالآيات المؤولة. الثالث: عكسه كأخبار الآحاد التي مفهومها قطعي. الرابع: ظنيهما كأخبار الآحاد التي مفهومها ظني. فبالأول يثبت الافتراض والتحريم، وبالثاني والثالث الإيجاب وكراهة التحريم، وبالرابع تثبت السنية والاستحباب. (الشامي: ۹/ ۴۰۹، ط: دار الكتاب)

علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ کے تمام اوامر کو وجوب یا فرضیت پر محمول نہیں کیا جاسکتا بلکہ حسب قرائن وجوب ندب اباحت وغیرہ پر محمول کیا جائے گا مثال کے طور پر قرآن مجید میں ہے وإذا حلَلتُم فاصطادوا (المائدۃ آیۃ 2) کہ جب تم احرام سے حلال ہو جاؤ تو شکار کرو۔ فقہاء و مفسرین فرماتے ہیں کہ یہاں امر وجوب کے لیے نہیں ہے بلکہ اباحت کے لیے ہے، تو جس شکار سے حالت احرام میں منع کیا گیا تھا اس کی اجازت دی جا رہی ہے کہ اب شکار کر سکتے ہو، غیر

مقلدین اگر اباحت وغیرہ کا وجود نہیں مانتے ہیں اور ان کو اس بات پر اصرار ہے کہ شارع سے ثابت ہونے والی تمام چیزیں فرض اور ضروری ہیں تو یہاں بھی حالت احرام سے نکلنے کے بعد وجوبی طور پر شکار کی تلاش میں نکلیں، نیز حضور ﷺ نے جتنے بھی کام کیے ہیں سب کو امت پر فرض اور ضروری قرار نہیں دیا جا سکتا، نمونہ کے طور پر ایک حدیث پیش کی جا رہی ہے جس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ غیر مقلدین کی باتوں کی کیا حیثیت ہے، حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ نجد سے ایک صاحب حضور ﷺ کی خدمت میں تشریف لائے اور انھوں نے اسلام کے بارے میں آپ ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”خمس صلوات في اليوم والليلة“ کہ رات و دن میں پانچ وقتوں کی نمازیں آپ کے ذمہ ہیں، سائل نے عرض کیا ”هل علي غيرهن“ کہ کیا ان پنج نمازوں کے علاوہ اور بھی کوئی نماز مجھ پر فرض ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ”لاَ إلاَّ أن تطوّعَ“ کہ نہیں البتہ اپنے اختیار سے نفل پڑھ سکتے ہو، اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا: ”وصيامُ شهر رمضان“ کہ آپ پر رمضان کے روزے بھی فرض ہیں، سائل نے عرض کیا ”هل عليّ غيره؟“ کیا رمضان کے روزے کے علاوہ اور بھی کوئی روزہ مجھ پر فرض ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”لاَ إلاَّ أَن تَطوّعَ“ کہ نہیں البتہ نفل رکھ سکتے ہو الخ۔

حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

عن أبي سهيل، عن أبيه، أنه سمع طلحة بن عبيد الله، يقول: جاء رجل إلى رسول الله ﷺ من أهل نجد ثائر الرأس، نسمع دوي صوته، ولا نفقه ما يقول حتى دنا من رسول الله صلى الله عليه وسلم، فإذا هو يسأل عن الإسلام، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «خمس صلوات في اليوم، والليلة» فقال: هل علي غيرهن؟ قال: «لا، إلا أن تطوع، وصيام شهر رمضان»، فقال: هل علي غيره؟ فقال: «لا، إلا أن تطوع»، وذكر له رسول الله ﷺ الزكاة، فقال: هل علي غيرها؟ قال: «لا، إلا أن تطوع»، قال: فأدبر الرجل، وهو يقول: والله، لا أزيد على هذا، ولا أنقص منه، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «أفلح إن صدق»

(مسلم شریف: ۱/ ۳۰، ط: رحیمیہ دیوبند)

اسی طرح رمضان المبارک کے سلسلہ میں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزے تم پر فرض کیے اور میں نے قیام رمضان (تراویح) کو تمھارے لیے سنت قرار دیا، حدیث شریف کے الفاظ ملاحظہ ہوں۔

عن عبد الرحمن بن عوف قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الله تبارك وتعالىٰ فرض صيام رمضان عليكم، وسننت لكم قيامه فمن صامه وقامه إيمانًا واحتسابًا خرج من ذنوبه كيوم ولدته أمه، أخرجه النسائي بسند حسن وسكت عنه. (إعلاء السنن ۷/ ٦٦، ٦٧، ط: مکتبہ اشرفیہ دیوبند)

غیر مقلدین سے پوچھئے کہ ان احادیث سے سنن و نوافل کا ثبوت ہو رہا ہے یا نہیں؟ ایک اور حدیث ملاحظہ فرمایئے:

"عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَاصَلَ فِي رَمَضَانَ، فَوَاصَلَ النَّاسُ، فَنَهَاهُمْ قِيلَ لَهُ: أَنْتَ تُوَاصِلُ؟ قَالَ: "إِنِّي لَسْتُ مِثْلَكُمْ إِنِّي أُطْعَمُ وَأُسْقَى". (مسلم شریف (۱/ ۳۵۱، ط: رحیمیہ دیوبند)

حدیث کا حاصل یہ ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضور ﷺ کو صوم وصال رکھتے ہوئے دیکھ کر وہ بھی صوم وصال رکھنے لگے تو آپ ﷺ نے ان کو منع فرما دیا صحابہ نے اعتراض کیا کہ آپ تو رکھتے ہیں تو حضور ﷺ نے فرمایا تم میں سے کون میرے مانند ہے؟ میں اپنے پروردگار کی طرف سے کھلایا پلایا جاتا ہوں، مطلب یہ کہ میں جو بھی کروں وہ سب کے سب تم پر ضروری نہیں، غیر مقلدین کو اگر اس بات پر اصرار ہے کہ حضور ﷺ سے ثابت تمام امور امت پر فرض اور ضروری ہیں تو وہ صوم وصال کی پابندی کریں کیونکہ وہ بھی حضور صلی اللہ علیہ و سلم سے ثابت ہے، الغرض اس طرح کے بے شمار دلائل قرآن و احادیث میں موجود ہیں جن کی بنا پر فقہائے کرام نے بلکہ تمام علمائے اہل سنت والجماعت نے احکام میں درجہ بندی کی ہے۔

☆☆☆

یارسول اللہ ؟؟؟

مخلوق کو غائبانہ ندا - ایک غلط فہمی کا ازالہ

مولانا ساجد خان صاحب نقشبندی حفظہ اللہ (کراچی، پاکستان)

اہل بدعت حضرات سادہ لوح عوام کو مغالطہ دینے کیلئے علماء دیوبند کی چند عبارات پیش کرتے ہیں مثلاً حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت:

"آنحضرت ﷺ کی صورت مثالیہ کا تصور کر کے درود شریف پڑھے اور داہنی طرف یا احمد اور بائیں طرف یا محمد اور یارسول اللہ ایک ہزار بار پڑھے انشاء اللہ بیداری یا خواب میں زیارت ہوگی۔"

(کلیات امدادیہ، ص45)

اس کے علاوہ کلیات امدادیہ میں حاجی صاحبؒ اور نشر الطیب میں مولانا اشرف علی تھانویؒ نے "یارسول اللہ" کے الفاظ اشعار میں استعمال کئے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ دیکھو جب ہم یارسول اللہ کہتے ہیں تو شرک کا فتوی لگاتے ہو اور تمہارے اپنے اکابر یہ کہتے ہیں تو کچھ نہیں بولتے۔

جواب:

سب سے پہلے تو ایک اصول مسئلہ سمجھ لیں کہ شرک و کفر اور ایمان کا دارومدار "عقیدہ" پر ہے۔ یہ ممکن ہے کہ ایک ہی لفظ یا جملہ درست ہو گا لیکن اگر کسی اعتقاد فاسد کی بنیاد پر اسے استعمال کیا جائے تو وہ کفر و شرک ہو گا۔ اس کی بہت ہی عام فہم مثال ہمارے ہاں بلاغت کی کتابوں میں اس طرح ذکر کی گئی ہے کہ دیکھو" انبت الربیع البقلی "اگر اس جملہ کو ایک دہریہ پڑھے گا تو اس کا معنی یہ ہو گا کہ" موسم بہار نے فصل اگائی"، لیکن اگر ایک مسلمان اس جملے کو پڑھے تو اس کا مطلب ہو گا کہ نہیں یہ سب کچھ کرنے والی ذات صرف اللہ کی ہے (مختصر المعانی) پہلی صورت میں یہ جملہ کفریہ ہے جبکہ صورت ثانی میں یہ جملہ بالکل درست ہے۔

یہ اصول بریلوی حضرات کو بھی مسلم ہے چنانچہ پیر مہر علی شاہ صاحب کے خلیفہ مجاز جناب مولانا غلام محمد گھوٹوی مرحوم کے حالات زندگی میں لکھا گیا ہے:

"ایک مرتبہ ایک مولوی صاحب نے حضرت شیخ الجامع علامہ گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک فارسی شعر کی بابت استفسار کیا تو حضرت نے فرمایا غلط ہے ان مولوی صاحب نے عرض کیا کہ یہ شعر فلاں شخصیت کا ہے تو حضرت نے فرمایا کہ موؤل ہے یعنی اس کی تاویل لازم ہے"۔

(شیخ الاسلام محدث گھوٹوی۔ ص:281)

تو معلوم ہوا کہ شاعر کو دیکھ کر فیصلہ کیا جائے گا یعنی اگر شاعر بد عقیدہ ہو جیسا کہ بدعتی حضرات ہیں تو پھر فتاوی جات یونہی سخت ہونے چاہئیں اور اگر حضرت مولانا تھانویؒ جیسا متبحر عالم ہو اور حاجی امداد اللہ صاحب جیسا موحد صوفی ہو تو پھر معنی و مطلب حسنِ شعر پر معمول کیا جائے گا اور شعر کی تاویل کی جائے گی۔ ایک اور حوالہ بھی ملاحظہ ہو، بریلوی شیخ الحدیث مولانا اشرف سیالوی صاحب لکھتے ہیں:

"علامہ طیبی نے حدیث رسول ﷺ تمسك بسنة خير من احداث بدعة یعنی سنت نبوی کا لازم پکڑنا بدعت جاری کرنے سے بہتر ہے کے تحت یوں کہہ دیا سنة قذرة یعنی گھٹیا سنت۔ علامہ ابن حجر مکی نے اس عبارت پر رد و قدح کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر اس شخص کا علم اور صاحب تحقیق ہونا اور نبی اکرم ﷺ سے عقیدت و محبت سے سرشار ہونا ہمیں معلوم نہ ہوتا۔۔۔ تو اس کلمہ کی وجہ سے اس پر بہت بڑا سنگین فتوی اور کلمہ شرعی عائد کیا جاتا"۔

(مناظرہ جھنگ۔ ص:۲۸۲)

قارئین کرام! اس سے معلوم ہوا کہ رضا خانی حضرات کا اصول یہ ہے کہ صاحب تحقیق اور صاحب علم اور عشق و محبت سے سرشار آدمی بات کرے تو تاویل کی جائے گی ورنہ فتوی لگایا جائے گا۔ تو پھر ہمیں کہنے دیجئے کہ علماء دیوبندؒ کا صاحب تحقیق ہونا اور علم سے سرشار و عشق و محبت میں مستغرق ہونا مسلم ہے لہٰذا اگر ایسا شخص کوئی بات کرے تو چونکہ وہ مشرک نہیں اور شرک کے جراثیم میں ڈوبا ہوا نہیں تو اس کے کلام کی توجیہ اس کے مقام کو دیکھ کر کی جائے گی اور اس سے معلوم ہوا کہ اگر بالفرض کوئی بزرگ اور صاحب تحقیق کوئی غیر شرعی بات کر بھی دے تو حتی الامکان اسے اچھے معنی پر محمول کیا جائے گا۔

اب غور فرمائیں اہل السنۃ و الجماعۃ کا عقیدہ ہے کہ کسی مخلوق کو اس عقیدے کے ساتھ غائبانہ طور پر پکارنا کہ وہ اس کی پکار کو عادۃً سنتی ہے اور مافوق الاسباب امور غیر عادیۃ میں اس پکار کو سن کر پکارنے والی کی مشکل کشائی اور حاجت روائی

کرتی ہے یا بالفاظ دیگر جس کو پکارا جا رہا ہے وہ عالم الغیب اور ہر جگہ حاضر وناظر ہے لہذا ہماری پکار سن کر فوراً ہماری مدد کو آ پہنچیں گے شرک وکفر ہے۔ البتہ اگر کوئی اس نیت سے یارسول اللہ یا الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ پکارتا ہے کہ نہ تو رسول اللہ ﷺ عالم الغیب ہیں نہ حاضر وناظر نہ ہی مافوق الاسباب میں مشکل کشا حاجت روا بلکہ چونکہ اللہ نے فرشتے مقرر کر رکھے ہیں جو امت کا درود شریف نبی اکرم ﷺ تک پہنچاتے ہیں لہذا اس ضمن میں میرا یہ درود یا یہ الفاظ بھی حضور ﷺ تک پہنچ جائیں گے یعنی ان الفاظ کو بطور اخبار کے پڑھتا ہے یا کوئی محض شوقیہ طور پر عشق و محبت میں یا بطور توسل ان الفاظ کو پڑھتا ہے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں البتہ جہاں عوام کے غلط فہمی میں پڑنے کا اندیشہ ہو تو وہاں ان الفاظ کا استعمال مناسب نہیں۔ نیز اگر معجزۃً یا کرامۃً کسی کی ندا اللہ کسی نبی یا ولی کو سنا دے تو ہم اس کے بھی منکر نہیں بشرطیکہ اس پر دلیل شرعی موجود ہو۔

چنانچہ فقیہ العصر مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ کا ایک فتوی اس ضمن میں ملاحظہ ہو:

سوال: پڑھنا ان اشعار و قصائد کا خواہ عربی میں ہوں یا غیر عربی میں جن میں مضمون استعانت و استغاثہ بغیر اللہ تعالی ہوں کیسا ہے اور وہ پڑھنا کبھی بطور درود و وظیفہ بنیت انجاحِ حاجت ہوتا ہے اور کبھی بطور نعت اشعار پڑھے جاتے ہیں ان کے ضمن میں اشعار استمدادیہ والتجائیہ بھی پڑھے جاتے ہیں۔ مثلا یہ شعر،

یارسول اللہ انظر حالنا یا نبی اللہ اسمع قالنا
اننی فی بحر ھم مغرق خذ یدی سھل لنا اشکالنا

یا یہ شعر قصیدہ بردہ کا پڑھنا،

یا اکرم الخلق مالی من الوذبہ سواك عند حلول الحادث العمم

تو کبھی فقط یہی شعر بطور درود عمل سو دو سو بار پڑھتے ہیں کبھی سارا قصیدہ بطور ورد پڑھتے ہیں اور اس کے ضمن میں وہ اشعار استعانت کے بھی آ جاتے ہیں اور مداومت ورد و ادائے زکوٰۃ ان اشعار و قصائد کی کرتے ہیں اور اسی قسم کے اشعار نعتیہ و استمدادیہ منسوب بہ مولانا جامی و دیگر علماء ہیں اور شاید اشعار مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی و مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہما کے بھی بطور قصیدہ نعتیہ متضمن اشعار استمدادیہ ہیں۔ پس یہ اشعار استعانت و استغاثہ بغیر اللہ تعالی خواہ ضمن نعت میں تبعا خواہ تنہا مستقلا بطور ورد و وظیفہ بمداومت یا گاہے گاہے خواہ بطور محبت و ذوق و شوق یا کسی اور نیت سے جائز ہیں یا مستحب ہیں یا ممنوع اور شرک ہیں اور

اگر ناجائز ہیں اور شرک ہیں تو ان کے مصنفوں کے حق میں کیا کہا جاوے کہ وہ اکابر دین تھے اور پیشوائے اہل یقین۔ امید ہے کہ جواب مسئلہ ہذا بہ تفصیل و تحقیق تمام بطور کلیات و تفصیل جزئیات تحریر فرمائیں گے کہ دوبارہ سوال کرنے کی ضرورت نہ رہے اور ان اشعار کا پڑھنا اس ملک میں بہت رائج ہے اور ان مسائل کو نہ کوئی دریافت کرتا ہے نہ کوئی عالم بخوف ملامت و طعن خلق صاف صاف بتاتا ہے الا شاذ و نادر ان مسائل کے سائل کو یا بحث کرنے والے کو منکر حضرت ﷺ بتاتے ہیں اور مساجد اور خانقاہوں میں روبرو علماء و مشائخ کے یہ اشعار پڑھے جاتے ہیں اور کوئی عالم یا شیخ کہ بعض حضرات ان میں خوش عقیدہ اور دیندار بھی ہوتے ہیں کچھ تعرض نہیں کرتا اور تقریبات شادی میں بھی اور مجالس اعراس اور میلاد میں بھی اس کا رواج ہے اور پڑھنے والے از خود بدوں طلب کے پڑھنا شروع کر دیتے ہیں اور ہم لوگ جو بعض تقریبات شادی وغیرہ میں شریک محفل بضرورت ہوتے ہیں جو کچھ وہ پڑھنے والا جاہل پڑھتا ہے اگرچہ صاف کلمات شرکیہ و کفریہ سے پڑھے مجبوری سے سننا پڑتا ہے کیونکہ کوئی عالم و رئیس محلہ وغیرہ جو حاضر محفل ہوتے ہیں اس بارہ میں کچھ نہیں کہہ سکتا پھر اور لوگ کیا کہہ سکتے ہیں۔

جواب:

یہ خود آپ کو معلوم ہے کہ ندا غیر اللہ تعالی کو کرنا دور سے شرک حقیقی جب ہوتا ہے کہ ان کو عالم سامع مستقل عقیدہ کرے ورنہ شرک نہیں۔ مثلاً یہ جانے کہ حق تعالی ان کو مطلع فرمائے گا یا باذنہٖ تعالی انکشاف ان کو ہو جائے گا یا باذنہٖ تعالی ملائکہ پہنچا دیں گے جیسا درود کی نسبت وارد ہے یا محض شوقیہ کہتا ہے محبت میں یا عرض حال تحسر و حرمان میں کہ ایسے مواقع میں اگرچہ کلمات خطابیہ بولتے ہیں لیکن ہرگز نہ مقصود اسماع ہوتا ہے نہ عقیدہ۔ پس ان ہی اقسام سے کلمات مناجات و اشعار بزرگان کے ہوتے ہیں کہ فی حد ذاتہٖ نہ شرک نہ معصیت مگر ہاں بوجہ موہم ہونے کے ان کلمات کو مجامع میں کہنا مکروہ ہے کہ عوام کو ضرر ہے اور فی حد ذاتہٖ ایہام بھی ہے لہذا ایسے اشعار کا پڑھنا منع ہے اور نہ اس کے مولف پر طعن ہو سکتا ہے اور کراہت موہوم ہونے کی وجہ غلبہ حجت کے منجر ہو جاتی ہے۔ مگر ایسی طرح پڑھنا اور پڑھانا کہ اندیشہ عوام کے ضرر ہو بندہ پسند نہیں کرتا گو اس کو معصیت بھی نہیں کہہ سکتے مگر خلاف مصلحت وقت کے جانتا ہے مگر ہاں جس

کلام میں صاف کلمات کفر ہوں اس کو نہ سننا حلال ہے اور نہ سکوت روا ہے اگر قادر نہ ہو تو الگ ہو جاوے اور جو عالم باوجود قدرت کے اس کو رد نہ کرے یہ مداہنت ہووے گی۔

(تالیفات رشیدیہ، ص54,55)

ایک جگہ لکھتے ہیں:

سوال: یارسول اللہ دور سے یا نزدیک قبر شریف سے پکارنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:

جب انبیاء علیہم السلام کو علم غیب نہیں تو یارسول اللہ کہنا بھی ناجائز ہوگا اگر یہ عقیدہ کر کے کہے کہ وہ دور سے سنتے ہیں بسبب علمِ غیب کے تو خود کفر ہے اور جو یہ عقیدہ نہیں تو کفر نہیں مگر کلمہ مشابہ کفر ہے البتہ اگر اس کلمہ کو درود شریف کے ضمن میں کہے اور یہ عقیدہ کرے کہ ملائکہ اس درود شریف کو آپ کے پیش عرض کرتے ہیں تو درست ہے کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ ملائکہ درود بندہ مومن کا آپ کی خدمت میں عرض کرتے ہیں اور ایک صنف ملائکہ اسی خدمت پر ہیں۔

(تالیفات رشیدیہ، ص72)

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

سوال:ـــ

یا رسول اللہ کبریا فریاد ہے

یا محمد مصطفیٰ فریاد ہے

مدد کر بہرِ خدا حضرت محمد مصطفیٰ

میری تم سے ہر گھڑی فریاد ہے☆

اشعار اس مضمون کے پڑھنے کیسے ہیں؟

☆ پہلے شعر کا مصرعِ اولیٰ دراصل یوں ہے۔ ”یارسولِ کبریا فریاد ہے“۔ (کلیاتِ امدادیہ، حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ، ص۹۰)۔ جبکہ دوسرا شعر موجود نہیں۔ ویسے بھی ”گھڑی“ اور ”کبریا، مصطفیٰ“ وغیرہ ہم قافیہ نہیں۔ (مدیر)

جواب (مولانا رشید احمد گنگوہیؒ):

ایسے الفاظ پڑھنے محبت میں اور خلوت میں بایں خیال کہ حق تعالی آپ کی ذات کو مطلع فرما دے یا محض محبت سے بلا کسی خیال کے جائز ہیں اور بعقیدہ عالم الغیب اور فریاد رس ہونے کے شرک ہیں اور مجامع میں منع ہیں کہ عوام کے عقیدہ کو فاسد کرتے ہیں لہذا مکروہ ہوویں گے۔(تالیفات رشیدیہ، ص104)

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ لکھتے ہیں:

سوال: کتاب نشر الطیب و رسالہ حفظ الایمان کے دیکھنے سے دو شبہ پیدا ہوئے جن کا استفسار ہے جناب کے نزدیک یا رسول اللہ جائز نہیں جیسا کہ اسی کتاب کی فصل 38 بیان توسل سے ظاہر ہے فصل 21 شیم الحبیب مصنفہ مفتی الٰہی بخش صاحب کے آخر میں جو قصیدہ نقل کیا گیا ہے اس میں چند جگہ الفاظ یا موجود ہے، اور جناب نے ہر طریقہ سے منع فرمایا ہے واقعی عوام میں غلو ہے اور علماء کو ان کی حفاظت کے واسطے منع فرمایا یہ بھی درست ہے، پھر اس قسم کی نظمیں اس کتاب میں لکھ دی گئیں اس کو عوام پڑھیں گے اور علماء بیان کریں گے، گویا منع و جواز ایک کتاب میں جمع ہو گئے۔

الجواب:

بارادہ استعانت و استغاثہ یا باعتقاد حاضر و ناظر ہونے کے منہی عنہ ہے (یعنی منع ہے) اور بدون اس اعتقاد کے محض شوقاً و استلذاذاً، ماذون فیہ ہے۔(اجازت ہے) چونکہ اشعار پڑھنے کی غرض محض اظہار شوق و استلذاذ ہوتا ہے اس لئے نقل میں توسع کیا گیا ہے لیکن اگر کسی جگہ اس کے خلاف دیکھا جائے گا منع کر دیا جائے گا۔

(امداد الفتاوی، ج5، ص390)

مفتی فرید صاحبؒ آف اکوڑہ خٹک لکھتے ہیں:

سوال: یا مصطفی مشکل کشا کہنا شرک ہے یا نہیں؟ بینوا و توجرو!

الجواب:

ایں الفاظ باعتقاد حاضر و ناظر عالم الغیب گفتن شرک جلی است و بطور عشق و محبت گفتن جائز است و پیغمبر ﷺ را مشکل کشا گفتن بایں معنی کہ از جانب خدا برائے حل مشکلات مقرر ست کذب و کفر است و بایں معنی کہ توسل و دعا او مشکلات حل مے شوند صدق و جائز است۔

(فتاوی فریدیہ، ج1، ص72)

فقیہ الہند مفتی محمود الحسن گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

یارسول اللہ اس عقیدے سے کہنا کہ ہر جگہ سے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اس آواز کو خود سنتے ہیں ناجائز ہے اور اس عقیدہ سے کہنا کہ ملائکہ آپ کو اس کی اطلاع کرتے ہیں درست ہے۔

(فتاوی محمودیہ، ج1، ص347)

اہل بدعت حضرات عوام کو مغالطہ دینے کیلئے علماء دیوبند کی وہ عبارات جو انہوں نے شوق محبت یا درود شریف کے ضمن میں پڑھیں جس میں یارسول اللہ کے الفاظ ہیں وہ پیش کرتے ہیں کہ دیکھو تم تو اسے شرک کہتے ہو مگر تمہارے یہ اکابر بھی یہ نعرہ لگاتے ہیں۔ حالانکہ ہم اوپر اس بات کی وضاحت کر چکے ہیں کہ ہمارے اور ہمارے اکابر کے نزدیک علی الاطلاق "یارسول اللہ" کہنا شرک نہیں بلکہ اگر اس نیت سے یہ نعرہ لگایا جائے کہ:

(۱) رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم عادۃً اس پکار کو سنتے ہیں

(۲) نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم عالم الغیب و حاضر و ناظر ہیں ہر وقت ہماری پکار کی ان کو خبر ہے

(۳) پکار سن کر ہمیں جواب دیتے ہیں اور مافوق الاسباب میں ہماری مشکل کشائی کیلئے بھی پہنچ جاتے ہیں

اس نظریہ سے کہنا بلاشبہ شرک ہے۔ اور ہمارے اکابر اس شرکیہ عقیدہ سے قطعاً بیزار ہیں۔ ہم ببانگ دہل چیلنج کرتے ہیں کہ اکابر دیوبند تو کیا چودہ سو سال میں کسی ایک صحابی، تابعی، محدث، فقیہ، مفسر، ولی کا کوئی قول مستند سند کے ساتھ پیش کر دو جس نے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اس نظریہ سے پکارا ہو۔ چنانچہ کلیات امدادیہ کی پہلی عبارت میں صاف تصریح ہے کہ: "آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی صورت مثالیہ کا تصور کرے اور درود شریف پڑھے" اگر حاجی صاحب نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو حاضر و ناظر سمجھتے یا غائبانہ ندا عادۃً سننے کا عقیدہ رکھتے تو مثالی صورت کے تصور کا کیوں کہتے۔ اور ساتھ ہی درود شریف کے ضمن میں اس کو پڑھنے کا کہا کیونکہ حدیث پاک میں ہے کہ اللہ کے مخصوص فرشتے زمین میں پھرتے رہتے ہیں جو میری امت کا صلوۃ و سلام مجھ تک پہنچاتے ہیں۔

ان للہ عزوجل ملائکۃ سیاحین فی الارض یبلغونی عن امتی السلام

(المعجم الکبیر، ج10، ص271، رقم الحدیث10529)

لہذا کوئی اگر اس ضمن میں الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ پڑھتا ہے کہ فرشتے آپ ﷺ تک اس کو پہنچا دیں گے تو ہمارے نزدیک یہ جائز ہے۔ہمارے بزرگوں نے روضہ رسول ﷺ کی زیارت کے وقت اس درود کو پڑھنے کی تلقین بھی کی ہے۔امام اہلسنت مولانا سرفراز خان صفدر صاحبؒ فرماتے ہیں:

''ہم اور ہمارے تمام اکابر الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ کو بطور درود شریف پڑھنے کے جواز کے قائل ہیں کیونکہ یہ بھی فی الجملہ اور مختصر طریقہ سے درود شریف کے الفاظ ہیں،ہاں البتہ حرف خطاب اور حرف یاسے حاضر وناظر مراد لینا کفر ہے چنانچہ مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے تصریح کی ہے کہ الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ پڑھا جاسکتا ہے مگر آپ کو حاضر وناظر نہ سمجھو ورنہ اسلام کیا کفر ہو گا''،اصل الفاظ یوں ہیں:

''اور الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ بہت مختصر ہے مگر رسول اللہ کو حاضر وناظر نہ سمجھنا چاہئے ورنہ اسلام کیا ہو گا کفر ہو گا بلکہ یوں سمجھئے کہ یہ پیغام فرشتے پہنچاتے ہیں''

بلفظہٖ(فیوض قاسمیہ،ص48)(درود شریف پڑھنے کا شرعی طریقہ،ص75،76)

اگر اب بھی کسی کی تسلی نہیں ہوئی تو ہم حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی ان اشعار کی وضاحت خود بریلوی اکابر میں سے مولانا عبدالسمیع رامپوری سے پیش کر دیتے ہیں یاد رہے کہ اس کتاب پر مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی کی تقریظ بھی ہے،مولانا لکھتے ہیں:

''اس کا اصل مطلب یہ ہے کہ میری جان حضرت پر قربان ہے مراد اس سے جملہ خبریہ ہے گو اس نے لفظ ندائیہ بولا ہے کیا ضرور کہ یوں کہو یہ شخص تو خدا کی طرح حاضر ناظر جان کر پکارتا ہے ہاں البتہ تم خود معنی شرک اور کفر کے لوگوں کے ذہن میں جماتے ہو۔''

(انوار ساطعہ،ص458)

''یارسول اللہ''اس کے معنی قاعدہ عربی سے یہ ہوئے کہ پکارتا ہوں رسول اللہ کو یعنی ان کو یاد کرتا ہوں ان کا نام لیتا ہوں۔

(انوار ساطعہ،ص460)

مولانا نے خود اکابر علماء دیوبند کے ان اشعار کا مطلب واضح کر دیا کہ وہ ہرگز ان اشعار کے پڑھتے وقت نبی ﷺ کو حاضر ناظر نہیں سمجھتے بلکہ ان کا مقصود محض خبر دینا ہے کہ فرشتے حضور ﷺ تک اس خواہش کو پہنچا دیں اور آگے

کی عبارت میں تو کمال کر دیا کہ یا رسول اللہ کا معنی حاضر ناظر مشکل کشا سمجھ کر نہیں بلکہ اس کے معنی تو صرف حضور ﷺ کو یاد کرنے کے ہیں۔ ☆

اس موقع پر اہل بدعت کا ایک شبہ یہ بھی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کا پاؤں سُن ہو گیا تھا تو ان کو کسی نے کہا کہ ایسے شخص کو یاد کیجئے جو آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہو تو اس نے پکارا یا محمد ﷺ اور ان کی تکلیف دور ہو گئی۔ (الادب المفرد) روایت کی سند سے قطع نظر بحث محض پکارنے میں نہیں بحث تو اس میں ہے کہ کسی کو اس نظریہ سے پکارا جائے کہ وہ عادۃً سنتی ہے اور اس کی مشکل کشائی اور حاجت روائی کرتی ہے جبکہ مذکورہ واقعہ میں جسمانی بیماری کا ایک نفسیاتی علاج بتایا گیا ہے کہ جب پیر سُن ہو گیا تو سب سے زیادہ محبوب شخصیت کو یاد کیجئے کیونکہ محبوب کے ذکر سے انسان کے دل میں حرارت اور نشاط کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے جس سے منجمد خون رواں ہو جاتا ہے اور رگوں میں دوڑنا شروع کر دیتا ہے اور یوں سُن والی کیفیت دور ہو جاتی ہے۔

بریلوی مفتی اعظم کا فتوی

آخری اتمام حجت کیلئے ہم یہاں اہل بدعت کے مفتی اعظم مفتی شاہ مسعود جو بریلوی مسعود ملت پروفیسر مسعود کے والد ہیں لکھتے ہیں:

”واضح ہو کہ یا رسول اللہ کہنا سونے اور نشست اور ہر کار وغیرہ کے وقت ممنوع ہے اور بنیت ِ حاضر و ناظر کہنا موجب شرک ہے۔

(فتاوی مسعودی، ص529، مطبوعہ سرہند پبلی کیشنز کراچی، طبع اول)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی حنفی رحمۃ اللہ علیہ کا فتوی اور سیفیوں کی بدترین تحریف کا انکشاف

قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

آنچہ جہال می گویند یا شیخ عبد القادر جیلانی شیاء للہ یا خواجہ شمس الدین پانی پتی شیاء للہ جائز نیست شرک و کفر است۔

(ارشاد الطالبین فارسی، ص29)

☆ اس جانب غور تو وہ کرے جن کو ماننا ہو۔ ورنہ تو اعلیٰ حضرت کے کتنے ہی فرامین ایسے ہیں جنہیں اہل بدعت مان لیں تو کافی جھگڑے ختم ہو جائیں۔ (مدیر)

یہ جو جاہل کہتے ہیں کہ یا شیخ عبد القادر جیلانی شیاء للہ یا یا خواجہ شمس الدین پانی پتی شیاء للہ (یا یارسول اللہ وغیرہ کلمات شرکیہ) جائز نہیں ہے بلکہ شرک و کفر ہے۔

ارشاد الطالبین کا یہ نسخہ حکیم عبد المجید احمد سیفی نے لاہور سے شائع کیا ہے۔ مگر موجودہ سیفیوں کی دیانت و امانت کا حال ملاحظہ ہو کہ سیفی استاذ العلماء پیر عابد حسین سیفی نے جب اس کا ترجمہ بمع فارسی متن شائع کیا جس پر کئی سیفی بزرگوں کی تقریظات ہیں ارشاد الطالبین کی اس عبارت سمیت پورے دو (۲) صفحات جس پر شرکیہ عقائد کا زبردست رد تھا غائب کر دیئے نہ اصل متن دیا نہ اس کا ترجمہ۔

شرم، شرم، شرم! کیا اسی دھوکا بازی، دجل و تلبیس، بددیانتی و تحریف کا نام تصوف ہے؟

خود بدلتے نہیں قرآن کو بدلتے ہیں
ہوئے کس درجہ فقیہانِ سیفیہ بے توفیق ☆

☆☆☆

☆ علامہ اقبالؒ کا مذکورہ شعر کچھ یوں ہے (بحوالہ کلیاتِ اقبال ص ۵۳۴)

خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں
ہوئے کس درجہ فقیہانِ حرم بے توفیق

مجی و مشفقی حضرت مولانا ساجد خان صاحب نقشبندی نے مصرع ثانی میں "حرم" کو "سیفیہ" سے بدل کر یقیناً مضمون سے مطابقت پیدا کرنی چاہی تھی لیکن اس ردوبدل میں مصرعِ مذکورہ بحر سے خارج ہو گیا ہے۔ اس طرح کی تبدیلیاں کرتے وقت یہ غلطی بہت عام ہے اور کثرت سے نظر سے گزرتی ہے، چنانچہ اس کا سدباب بھی اتنا ہی ضروری ہے۔ (مدیر)

ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت کا جائزہ

(قسط۔۲)

مولانا مفتی نجیب اللہ عمر حفظہ اللہ (کراچی، پاکستان)

(۹) لفظ بدلنے اور اضافے کی ایک اور مثال:

احمد رضا ایک سوال کے جواب میں کہتے ہیں:

”ہم نہ اسکی ذات سے بحث کر سکتے ہیں نہ اسکی کسی صفت سے حدیث میں ارشاد فرمایا: تفکرو فی اٰلاء اللہ ولا تفکرو فی ذات اللہ فتہلکو

ترجمہ احمد رضا: اللہ کی نعمتوں میں فکر کرو۔ اور اسکی ذات میں فکر نہ کرو کہ ہلاک ہو جاؤ گے۔“

{ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ دوم صفحہ ۱۶۳ نوری کتب خانہ لاہور}

اصل الفاظِ حدیث:

حالانکہ حدیث کے الفاظ ایسے نہیں جیسے احمد رضا نے نقل کئے ہیں بلکہ اصل الفاظ یوں ہیں:

”تفکروا فی خلق اللہ ولا تفکروا فی اللہ فتہلکوا“ (ابو الشیخ عن ابی ذرؓ)

{کنز العمال کتاب الاخلاص قسم الاقوال حدیث نمبر ۵۷۰۲ ج ۳ ص ۴۷ ادارۃ تالیفات الشرفیہ}

غلطیاں:

(۱) اس روایت میں احمد رضا نے لفظ ”خلق اللہ“ کو ”آلاء اللہ“ سے بدل دیا۔

(۲) اور لفظ ”فی اللہ“ کو ”فی ذات اللہ“ سے تبدیل کر دیا اور حدیث میں اپنی طرف سے لفظ زائد کرنے کے جرم کا ارتکاب کیا۔

(۳) اور اس جگہ احمد رضا نے حدیث کا جو ترجمہ کیا ہے وہ اس بات کی گواہی دے رہا ہے کہ یہ غلطی احمد رضا کی ہے اور انہی کے حافظے کا کمال ہے۔

(۱۰) حذف اور اضافہ کی عادت یہاں بھی پوری کر دی:

ایک جگہ احمد رضا خان لکھتے ہیں:

"غزوہ بدر شریف میں مسلمانوں نے کفار کی نعشیں جمع کر کے ایک کنویں میں پاٹ دیں۔ حضور ﷺ کی عادت کریمہ تھی جب کسی مقام کو فتح فرماتے تو وہاں تین دن قیام فرماتے تھے۔ یہاں سے تشریف لے جاتے وقت اس کنویں پر تشریف لے گئے جس میں کافروں کی لاشیں پڑی تھیں اور انھیں نام بنام آواز دے کر فرمایا: ہم نے تو پا لیا جو ہم سے ہمارے رب نے سچّا وعدہ (یعنی حضرت کا) فرمایا۔ کیوں تم نے بھی پایا جو سچا وعدہ (یعنی "نار" کا) تم سے تمہارے رب نے کیا تھا۔ امیر المؤمنین فاروق اعظمؓ نے عرض کی" یارسول اللہ اجساد الارواح فیھا "یا رسول اللہ کیا حضور بے جان جثوں سے کلام فرماتے ہیں۔ فرمایا: مَاۤ اَنْتُمْ باسمع منھم۔ تم کچھ ان سے زیادہ نہیں سنتے مگر انھیں طاقت نہیں کہ لوٹ کر جواب دیں تو کافر تک سنتے ہیں"

{ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ دوم صفحہ ۱۸۳ نوری کتب خانہ لاہور}

اصل الفاظِ حدیث اور اس میں نقل کی غلطیاں:

یہ روایت صحیح البخاری ۵۶۶ ج ۲ کتاب المغازی باب قتل ابی جہل میں ہے۔ لیکن احمد رضا نے حضرت عمرؓ کا قول صحیح نقل نہیں کیا حضرت عمرؓ کے قول کے الفاظ یہ ہیں۔

"یارسول اللہ ما تکلم من اجسادٍ لا ارواح لھا"

(۱) جبکہ احمد رضا نے "ما تکلم" کے جملہ کو اور "مِن" کو غائب کر دیا۔

(۲) اور دوسرے جملہ میں "لما اقول" کو حذف کر دیا۔

(۳) اور" مگر انھیں طاقت نہیں" سے" سنتے ہیں " تک کا جملہ حدیث کے ترجمہ میں بڑھا دیا۔

(۱۱) لفظ "بشئی" کو "الشَّیب" سے بدل دیا:

عرض: حضور ایک کتاب میں میں نے دیکھا کہ حضرت امام حسینؓ کی شہادت کے وقت ریش مبارک میں خضاب تھا۔۔۔

ارشاد: خضاب سیاہ یا اسکی مثل حرام ہے۔ صحیح مسلم شریف کی حدیث میں ہے " غیّروا ھٰذا الشیب ولا تقربوا السواد"

ترجمہ احمد رضا: اس سپیدی کو بدل دو اور سیاہ کے پاس نہ جاؤ۔

{ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ دوم صفحہ ۲۰۴ نوری کتب خانہ لاہور}

حدیث اصل الفاظ:

احمد رضا نے جن لفظوں کے ساتھ صحیح مسلم شریف سے حدیث نقل کی ہے ان الفاظ کی حدیث مسلم شریف میں بالکل موجود نہیں ہے۔

بلکہ اصل میں حدیث کے الفاظ یوں ہیں۔

"غیروا ھذا بشیءٍ واجتنبوا السواد"

ترجمہ: اس کو کسی چیز سے بدل دو اور سیاہی سے بچو۔

(صحیح مسلم ص۱۶۴ ج ۲ کتاب الزینۃ۔باب استحباب الخضاب الشیب بصفرۃ حدیث ۲۱۰۲ مکتبہ دار ابن حزم بیروت)

نقلِ حدیث میں غلطیوں کی نشاندہی:

(۱) اس حدیث میں احمد رضا خان نے "بشیءٍ" کو "الشیب" سے بدل دیا۔

(۲) اور "اجتنبوا" کو "ولاتقربوا" سے تبدیل کردیا۔

(۳) اور پھر اس حدیث کا ترجمہ بھی کیا ہے جس میں یہ بات واضح طور پر ثابت ہوتی ہے کہ یہ احمد رضا کے سوا کسی اور کی غلطی نہیں ہے۔

(۱۲) حدیث میں لفظ "کَانَ" کم کردیا:

مسجد کے آداب سے متعلق کہتے ہوئے لکھتے ہیں:

مسجد میں چھینک آئے تو کوشش کرو کہ آہستہ آواز نکلے اسی طرح کھانسی

"کان النبی ﷺ یکرہ العطسۃ الشدیدۃ فی المسجد"

ترجمہ احمد رضا: نبی ﷺ مسجد میں زور سے چھینک کو ناپسند فرماتے۔

{ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ دوم صفحہ ۲۱۸ نوری کتب خانہ لاہور}

حدیث کے اصل الفاظ:

جبکہ اس حدیث کے الفاظ یوں ہیں:

"کان النبی ﷺ کان یکرہ العطسۃ الشدیدۃ فی المسجد"

{شعب الایمان للبیھقی ،فصل فی خفض الصوت بالعطاس حدیث نمبر۵۳۰۶ ص۳۲ ج ۷ دار الکتب العلمیۃ بیروت}

نقل حدیث کی غلطی:

اس حدیث میں احمد رضا خان نے دوسری دفعہ کے لفظ"کَانَ"کو اڑا دیا۔ جو اصل حدیث میں موجود تھا۔

(۱۳) تبدیلی اور حذف کرنا ایک اور غلطی:

چھینک اچھی چیز ہے۔اسے بد شگون جاننا مشرکین ہند کا ناپاک عقیدہ ہے۔

حدیث میں تو یہ ارشاد فرمایا:

"العطسۃ عند الحدیث شاھد عدل"

ترجمہ احمد رضا: بات کے وقت چھینک عادل گواہ ہے۔

یعنی جو کچھ بیان کیا جاتا ہو۔جس کا صدق و کذب معلوم نہیں اور اس وقت کسی کو چھینک آئے تو وہ اس بات کے صدق پر دلیل ہے۔

{ملفوظات اعلٰی حضرت حصہ دوم صفحہ۲۱۹نوری کتب خانہ لاہور}

حدیث کے اصل الفاظ:

حالانکہ حدیث کے جو الفاظ احمد رضا نے نقل کئے ہیں وہ مکمل اسطرح ہیں۔

"عن قتادۃ قال قال عمر بن الخطاب :لعطسۃ واحدۃ عند حدیث أحبّ الیّ من شاھد عدل"(الحکیم)

{کنز العمال کتاب الصحبۃ العطاس والتشمیت،قسم الاقوال ۱۹ ج ۹ ص ۲۵۷۷۰ دار الکتب العلمیہ بیروت}

نقلِ حدیث میں غلطیاں:

(۱) اس حدیث میں احمد رضا نے " لعطسۃ"کو " العطسۃ "سے

(۲) اور" عند حدیث"کو "عند الحدیث"سے بدل کر

(۳) لفظ "واحدۃ" اور

(۴) "احب الیّ من" کو حدیث میں سے اڑا دیا۔

(۵) اور احمد رضا کی اس غلطی کی نشاندہی اسکا ترجمہ کر رہا ہے۔ جس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ یہ کاتب یا ناشر کی غلطی نہیں بلکہ احمد رضا کی ہے۔

(۱۴) الفاظ حدیث پورے نقل نہیں کیئے:

خود حضور اقدس ﷺ نے ایک دنبہ کی ذبح میں فرمایا:

"بسم اللہ اللہ اکبر اللّٰھُمَّ عن محمدٍ واھل بیتہ"

دوسرے کی ذبح میں فرمایا:

"بسم اللہ اللہ اکبر اللّٰھُمَّ عمن لَمْ یضح من اُمَّتی"

ترجمہ احمد رضا: یہ اس کی طرف سے جس نے میری امت میں قربانی نہیں کی۔

{ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ دوم صفحہ ۲۲۰ نوری کتب خانہ لاہور}

دوسری حدیث کے اصل الفاظ:

اس عبارت میں احمد رضا خان نے جو دوسری حدیث نقل کی ہے اس کے الفاظ پورے نقل نہیں کیئے۔ اور پوری حدیث یوں ہے:

"بسم اللہ اللہ اکبر اللّٰھُمَّ ھذا عنّی وعمن لَمْ یضح من اُمَّتی"

{ابوداؤد ص ۴۰ جلد دوم حدیث ۲۸۱۰ کتاب الضحایا، باب فی الشاۃ یضحّی بھا عن جماعۃ مکتبہ رحمانیہ لاہور}

نقلِ حدیث میں غلطیاں:

(۱) اس حدیث میں احمد رضا نے لفظ "ھذا عنی" اپنی پرانی عادت کی بنیاد پر بالکل ہی حدیث میں سے غائب کر دیا۔

(۲) اور ترجمہ بھی اپنے نقل کردہ الفاظ کا کیا ہے۔ جو اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ یہ کاتب کی غلطی نہیں ہے۔

(جاری ہے ...)

بریلوی عقیدہ ”مختارِ کل“

✍ شمشیرِ دیوبند

بریلوی دعوے :

مولوی احمد رضا خان لکھتے ہیں:

”حضور ﷺ ہر قسم کی حاجت روائی فرما سکتے ہیں دنیا و آخرت کی سب مرادیں حضور ﷺ کے اختیار میں ہیں۔“

(برکات الامداد ص۸)

ایک جگہ لکھتے ہیں؛

”احکام شریعت حضور سید عالم ﷺ کے سپرد ہیں۔جو بات چاہیں نا جائز فرما دیں۔جس چیز یا جس شخص کو جس حکم سے چاہیں مستثنٰی فرما دیں“

(الامن والعلی ص ۱۳۱)

ایک جگہ لکھتے ہیں:

”رسول کے حکم دینے سے کام فرض ہو جاتا ہے اگرچہ فی نفسہ خدا کا فرض نہ تھا ایک مباح و جائز امر تھا“

(الامن والعلی ص ۱۳۰)

مولوی امجد علی لکھتے ہیں؛

”حضور اقدس اللہ عزوجل کے نائب ہیں تمام جہان حضور کے تحت تصرف کر دیا گیا ہے جو چاہیں کریں جو چاہیں دیں جس سے جو چاہیں واپس لیں۔ تمام جہان میں ان کے حکم کا پھیرنے والا کوئی نہیں۔ تمام زمین انکی ملک ہے تمام جنت انکی جاگیر ہے ملکوت السمٰوت و الارض حضور کے زیر فرمان جنت و نار کی کنجیاں دست اقدس میں دے دی گئیں۔ رزق و خیر اور ہر قسم کی عطائیں

حضور ہی کے دربار سے تقسیم ہوتی ہیں۔احکام تشریعہ حضور کے قبضہ میں کر دیئے گئے کہ جس پر جو چاہیں حرام فرما دیں اور جس کے لئے جو چاہیں حلال کر دیں اور جو فرض چاہیں معاف فرما دیں"

(بہار شریعت)

مولوی احمد رضا صاحب لکھتے ہیں:

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب

یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

(حدائق بخشش حصہ اول ص ۲)

ایک جگہ لکھتے ہیں:

احد سے احمد اور احمد سے تجھ کو

کن اور سب کن مکن حاصل ہے یا غوث

(حدائق بخشش حصہ ۲ ص ۹)

یہ تو حضرت جیلانیؒ کے اختیار بھی احمد رضا نے واضح کر دیئے۔

مفتی احمد یار نعیمی کہتے ہیں:

"حضور ﷺ کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ جس کے لئے چاہیں اس کی زندگی ہی میں توبہ کا دروازہ بند کر دیں کہ وہ توبہ کرے اور قبول نہ ہو اور جس کے لئے چاہیں بعد موت بھی توبہ کا دروازہ کھول دیں اور اس کو زندہ فرما کر مسلمان کر دیں۔"

(سلطنت مصطفی ص۴۷)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

"اس طرح اپنے مقبول انسانوں کے سپرد بھی عالم کا انتظام کیا اور ان کو اختیارات خصوصی عطا فرمائے"

(جاء الحق ص ۲۰۵)

ایک اور صاحب لکھتے ہیں:

”رسول اللہ کو پوری خدائی طاقت دی گئی ہے۔ جب ہی تو خد کی طرح مختار کل ہیں اور نائب کل“

(شرح استمداد ص ۶)

مفتی احمد یار لکھتے ہیں:

”خدا جس کو پکڑے چھڑائے محمد، محمد جس کو پکڑے نہیں چھوٹ سکتا“

(رسائل نعیمیہ ص ۱۶۴)

آپ حضرات نے رضا خانیوں کے دعوے تو پڑھ لئے اب اس کے خلاف دعوے بھی دیکھیں۔
مفتی احمد یار نعیمی لکھتے ہیں :

”کلی اختیارات اور مکمل علم غیب پر خدائی دارومدار ہے“

(مواعظ نعیمیہ ص ۲۷۳)

لیجئے یہ مفتی صاحب کا فتوی سب مولویوں پر لگ گیا جن کے دعوے آپ پڑھ چکے ہیں۔اور سب لوگ مختار کل کا عقیدہ رکھ کے مشرک ہوئے۔ع

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

خواجہ غلام فرید صاحب جن کو بریلوی اپنا اکابر تسلیم کرتے ہیں ان سے کسی نے بارش کی دعا کے لئے عرض کیا تو فرمایا

”میں تو بہت چاہتا ہوں لیکن سب چیز خدا کے اختیار میں ہے“

(مقابیس المجالس ۸۰۸)

اسی طرح پیر مہر علی صاحب فرماتے ہیں؛

”نہ حصولِ خیر کسی کے ہاتھ میں ہے اور نہ دفعِ ضرر کسی کے اختیار میں جو کچھ بھی ہے خداوند تعالی کے ہاتھ میں“

(مہر منیر)

مفتی اقتدار نعیمی لکھتے ہیں:

''تقدیر مبرم انبیاء کی دعا خصوصیہ سے بھی نہیں ٹلتی''

(تفسیر نعیمی جلد ۱۶ص۲۷۳)

مولوی عبد المالک لکھتے ہیں:

''اے محمد یہ ضروری نہیں کہ جس کو تم دوست رکھو وہ ہدایت پر آجائے بلکہ یہ امر خدا کے اختیار میں ہے جسکو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے''

(شرح کبیر ص ۱۰۳)

مولوی ابو الحسنات قادری لکھتے ہیں:

''آدم علیہ السلام نے فرمایا حکم الٰہی کے خلاف نہ ہو گا۔مجھے ترمیم کا کوئی اختیار نہیں۔''

(اوراق غم ص۷)

پیر نصیر الدین نصیر صاحب گولڑوی لکھتے ہیں:

''اللہ کا غیر دینے پر قادر ہے نہ روکنے پر دفع ضرر پر قادر ہے نہ تحصیل نفع پر۔کیوں کہ وہ خود اپنی جانوں کے لئے کسی نفع اور نقصان کے مالک نہیں۔''

(اعانت و استعانت کی شرعی حیثیت ص۹۴)

مولانا کرم الدین دبیر صاحب جن کو بریلوی اپنا اکابر مانتے ہیں وہ لکھتے ہیں:

''یہ مسلم امر ہے کہ موت و حیات خدا کے اختیار میں ہے کسی انسان کو اس کا اختیار نہیں دیا گیا۔ لیکن یہ شیعہ کا اعتقاد ہے کہ آئمہ اہلبیت کو موت و حیات پر کلی اختیار تھا''

(آفتاب ہدایت۱۶۹)

تو آپ نے دیکھا کہ بریلوی حضرات لوگوں کو شیعہ بنانے پر تلے ہیں۔

شیخ جیلانیؒ شیعہ کے فرقہ مفوضہ کا عقیدہ یوں لکھا ہے کہ جو مفوضہ ہیں وہ کہتے ہیں کہ اللہ نے تدبیر خلق کا مسئلہ آئمہ کے سپرد کر دیا ہے (غنیہ الطالبین جلد ۱ ص۱۸۲ قدیم)

مولوی محمد صادق نقشبندی لکھتے ہیں:

"سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ حضور حضرت رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے اور انکی آنکھوں میں آنسو تھے اور یہ کہتے تھے کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ نے اپنے چچا کو باہر پھینکا اور چچا کے بیٹے کو اندر بلایا تو آپ نے فرمایا چچا میں مامور ہوں مجھے اس امر کا اختیار نہیں۔"

(تاریخ مدینہ ص۱۱۴)

احمد رضا کے ابا لکھتے ہیں:

"آپ نے چاہا کہ ابو طالب کی بخشش کے واسطے دعا کریں حکم آیا پیغمبر اور مسلمانوں کو لائق نہیں کہ مشرکوں کے لئے اگرچہ وہ ان کے رشتے دار ہوں دعا کریں استغفار کریں۔اے عزیز وہ حاکم ہے محکوم نہیں، غالب ہے مغلوب نہیں۔مالک ہے تابعدار نہیں۔اگر تیری دعا قبول نہ فرماوے۔ تجھے ناخوشی اور غصے یا شکایت اور شکوے کی مجال کب ہے۔جب خاصوں کے ساتھ یہ معاملہ ہے کہ جب چاہتے ہیں عطا کرتے ہیں جب چاہتے ہیں منع فرما دیتے ہیں تو تو کس شمار میں ہے کہ اپنی بات کا اصرار کرتا ہے۔"

(الکلام الاضح ص۳۰۸)

مفتی احمد یار لکھتے ہیں :

"آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں پہاڑ کو سونا بنانے یا خلق اشیاء پر قدرت نہیں رکھتا"

(مواعظ نعیمیہ حصہ ۲)

مفتی مظہر اللہ لکھتے ہیں :

"تم کو عذاب الٰہی سے ڈرایا جاتا ہے تو ڈھیٹ بن کر اس عذاب کی جلدی کرتے ہو وہ عذاب میرے اختیار میں نہیں وہ اللہ کے اختیار میں ہے"

(تفسیر مظہر القرآن جلد ۱ ص۳۸۵)

علامہ غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں:

"مجھے اس عذاب کے نازل کرنے یا اس کو مقدم اور مؤخر کرنے پر قدرت نہیں ہے اور اگر بالفرض یہ معاملہ میرے اختیار میں ہوتا وہ میں تمہارے مطالبہ عذاب کو لا چکا ہوتا"

(تبیان القرآن ص ۴۹۵ جلد ۳)

آپ نے دیکھ لیا یہ بریلوی حضرات نبی ﷺ کو تمام اختیار کا مالک نہیں مان رہے ۔

علامہ سعیدی لکھتے ہیں:

"دوسری قسم وہ ہے جو نبی کا فعل نہ ہو۔لیکن اس کا کسی وجہ سے نبی سے تعلق ہو۔حضور ﷺ پر کلام الٰہی کا نزول یا پتھر کا حضرت موسی علیہ السلام کے کپڑے لے بھاگنا یہ معجزے ہیں۔لیکن ان کے اظہار میں حضور ﷺ یا حضرت موسی علیہ السلام کے اختیار کا کوئی دخل نہ تھا"

(مقالات سعیدی)

احمد رضا صاحب لکھتے ہیں:

"اور اگر تم انکی ہدایت کی حرص کروتو بے شک اللہ ہدایت نہیں دیتا جسے گمراہ کرے"

(کنزالایمان النحل، نمبر ۳۷)

ایک جگہ یوں لکھا:

"بے شک یہ نہیں کہ تم جسے اپنی طرف سے چاہو ہدایت کر دو۔ہاں اللہ ہدایت فرماتا ہے"

(کنزالایمان القصص، نمبر ۵۶)

جس ترجمہ پر ناز تھا اسی نے مسلک کی نیا ڈبو دی۔

بریلوی مفتی فیض احمد اویسی لکھتے ہیں:

"آپ کی لاعلمی اور عدم اختیار ثابت کرنا جاہلوں یا نبوت کے گستاخوں کا کام ہے۔"

(لا علمی میں علم ص ۱۵)

لیجیے ان منکروں پہ گستاخ رسول کا فتوی لگ گیا۔اور جو تمام اختیار مانتے ہیں ان پر مشرک اور شیعہ ہونے کے فتوے ہیں۔

مفتی امین صاحب فیصل آبادی لکھتے ہیں:

"اللہ کے پیارے حبیب ﷺ کی ذات ستودہ صفات میں عیب تلاش کرنا ہو گا کہ نبی کو فلاں چیز کا علم نہیں فلاں چیز کا اختیار نہیں"

(دو جہاں کی نعمتیں ص۳۹)

ان کے مطابق جو یہ کہے کہ نبی ﷺ کو فلاں چیز کا اختیار نہیں وہ نبی کو عیب لگاتا ہے اور نبی کو عیب لگانا کفر ہے۔تو ان کے فتوے سے وہ سب کافر ہوئے جن کے حوالے پیش ہوئے۔

آپ نے دیکھا کہ یہ بدعتی عقیدے جیسے مسئلہ پر متفق نہیں۔کوئی ایران کی تو کوئی توران کی بات کرتا ہے۔

عقیدہ مختار کل پر عقلی دلائل:

۱:اگر نبی ﷺ مختار کل ہیں تو اپنے چچا کو باوجود خواہش کے ہدایت کیوں نہ دے سکے۔

۲:توبہ کا دروازہ کھولنا آپ ﷺ کے ہاتھ میں ہے تو کیا آپ نے کیا ابو طالب پر توبہ کا دروازہ بند کیا ہوا تھا جو وہ اسلام نہ لا سکے؟

۳:کیا نبی ﷺ کو تبلیغ رسالت چھوڑنے کا اختیار تھا؟

۴:کیا مختار کل کسی کے آگے جواب دہ ہوتا ہے؟

۵: اگر آپ ﷺ مختار کل ہیں تو مشرکوں کے لئے دعائے بخشش کیوں نہ کر سکے؟

۶:اگر نبی مختار کل تھے تو نبی ﷺ عذاب نازل کیوں نہ کر سکے؟ جب کہ

مفتی مظہر اللہ شاہ لکھتے ہیں :

"تم کو عذاب الٰہی سے ڈرایا جاتا ہے تو ڈھیٹ بن کر اس عذاب کی جلدی کرتے ہو وہ عذاب میرے اختیار میں نہیں وہ اللہ کے اختیار میں ہے"

(تفسیر مظہر القرآن جلد ۱ ص۳۸۵)

اگر مختار کل تھے تو عذاب نازل کرنے کا اختیار نہ ہونے کا کیا مطلب؟؟

۷:مختار کل کو بھی کیا مدد اور نصرت کی ضرورت ہوتی ہے؟

۸:کیا حضور ﷺ کو حلال و حرام کرنے کا پورا اختیار حاصل تھا؟؟اگر آپ کہیں ہاں علامہ عینیؒ صاف فرماتے ہیں

انالتحلیل و تحریم من عند اللہ لا مدخل لبشرٍ فیہ

کہ تحلیل و تحریم میں کسی بشر کو دخل نہیں۔

(عمدۃ القاری جلد ۱۲ ص ۲۴۵)

اب یا تو علامہ عینی کافر ہیں یا آپ سچے ہیں۔

☆☆☆

شعر و ادب

اِنَّ مِنَ الشِّعرِ حِکمَۃً

بلا شبہ کتنی ہی شاعری حکمت و دانائی سے لبریز ہوتی ہے۔(صحیح بخاری، جلد سوم: حدیث نمبر ۱۰۹۸)

نعت پاک

✍ احمد علی حفظہ اللہ (اسلام آباد، پاکستان)

دیکھوں میں جب بھی خواب میں روضہ رسول کا
لکھتا ہوں اک نیا میں قصیدہ رسول کا

دل چاہتا ہے میرا اجازت اگر ملے
محشر میں بھی سناؤں ترانہ رسول کا

عاصی ہوں میں بجا مرے اعمال ہیچ ہیں
ہے آسرا فقط مرا کلمہ رسول کا

حجاج آ رہے ہیں تو عشاق جا رہے
چلتا ہے سال بھر ہی سفینہ رسول کا

ہجرت مرے حبیب کی ، یثرب ترا نصیب
یثرب سے بن گیا تو مدینہ رسول کا

آقائے دو جہاں کی علیؔ شان ہی الگ
ہر ذرہ کائنات کا صدقہ رسول کا

غزل

✍ ریحان کوثر حفظہ اللہ (کامٹی، الہند)

دیکھ کر رہ گیا کنارا بھی
میں نے ہر چند اسے پکارا بھی

ایک تتلی سے ڈر گئی بستی
ہے اِسی میں تو گھر ہمارا بھی

چار کاندھوں پہ چار دن کا ہے
زندگی کا کھرا نظارا بھی

تم نے چھو کر لہو نہیں دیکھا
یہ تو میرا بھی ہے تمھارا بھی

دھڑکنوں سے جو بات کرتا تھا
آج ہم نے اسے پکارا بھی

ہو گیا ہے دراز تم سے مگر
اس میں شامل ہے قد تمھارا بھی

آج تم سے ملا نہیں کوثرؔ
خیر، آ جائے گا دوبارا☆ بھی

☆ قافیوں میں الف بطور حرفِ روی کے ساتھ "ہ" روی کو بھی قافیہ بنایا جاتا ہے۔ مثلاً کنارا، پکارا کے ساتھ "دوبارہ"۔ یہ بہت عام ہے اور بلاشبہ جائز بھی۔ لیکن دیکھا گیا ہے کہ شعراء کرام حتیٰ کے اساتذہ (مثلاً اقبالؔ) کے یہاں بھی اس اختلافِ روی کو چھپانے کے لیے لفظ کا املا بدل دیا جاتا ہے تا کہ عیب نظر نہ آئے۔ مثلاً "دوبارہ" کو "دوبارا"۔ فقیر کے نزدیک یہ بالکل بھی درست نہیں ہے، کہ اس سے روی کا اختلاف تو نظر نہیں آتا لیکن املا غلط ہو جاتا ہے اور مبتدی کے لیے سخت نقصاندہ ہے۔ اور ویسے بھی یہ حقیقتاً چونکہ عیب نہیں ہے، اس لیے ان قوافی کو اصل تلفظ کے ساتھ ہی لکھنا چاہیے۔ (مدیر)

ہم سر بکف اٹھے ہیں کہ حق فتح یاب ہو

✍ساحر لدھیانوی

ہم امن چاہتے ہیں مگر ظلم کے خلاف
گر جنگ لازمی ہے تو پھر جنگ ہی سہی

ظالم کو جو نہ روکے وہ شامل ہے ظلم میں
قاتل کو جو نہ ٹوکے، وہ قاتل کے ساتھ ہے
ہم سر بکف اٹھے ہیں کہ حق فتح یاب ہو
کہہ دو اسے جو لشکرِ باطل کے ساتھ ہے

اس ڈھنگ پر ہے زور تو یہ ڈھنگ ہی سہی

ظالم کی کوئی ذات، نہ مذہب نہ کوئی قوم
ظالم کے لب پہ ذکر بھی ان کا گناہ ہے
پھیلتی نہیں ہے شاخِ تبسم اس زمیں پر
تاریخ جانتی ہے زمانہ گواہ ہے

کچھ کور باطنوں کی نظر تنگ ہی سہی

یہ زر کی جنگ ہے نہ زمینوں کی جنگ ہے
یہ جنگ ہے بقا کے اصولوں کے واسطے
جو خون ہم نے نذر دیا ہے زمین کو
وہ خون ہے گلاب کے پھولوں کے واسطے

پھوٹے گی صبحِ امن، لہو رنگ ہی سہی

(انشا اللہ)

تصوف وسلوک

قَالَ فَأَخْبِرْنِي عَنْ الْإِحْسَانِ قَالَ أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ

جبریلؑ نے پوچھا احسان کی حقیقت بتائیے؟ رسول ﷺ نے فرمایا: احسان کی حقیقت یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو کہ گویا تم اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو اگر یہ مرتبہ حاصل نہ ہو تو (تو کم از کم) اتنا یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ تم کو دیکھ رہا ہے۔ (صحیح مسلم، جلد اول: حدیث نمبر ۹۶)

سب سے عظیم نیکی .... تقویٰ اور اسکے انعامات

✍ عبد الرحمٰن صدیقی حفظہ اللہ (فیض آباد، یوپی، الہند)

اللہ پاک نے قرآن مجید میں بار بار تقویٰ اختیار کرنے کا حکم فرمایا ہے کہ تقویٰ اختیار کرو اور گناہ کو چھوڑ دو اور آجکل کی حکومتیں بھی کہتی ہیں کہ "کچھ دو اور کچھ لو "کی بنیاد پر کام چلاؤ.... اللہ پاک نے ہم سے گناہ چھڑوا کر کیا دیا.... لہٰذا تقویٰ پر اللہ کے دینی و اخروی انعامات دیکھئے....

پہلا انعام : ہر کام میں آسانی

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر تم تقویٰ سے رہو گے تو ہم تمہارے سب کام آسان کر دیں گے...

وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مِنْ أَمْرِهِ يُسْرًا (سورہ ۶۵، الطلاق:۴)

ہم اپنے حکم سے اس کے سب کام آسان کر دیں گے... کیوں صاحب! یہ نعمت نہیں ہے کہ انسان کے سب کام آسان ہو جائیں؟

دوسرا انعام : مصائب سے چھٹکارا

وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا (سورہ ۶۵، الطلاق:۲)

اس کو اللہ تعالیٰ مصیبت سے جلد نکال دیں گے۔ اس کو مصائب سے خروج اور ایگزٹ (Exit) جلد ملے گا۔

تیسرا انعام : بے حساب رزق

وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (سورہ ۶۵، الطلاق:۳)

اللہ ایسے راستے سے اسکو روزی دے گا جہاں سے اس کو گمان بھی نہیں ہو گا۔ تقویٰ بے خسارہ کی تجارت ہے، یہ اللہ پاک سے تجارت ہے، بے خسارہ کی ہے اور سود بھی نہیں۔ تقویٰ میں نفع ہی نفع ہے اس میں کبھی خسارہ نہیں ہے، تمہارے رب کی طرف سے کبھی وعدہ خلافی نہیں ہوتی۔ اگر وعدہ پورا ہونے میں کبھی تاخیر نظر آئے تو سمجھ لو کہ تم نے کہیں نالائقی کی ہے، تمہارے تقویٰ میں کمی آ گئی ہے۔ نگاہ چشمی کی حفاظت بھی فرض ہے اور نگاہ قلبی کی حفاظت بھی فرض ہے یعنی دل کی نگاہ کو بھی بچاؤ، گندے اور شہوانی خیالات بھی دل میں مت لاؤ۔

چوتھا انعام : نورِ فارق

اللہ تعالیٰ ایک نورِ فارق بھی عطا کرتے ہیں، جس میں بُرائی بھلائی کی تمیز رہتی ہے۔

یَا أَیُّہَا الَّذِینَ آمَنُوا إِنْ تَتَّقُوا اللَّہَ یَجْعَلْ لَکُمْ فُرْقَانًا (پ۹، سورہ۸، الانفال:۲۹)

پانچواں انعام : نورِ سکینہ

جو شخص تقویٰ میں رہتا ہے اللہ تعالیٰ اسکو نورِ سکینہ عطا کرتے ہیں۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں کہ اگر وہ اللہ کا ولی ہے تو اللہ تعالیٰ اسکی حفاظت فرمائیں گے اور گناہ سے بچا لیں گے۔ اس کے دل میں ایسی بے چینی آئے گی اور گناہ میں اس کو ایسی موت نظر آئے گی کہ وہ گناہ اور تقویٰ دونوں کا توازن بنا لے گا اور کہے گا کہ نہیں بھائی تقویٰ ہی میں فائدہ ہے اور گناہ میں تو بہت مصیبت نظر آ رہی ہے۔

چھٹا انعام : پُر لطف زندگی

فَلَنُحْیِیَنَّہُ حَیَاۃً طَیِّبَۃً (سورہ۱۶، النحل:۹۷)

اگر تم اعمال صالحہ کرو گے تو ہم تم کو ضرور با لطف زندگی عطا کریں گے۔ اللہ کی فرمانبرداری پر اللہ کا وعدہ ہے کہ ہم تم کو با لطف زندگی دیں گے۔ ہماری نالائقی کی وجہ سے اللہ نے یہ اہتمام فرمایا کہ ظالمو تم نفس کی بدمعاشیوں کے چکر میں ہو لہٰذا ہم یہ آیت لام تاکید بانون ثقیلہ نازل کر رہے ہیں تاکہ تمہیں

اطمینان ہو جاوے کہ واقعی اللہ پُر لطف اور مزے دار زندگی دے گا ورنہ بغیر کسی اضافی تاکید کے بھی اللہ تعالیٰ کا کلام انتہائی موکد ہے۔ آہ یہ ہماری نالائقی، کہ جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اتنا اہتمام فرمایا۔ ☆

ساتواں انعام : عزت و اکرام

إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ (سورہ۴۹، الحجرات:۱۳)

معزز وہی لوگ ہیں جو تقویٰ سے رہتے ہیں۔ ایک اعلیٰ خاندان والا اگر خدانخواستہ بدمعاش ہے، شرابی ہے، زنا کرتا ہے اور ایک جولاہا تقویٰ سے رہتا ہے بتاؤ کون افضل ہے؟ ایک کالے رنگ والا ہے لیکن اللہ کا ولی ہے اور ایک سفید گوری چمڑی والا انگریز ہے، چاہے مسلمان بھی ہو لیکن شراب اور زنا نہیں چھوڑتا تو وہ کالا حبشی اللہ کا ولی ہے... اس کے پیر دھو کر پی لے.. چمڑی سے کچھ نہیں ہوتا...

آٹھواں انعام : اللہ کی ولایت کا تاج

یہ سب سے بڑا انعام ہے.. اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اگر تم تقویٰ اختیار کروگے تو ہم تمہاری غلامی کے سر پر اپنی دوستی کا تاج رکھ دیں گے یعنی تم کو ولی بنا لیں گے... .

إِنْ أَوْلِيَاؤُهُ إِلاَّ الْمُتَّقُونَ (سورہ۸، الانفال:۳۴)

اللہ کا ولی بن کر مرنا فائدہ مند ہے یا گنہگار اور فاسق ہو کر مرنا؟ اور متقی ہو کر پھر کچھ دن جیو بھی تاکہ اللہ کی ولایت اور دوستی کا صحیح مزہ دنیا سے لے کر جاؤ...

نواں انعام : گناہوں کا کفّارہ

تقویٰ کا ایک انعام سیئات اور بُرے اعمال کا کفارہ ہے...

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تَتَّقُوا اللَّهَ يَجْعَلْ لَكُمْ فُرْقَانًا وَيُكَفِّرْ عَنكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ (سورہ۸، الانفال:۲۹)

یعنی جو خطائیں اور لغزشیں اس سے سرزد ہوتی ہیں دنیا میں اُنکا کفارہ اور بدل کر دیا جاتا ہے یعنی اس کو ایسے اعمال صالحہ کی توفیق ہو جاتی ہے جو اُس کی سب لغزشوں پر غالب آ جاتے ہیں...

☆ آیتِ مذکورہ میں تقویٰ کا بیان نہیں ہے۔ اگرچہ اعمالِ صالحہ کی نسبت سے اسے لایا جا سکتا ہے، لیکن چونکہ مضمون خالصتاً تقویٰ کے عنوان پر ہے اس لیے یہ اعمال صالحہ کے انعام کے ذیل میں آئے گا۔ ظاہر ہے کہ عملِ صالح کا کرنا آسان ہے لیکن تقویٰ (اللہ کے ڈر کی وجہ سے گناہوں سے بچنا) مشکل۔ واضح رہے کہ اس مضمون میں مضمون نگار نے تقویٰ کے تمام انعامات کا احاطہ کرنے کا کوئی دعویٰ نہیں کیا ہے، یعنی ان ذکر کردہ انعامات کے علاوہ بھی تقویٰ کے کئی فوائد و برکات ہیں۔ (مدیر)

دسواں انعام : آخرت میں مغفرت

وَيَغْفِرْ لَكُمْ (حوالہ سابق)

تقویٰ کے انعامات میں سے ایک انعام آخرت میں مغفرت اور سب گناہوں، خطاؤں کی معافی ہے...

☆☆☆

اماں جی

✍ملک خداداد خان

انتخاب: جاوید خان صافی حفظہ اللہ (پشاور، پاکستان)

ریٹائرڈ ایئر وائس مارشل ملک خداداد خان صاحب کی ایک نہایت ہی عمدہ اور دل کو چھُو لینے والی تحریر۔

ہمیں اماں جی اس وقت زہر لگتیں جب وہ سردیوں میں زبردستی ہمارا سر دھوتیں۔
لکس ، کیپری ، ریکسونا کس نے دیکھے تھے ..... کھجور مارکہ صابن سے کپڑے بھی دھلتے تھے اور سر بھی۔آنکھوں میں صابن کانٹے کی طرح چبھتا ... اور کان اماں کی ڈانٹ سے لال ہو جاتے !!!
ہماری ذرا سی شرارت پر اماں آگ بگولہ ہو جاتیں... اور کپڑے دھونے والا ڈنڈا اٹھا لیتیں جسے ہم "ڈمنی" کہتے تھے ... لیکن مارا کبھی نہیں- کبھی عین وقت پر دادی جان نے بچا لیا ... کبھی بابا نے اور کبھی ہم ہی بھاگ لئے ...
گاؤں کی رونقوں سے دور عین فصلوں کے بیچ ہمارا ڈیرہ تھا - ڈیرے سے پگڈنڈی پکڑ کر گاؤں جانا اماں کا سب سے بڑا شاپنگ ٹور ہوا کرتا تھا ... اور اس ٹور سے محروم رہ جانا ہماری سب سے بڑی بدنصیبی !!
اگر کبھی اماں اکیلے گاؤں چلی جاتیں تو واپسی پر ہمیں مرنڈے سے بہلانے کی کوشش کرتیں .... ہم پہلے تو ننھے ہاتھوں سے اماں جی کو مارتے .... ان کا دوپٹا کھینچتے ... پھر ان کی گود میں سر رکھ کر منہ پھاڑ پھاڑ کر روتے۔
کبھی اماں گاؤں ساتھ لے جاتیں تو ہم اچھلتے کودتے خوشی خوشی ان کے پیچھے پیچھے بھاگتے ..... شام گئے جب گاؤں سے واپسی ہوتی تو ہم بہت روتے.....ہمیں گاؤں اچھا لگتا تھا " ماں ہم گاؤں میں کب رہیں گے " میرے سوال پر اماں وہی گھسا پٹا جواب دیتیں ...." جب تو بڑا ہو گا ... نوکری کرے گا ... بہت سے پیسے آئیں گے ... تیری شادی ہو گی ..." وغیرہ وغیرہ ... یوں ہم ماں بیٹا باتیں کرتے کرتے تاریک ڈیرے پر آن پہنچتے ...

مجھے یاد ہے گاؤں میں بابا مظفر کے ہاں شادی کا جشن تھا۔ وہاں جلنے بجھنے والی بتیاں بھی لگی تھیں اور پٹاخے بھی پھوٹ رہے تھے۔ میں نے ماں کی بہت منّت کی کہ رات ادھر ہی ٹھہر جائیں لیکن وہ نہیں مانی۔ جب میں ماں جی کے پیچھے روتا روتا گاؤں سے واپس آرہا تھا تو نیت میں فتور آگیا اور چپکے سے واپس گاؤں لوٹ گیا.....

شام کا وقت تھا ....

ماں کو بہت دیر بعد میری گمشدگی کا اندازہ ہوا۔ وہ پاگلوں کی طرح رات کے اندھیرے میں کھیتوں کھلیانوں میں آوازیں لگاتی پھری ۔ اور ڈیرے سے لیکر گاؤں تک ہر کنویں میں لالٹین لٹکا کر جھانکتی رہی ۔

رات گئے جب میں شادی والے گھر سے بازیاب ہوا تو وہ شیرنی کی طرح مجھ پر حملہ آور ہوئیں۔ اس رات اگر گاؤں کی عورتیں مجھے نہ بچاتیں تو اماں مجھے مار ہی ڈالتی۔

ایک بار ابو جی اپنے پیر صاحب کو ملنے سرگودھا گئے ہوئے تھے۔ میں اس وقت چھ سات سال کا تھا۔ مجھے شدید بخار ہو گیا۔ اماں جی نے مجھے لوئی میں لپیٹ کر کندھے پر اٹھایا اور کھیتوں کھلیانوں سے گزرتی تین کلو میٹر دور گاؤں کے اڈے پر ڈاکٹر کو دکھانے لے گئیں۔ واپسی پر ایک کھالے کو پھلانگتے ہوئے وہ کھلیان میں گر گئیں ... لیکن مجھے بچا لیا ... انہیں شاید گھٹنے پر چوٹ آئی ی... ان کے مونہہ سے میرے لئے "حسبی اللہ" نکلا ... اور اپنے سسرال کے لئے کچھ ناروا الفاظ ... یہ واقعہ میری زندگی کی سب سے پرانی یادداشتوں میں سے ایک ہے ....

یقیناً وہ بڑی ہمت والی خاتون تھیں۔ اور آخری سانس تک محنت مشقت کی چکی پیستی رہیں ...

پھر جانے کب میں بڑا ہو گیا اور اماں سے بہت دور چلا گیا...

سال بھر بعد جب گھر آتا.....تو ماں گلے لگا کر خوب روتی لیکن میں سب کے سامنے ہنستا رہتا۔ پھر رات کو جب سب سو جاتے تو چپکے سے ماں کے ساتھ جا کر لیٹ جاتا اور اس کی چادر میں منہ چھپا کر خوب روتا۔

ماں کھیت میں چارہ کاٹتی اور بہت بھاری پنڈ سر پر اٹھا کر ٹوکے کے سامنے آن پھینکتی۔ کبھی کبھی خود ہی ٹوکے میں چارہ ڈالتی اور خود ہی ٹوکہ چلاتی ۔ جب میں گھر ہوتا تو مقدور بھر ان کا ہاتھ بٹاتا۔ جب میں ٹوکہ چلاتے چلاتے تھک جاتا تو وہ سرگوشی میں پوچھتیں ... " بات کروں تمہاری فلاں گھر میں ....؟؟ " وہ جانتی تھی کہ میں پیدائشی عاشق ہوں اور ایسی باتوں سے میری بیٹری فل چارج ہو جاتی ہے۔

پھر ہم نے گاؤں میں گھر بنا لیا ... اور ماں نے اپنی پسند سے میری شادی کر دی۔

میں فیملی لے کر شہر چلا آیا اور ماں نے گاؤں میں اپنی الگ دنیا بسا لی۔

وہ میرے پہلے بیٹے کی پیدائش پر شہر بھی آئیں .... میں نے انہیں سمندر کی سیر بھی کرائی...کلفٹن کے ساحل پر چائے پیتے ہوئے انہوں نے کہا " اس سمندر سے تو ہمارے ڈیرے کا چھپڑ زیادہ خوبصورت لگتا ہے...."

ماں بیمار ہوئی تو میں چھٹی پر ہی تھا... انہیں کئی دن تک باسکو پان کھلا کر سمجھتا رہا کہ معمولی پیٹ کا درد ہے ... جلد افاقہ ہو جائے گا ... پھر درد بڑھا تو شہر کے بڑے ہسپتال لے گیا جہاں ڈاکٹر نے بتایا کہ جگر کا کینسر آخری اسٹیج پر ہے ......

خون کی فوری ضرورت محسوس ہوئی تو میں خود بلڈ بینک بیڈ پر جا لیٹا .... ماں کو پتا چلا تو اس نے دکھ سے دیکھ کر اتنا کہا..." کیوں دیا خون...خرید لاتا کہیں سے...پاگل کہیں کا "

میں بمشکل اتنا کہ سکا .... " اماں خون کی چند بوندوں سے تو وہ قرض بھی ادا نہیں ہو سکتا ... جو آپ مجھے اٹھا کر گاؤں ڈاکٹر کے پاس لیکر گئیں تھیں ... اور واپسی پر کھالا پھلانگتے ہوئے گر گئی تھیں .... "

وہ کھکھلا کر ہنسیں تو میں نے کہا "اماں مجھے معاف کر دینا ... میں تیری خدمت نہ کر سکا "

میرا خیال ہے کہ میں نے شاید ہی اپنی ماں کی خدمت کی ہو گی ... وقت ہی نہیں ملا ... لیکن وہ بہت فراخ دل تھیں .... بستر مرگ پر جب بار بار میں اپنی کوتاہیوں کی ان سے معافی طلب کر رہا تھا تو کہنے لگیں " میں راضی ہوں بیٹا ... کاہے کو بار بار معافی مانگتا ہے ! "

ماں نے میرے سامنے دم توڑا .... لیکن میں رویا نہیں ... دوسرے دن سر بھاری ہونے لگا تو قبرستان چلا گیا اور قبر پر بیٹھ کر منہ پھاڑ کر رویا۔

مائے نی میں کنوں آکھاں

درد وچھوڑے دا حال نی

ماں سے بچھڑے مدت ہوگئی...اب تو یقین بھی نہیں آتا کہ ماں کبھی اس دنیا میں تھی بھی کہ نہیں....!

آج بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے پٹھانوں اور سوڈانیوں کے ہاتھوں فٹ بال بنتا بنتا جانے کیسے دیوار کعبہ سے جا ٹکرایا...

یوں لگا جیسے مدتوں بعد پھر ایک بار ماں کی گود میں پہنچ گیا ہوں .... وہی سکون جو ماں کی گود میں آتا تھا ... وہی اپنائیت ... وہی محبت ... جس میں خوف کا عنصر بھی شامل تھا .... اس بار منہ پھاڑ کر نہیں .... دھاڑیں مار مار کر رویا !!

ستر ماؤں سے زیادہ پیار کرنے والا ربِ کعبہ ..... اور ہم سدا کے شرارتی بچے !!!

رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا...☆

☆☆☆

☆ سورہ ۱۷، بنی اسرائیل: ۲۴ (مدیر)

بچوں کو قریب کیجیے!

✍ محمد فیصل شہزاد حفظہ اللہ (کراچی، پاکستان)

عربی کے چند کلمات ایک جگہ پڑھے تو ان کی جامعیت نے حیران کر دیا۔چار کلمات پر مشتمل یہ نہایت قیمتی نصیحتیں گویا والدین کے بچوں کے ساتھ خوشگوار تعلقات کی کلید ہیں... ذرا ملاحظہ فرمائیں:

اقتربوا من ابنا کم...وشاوروھم...وحاوروھم...وا کسبوھم...قبل ان تخسروھم...!

ترجمہ: تم اپنے بچوں کے قریب رہا کرو ...ان سے مشورے کیا کرو... تبادلۂ خیال کیا کرو... ان کے دل جیت لو... قبل اس کے کہ تم انہیں ہمیشہ کے لیے کھو دو...!

والدین کی سب سے اول اور بڑی ذمے داری، بچوں کی صحیح تعلیم و تربیت ہوتی ہے۔بچپن اور لڑکپن کا زمانہ بے شعوری و بے خیالی کا دور ہوتا ہے۔اس وقت بچے بڑوں کے رحم و کرم کے محتاج ہوتے ہیں۔بچے انہی کو اپنا محسن سمجھتے ہیں جو انہیں اپنے قریب رکھتے ہیں، ان سے پیار کرتے ہیں۔بہترین تربیت جو قربت و انسیت سے ممکن ہے، ڈانٹ ڈپٹ اور مار دھاڑ سے ہرگز ویسی ممکن ہی نہیں۔

سیرت النبی میں بچوں کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسنِ سلوک کا جائزہ لیں تو آپ بہترین مربی اور بچوں پر رحم کرنے والے نظر آئیں گے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچوں کے ساتھ نرمی، محبت، عاطفت، ملاطفت کا درس نہ صرف اپنی تعلیمات ہی کے ذریعہ دیا، بلکہ اپنے عمل سے بھی اس کا ثبوت پیش فرمایا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچوں کے بچپنے کا ہر لحاظ سے خیال رکھا۔اپنی تمام تر رفعت شان کے باوجود ان کے ساتھ کھیلے بھی اور کبھی ان پر سختی نہیں فرمائی۔اپنے پیارے نواسوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و شفقت کے کئی واقعات ہم سنتے پڑھتے رہتے ہیں کہ کیسے وہ عین نماز کی حالت میں بھی لاڈ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سوار ہو جاتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ناراض تو کیا ہوتے، ان کے لیے سجدے کو طویل فرما لیتے۔

ایک بار آپ حضرت حسن کو چوم رہے تھے۔ایک دیہاتی نے اعتراض کرتے ہوئے گویا حیرت کا اظہار کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''اگر اللہ نے تیرے دل سے رحمت کو نکال دیا تو میں کیا کر سکتا ہوں!''

ایک بار ایک اور ایسے ہی موقعے پر جب ایک صحابی نے حیرت کا اظہار کیا تو فرمایا کہ جو شخص رحم نہیں کرتا، اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔

مسلمان تو مسلمان ،حضور نے تو کفار کے بچوں کے ساتھ بھی نرمی کی تلقین فرمائی۔ایک یہودی کا لڑکا آپ علیہ السلام کی خدمت میں آیا کرتا تھا۔وہ ایک دفعہ بیمار ہو گیا۔ آپ ﷺ نے از خود تشریف لا کر اس کی عیادت فرمائی۔اس بچے کے سرہانے بیٹھے، پھر اس بچے سے فرمایا: ''اسلام قبول کرو۔''

اس بچے نے اپنے والد پر نظر ڈالی۔والد نے بھی کہا: ''ابوالقاسم (ﷺ) کی اطاعت کرو۔''

لہٰذا وہ بچہ مسلمان ہو گیا۔ آپ ﷺ یہ کہتے ہوئے نکلے:

"تمام تعریفیں اسی اللہ کے لیے ہیں جس نے اس کو آگ سے بچا لیا۔"

آج اس اسوۂ حسنہ کی روشنی میں ہم اپنے سلوک کا جائزہ لیں تو معلوم ہو گا کہ کفار اور غیر کے بچے تو الگ، ہم اپنے بچوں، اپنے خون کے ساتھ کیسا بیگانے کا سا سلوک کرتے ہیں؟

باپ کی درشت مزاجی کی وجہ سے بچہ پڑوسی انکل کے زیادہ قریب، باپ سے دور ہوتا ہے...بات بات پہ مارنا، چلانا، برا بھلا کہنا بچوں کو نہ صرف ڈھیٹ بنا دیتا ہے بلکہ ان کو ماں باپ سے دور بھی کر دیتا ہے... پھر ہوتا یہ ہے کہ بچے اس جذباتی خلا کو باہر والوں سے پر کرنے کی کوشش کرتے ہیں... باہر پھرتے سفاک درندے ایسے ہی معصوموں کا شکار کرنے گھات لگائے بیٹھے ہوتے ہیں... سو وہ انہیں جھوٹی محبت کے جال میں پھانس کر ان کا جذباتی و جنسی استحصال تک کر بیٹھتے ہیں۔

گھر میں خود بچے سے متعلق امور میں بھی اس سے کوئی مشورہ نہیں ہوتا، نہ اس سے رائے لی جاتی ہے اور نہ اس کی پسند ناپسند کا خیال رکھا جاتا ہے... ہر وقت، ہر بات میں بس اپنی مرضی چلائی بلکہ باقاعدہ ٹھونسی جاتی ہے... آہستہ آہستہ والدین اور بچوں کے درمیان ایک ایسی اجنبیت کی دیوار کھڑی ہونے لگتی ہے کہ پھر بچہ کسی جذباتی کشمکش کا شکار ہو جائے، اس کے ساتھ کچھ غلط ہونے لگے تو وہ چاہتے ہوئے بھی اپنی بات والدین سے شیئر نہیں کر پاتا... اور یوں یہ صورت حال کبھی خدانخواستہ ناقابل تلافی نقصان کا باعث بن جاتی ہے۔

یاد رکھیے ...انگلی پکڑ کر چلانے والے ہاتھ جب ہاتھ چھوڑ دیں تو پھر جانے کون کون انگلیاں پکڑتا ہے اور کس کس سمت لے جاتا ہے۔اپنے احساسات کو جھنجھوڑیے، اپنی غفلت کو دور کیجیے۔ مستقبل کے ان ہونہار نونہالوں کو اپنے سے قریب کیجیے، ان سے مشورے کیجیے، انہیں اہمیت کا احساس دلائیے، گاہے ان کے ساتھ تبادلۂ خیال کیا کیجیے اور ان کے دل جیت لیجیے... قبل اس کے کہ انہیں ہمیشہ کے لیے کھو دیا جائے...!

اللہ ہم سب کو عقل سلیم عطا فرمائے اور اچھے والدین بننے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

☆☆☆

علم و فضل کے ساتھ تواضع و للّٰہیت

(قسط۔۲)

✍ مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا واقعہ مشہور ہے کہ کسی یہودی نے ان کے سامنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کوئی گستاخی کر دی تھی تو وہ اس پر چڑھ دوڑے اور اُسے زمین پر گرا کر اس کے سینے پر سوار ہو گئے۔ یہودی نے جو اپنے آپ کو بے بس پایا تو کھسیانا ہو کر اُس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے روئے مبارک پر تھوک دیا۔ دیکھنے والوں نے دیکھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اُس کو چھوڑ کر فوراً الگ ہو گئے اور پوچھنے پر بتایا کہ میں پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی بناء پر اس یہودی سے اُلجھا تھا۔ اگر تھوکنے کے بعد کوئی اور کارروائی کرتا تو یہ اپنے نفس کی مدافعت ہوتی۔

حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اس عمل سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یہ سنت تازہ فرما دی۔ مطلب یہی تھا کہ اب تک تو تقریر نیک نیتی سے خالص اللہ کے لیے ہو رہی تھی لیکن یہ خیال آنے کے بعد اپنا علم جتانے کے لیے ہوتی، اس لیے اسے روک دیا۔

......*

☆۵- مدرسہ معینیہ اجمیر کے معروف عالم حضرت مولانا محمد معین الدین صاحب معقولات کے مسلّم عالم تھے۔ انھوں نے شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن صاحب قدس سرہ کی شہرت سن رکھی تھی، ملاقات کا اشتیاق پیدا ہوا تو ایک مرتبہ دیوبند تشریف لائے اور حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے مکان پر پہنچ گئے۔ گرمی کا موسم تھا۔ وہاں ایک صاحب سے ملاقات ہوئی جو صرف بنیان اور تہبند پہنے ہوئے تھے۔ مولانا معین الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اُن سے اپنا تعارف کرایا اور کہا کہ "مجھے حضرت مولانا محمود حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملنا ہے" وہ صاحب بڑے تپاک سے مولانا اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کو اندر لے گئے، آرام سے بٹھایا اور کہا کہ "ابھی ملاقات ہو جاتی ہے" مولانا اجمیری رحمۃ اللہ علیہ منتظر رہے، اتنے میں وہ شربت لے آئے اور

مولانا کو پلایا۔اس کے بعد مولانا اجمیری نے کہا کہ "حضرت مولانا محمود حسن صاحب کو اطلاع دیجیے" اُن صاحب نے فرمایا "آپ بے فکر رہیں اور آرام سے تشریف رکھیں" تھوڑی دیر بعد وہ صاحب کھانا لے آئے اور کھانے پر اصرار کیا، مولانا اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ "میں مولانا محمود حسن صاحب سے ملنے آیا ہوں، آپ اُنھیں اطلاع کر دیجیے"۔ان صاحب نے فرمایا "اُنھیں اطلاع ہو گئی ہے آپ کھانا تناول فرمائیں ابھی ملاقات ہو جاتی ہے" مولانا اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے کھانا کھا لیا تو اُن صاحب نے اُنھیں پنکھا جھلنا شروع کر دیا۔جب دیر گزر گئی تو مولانا اجمیری رحمۃ اللہ علیہ برہم ہو گئے اور فرمایا کہ آپ میرا وقت ضائع کر رہے ہیں، میں مولانا سے ملنے آیا تھا اور اتنی دیر ہو چکی ہے، ابھی تک آپ نے اُن سے ملاقات نہیں کرائی۔اس پر وہ صاحب بولے کہ:

"دراصل بات یہ ہے کہ یہاں مولانا تو کوئی نہیں۔البتہ محمود خاکسار ہی کا نام ہے۔"

مولانا معین الدین صاحب یہ سن کر ہکا بکا رہ گئے اور پتہ چل گیا کہ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کیا چیز ہیں ؟

......*

☆٦- امام العصر حضرت علامہ سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ علم و فضل میں یکتائے روزگار تھے۔حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ایک مجلس میں نقل کیا کہ ایک عیسائی فیلسوف نے لکھا ہے کہ "اسلام کی حقانیت کی ایک دلیل یہ ہے کہ غزالی رحمۃ اللہ علیہ جیسا محقق اور مدقق اسلام کو حق سمجھتا ہے۔" یہ واقعہ بیان کر کے حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "میں کہتا ہوں کہ میرے زمانہ میں مولانا انور شاہ صاحب کا وجود اسلام کی حقانیت کی دلیل ہے کہ ایسا محقق اور مدقق عالم اسلام کو حق سمجھتا ہے اور اس پر ایمان رکھتا ہے۔"

انہی حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ حضرت مولانا محمد انوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ مقدمہ بھاولپور کے موقع پر جب حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے قادیانیوں کے کفر پر بے نظیر تقریر فرمائی اور اس میں یہ بھی فرمایا کہ "جو چیز دین میں تواتر سے ثابت ہو اُس کا منکر کافر ہے" تو قادیانیوں کے گواہ نے اس پر اعتراض کیا:

”آپ کو چاہیے کہ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ پر کفر کا فتویٰ دیں کیونکہ فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت میں علامہ بحر العلوم رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے متواتر معنوی انکار کیا ہے۔“

اس وقت بڑے بڑے علماء کا مجمع تھا، سب کو پریشانی ہوئی کہ فواتح الرحموت اس وقت پاس نہیں ہے، اس اعتراض کا جواب کس طرح دیا جائے؟ مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ جو اس واقعے کے وقت موجود تھے، فرماتے ہیں :

”ہمارے پاس اتفاق سے وہ کتاب نہ تھی۔مولانا عبد اللطیف صاحب ناظم مظاہر العلوم سہارنپور اور مولانا مرتضی حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ حیران تھے کہ کیا جواب دیں گے؟“

لیکن اسی حیرانی کے عالم میں حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی آواز گونجی:

”جج صاحب! لکھیے، میں نے بتیس سال ہوئے، یہ کتاب دیکھی تھی، اب ہمارے پاس یہ کتاب نہیں ہے۔امام رازی رحمۃ اللہ علیہ دراصل یہ فرماتے ہیں کہ حدیث ”لا تجتمع امتی علی الضلالۃ “تواتر معنوی کے رُتبے کو نہیں پہنچی، لہٰذا انھوں نے اس حدیث کے متواتر معنوی ہونے کا انکار فرمایا ہے، نہ کہ تواتر معنوی کے حجت ہونے کا۔ان صاحب نے حوالہ پیش کرنے میں دھوکے سے کام لیا ہے۔ان کو کہو کہ عبارت پڑھیں۔ورنہ میں ان سے کتاب لے کر عبارت پڑھتا ہوں۔“

چنانچہ قادیانی شاہد نے عبارت پڑھی۔واقعی اس کا مفہوم وہی تھا جو حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا۔مجمع پر سکتہ طاری ہو گیا اور حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

”جج صاحب! یہ صاحب ہمیں مُفحَم (لاجواب) کرنا چاہتے ہیں۔میں چونکہ طالب علم ہوں، میں نے دوچار کتابیں دیکھ رکھی ہیں، میں ان شاء اللہ مُفحَم نہیں ہونے کا۔“

ایک طرف علم و فضل اور قوت حافظہ کا یہ محیر العقول کارنامہ دیکھیے کہ بتیس سال پہلے دیکھی ہوئی کتاب کا ایک جزوی حوالہ کتنی جز رسی کے ساتھ یاد رہا، دوسری طرف اس موقع پر کوئی اور ہوتا تو نہ جانے کتنے بلند بانگ دعوے کرتا، لیکن خط کشیدہ جملہ ملاحظہ فرمایئے کہ وہ تواضع کے کس مقام کی غمازی کر رہا ہے؟ اور یہ محض لفظ ہی نہیں ہیں، وہ واقعتاً اپنے تمام کمالات کے باوصف اپنے آپ کو ایک معمولی

طالب علم سمجھتے تھے اور اس دعائے نبوی کے مظہر تھے کہ اللّٰھم اجعلنی فی عینی صغیرا وفی أعین النّاس کبیرا.

حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ ہی راوی ہیں کہ ایک دفعہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کشمیر تشریف لے جا رہے تھے، بس کے انتظار میں سیالکوٹ اڈّے پر تشریف فرما تھے، ایک پادری آیا اور کہنے لگا کہ آپ کے چہرے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ مسلمانوں کے بڑے عالم دین ہیں۔ فرمایا ”نہیں ! میں طالب علم ہوں“ اس نے کہا ”آپ کو اسلام کے متعلق علم ہے؟“ فرمایا ”کچھ کچھ“ پھر اُن کی صلیب کے متعلق فرمایا کہ ”تم غلط سمجھے ہو۔ اس کی یہ شکل نہیں ہے۔“ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر چالیس دلائل دیے۔ دس قرآن سے دس تورات سے، دس انجیل سے اور دس عقلی۔ وہ پادری آپ کی تقریر سن کر کہنے لگا کہ اگر مجھے اپنے مفادات کا خیال نہ ہوتا تو میں مسلمان ہو جاتا، نیز یہ کہ مجھے خود اپنے مذہب کی بہت سی باتیں آپ سے معلوم ہوئیں۔

......*

☆۷- احقر کے والد ماجد حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مد ظلہم نے بار بار یہ واقعہ بیان فرمایا کہ جب میں دارالعلوم دیوبند میں ملاّ حسن پڑھاتا تھا تو ایک روز اس کی عبارت پر کچھ شبہ ہوا جو حل نہیں ہو رہا تھا۔ میں نے سوچا کہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اس کے بارے میں استفسار کرنا چاہیے۔ چنانچہ میں کتاب لے کر ان کی تلاش میں نکلا، وہ اپنی جگہ پر نہیں تھے اور جب وہ اپنی جگہ پر نہ ہوں تو ان کا کتب خانہ میں ہونا متعین تھا۔ میں کتب خانہ میں پہنچا تو وہ کتب خانے کی بالائی گیلری میں بیٹھے مطالعہ میں مشغول تھے۔ میں ابھی نیچے ہی تھا کہ انھوں نے مجھے دیکھ لیا اور اوپر ہی سے میرے آنے کی وجہ پوچھی۔ میں نے عرض کیا کہ ”ملا حسن کے ایک مقام پر کچھ اشکال ہے وہ سمجھنا تھا۔“ وہیں بیٹھے بیٹھے فرمایا ”عبارت پڑھیے“ میں نے عبارت پڑھنی شروع کی تو بیچ ہی میں روک کر فرمایا: ”اچھا ! یہاں آپ کو یہ شبہ ہوا ہو گا“ اور پھر بعینہ وہی اشکال دُہرا دیا جو میرے دل میں تھا۔ میں نے تصدیق کی کہ واقعی یہی شبہ ہے، اس پر انھوں نے اس کے جواب میں وہیں سے ایسی تقریر فرمائی کہ تمام اشکال کافور ہو گئے۔

اب ظاہر ہے کہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ عرصہ دراز سے حدیث کی تدریس میں مصروف تھے اور منطق کی کتابوں سے واسطہ تقریباً ختم ہو گیا تھا لیکن اس کے باوجود یہ حافظہ اور یہ استحضار کرشمۂ قدرت نہیں تو اور کیا ہے؟

......*

☆۸- احقر نے اپنے والد ماجد سے بھی سنا ہے اور شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری مد ظلہم سے بھی کہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۳۲۱ھ میں علامہ ابن الہمام رحمہ اللہ کی مشہور شرح ہدایہ "فتح القدیر" اور اس کے تکملہ کا مطالعہ بیس سے کچھ زائد ایام میں کیا تھا اور کتاب الحج تک اس کی تلخیص لکھی تھی اور انھوں نے صاحب ہدایہ پر جو اعتراضات کیے ہیں اُن کا جواب بھی لکھا تھا۔ اس کے بعد مدت العمر "فتح القدیر" کی مراجعت کی ضرورت نہیں پڑی اور کسی تازہ مطالعہ کے بغیر اس کی نہ صرف باتوں بلکہ طویل عبارتوں تک کا حوالہ سبق میں دیا کرتے تھے۔ حضرت مولانا بنوری مد ظلہم فرماتے ہیں کہ انھوں نے ۱۳۴۷ھ میں ہم سے یہ واقعہ بیان کیا اور فرمایا:

"چھبیس سال ہوئے پھر مراجعت کی ضرورت نہیں پڑی اور جو مضمون اس کا بیان کروں گا، اگر مراجعت کرو گے تفاوت کم پاؤ گے۔"

......*

☆۹- حضرت مولانا محمد منظور نعمانی صاحب مد ظلہم حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ درس سے فراغت کے بعد میں جب بھی حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو پہلے سے لکھے ہوئے متعدد سوالات کے جواب اُن سے معلوم کیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ کی حاضری میں ترمذی شریف کی ایک عبارت کا حوالہ میں نے دیا اور عرض کیا کہ اس عبارت میں یہ اشکال ہے، بہت غور کیا لیکن حل نہیں ہو سکا۔ فرمایا "مولوی صاحب! آپ کو یاد نہیں رہا، مجھے خوب یاد ہے کہ جس سال آپ دورہ میں تھے اس موقع پر میں نے بتایا تھا کہ یہاں ترمذی کے اکثر نسخوں میں ایک غلطی واقع ہو گئی ہے لیکن لوگ سرسری طور پر گزر جاتے ہیں اور انھیں پتہ نہیں چلتا، ورنہ یہ اشکال سب کو پیش آنا چاہیے" پھر فرمایا کہ "صحیح عبارت اس طرح ہے" مولانا نعمانی مد ظلہم لکھتے ہیں :

”اللہ اکبر! یہ بات بھی یاد رہتی تھی کہ فلاں سال اس موقع پر سبق میں یہ بات فرمائی تھی“۔

(جاری ہے۔۔۔)

☆☆☆

اظہارِ خیال

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝

یقیناً اس بات میں ان لوگوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں جو غور و فکر سے کام لیتے ہیں۔ (سورہ ۳۹، الزمر: ۴۲)

تبلیغی جماعت کی مقبولیت کو سمجھیں

مولانا آفتاب اظہر صدیقی کشن گنجوی ☆ (بہار، الہند)

تبلیغی جماعت کوئی فرقہ یا مسلک نہیں؛ بلکہ فرقۂ مقبول اہل السنۃ والجماعۃ کی ایک تحریک ہے۔ ایک ایسی تحریک جس کا وجود قوم و ملت کی دین سے دوری کے درد کو دل میں جگہ دینے والے شخص کا اخلاص ہے... ایک ایسی تحریک جس کو صرف اس لئے عمل میں لایا گیا تاکہ مسلم عوام اپنے ایمان کی سلامتی کے ساتھ دنیا سے جائے... ایک ایسی تحریک جس نے پوری امت محمدیہ کی دینی بقاء کے لئے فکر لی... جس تحریک کے تحت مسلمانوں میں بے دینی کے ماحول کو ختم کرنے کا عزم لیا گیا... جس کے ذریعہ یہ فکر عام کی گئی کہ امت کس طرح جہنم کے سخت عذاب سے بچ کر جنت میں جانے والی بن جائے. لہذا تبلیغی جماعت کا عین مقصد اخروی کامیابی کا حصول ہے... کہ ہماری اصل زندگی یعنی آخرت سنور جائے... ہم اور ہمارے تمام مسلمان بھائی جنت میں جانے والے بن جائیں۔ یہ تحریک جہاں امر بالمعروف و نھی عن المنکر کے فریضے کو انجام دے رہی ہے وہیں دنیا کو امن و سلامتی کا پیغام بھی پہنچا رہی ہے۔ آج تبلیغی جماعت ساری دنیا میں مقبولیت پاچکی ہے اور یہ مقبولیت خدا کی طرف سے ہے... اللہ جل شانہ نے اس تحریک کی بے لوث محنت اور خلوصِ فکر کو قبولیت سے نواز کر ساری دنیا میں اس کی مقبولیت کو عام کر دیا ہے۔ گزشتہ ہزار صدیوں میں شاید ہی کسی تحریک کو اتنی جلد اتنی بڑی کامیابی مل گئی ہو جو تبلیغی جماعت کو نصف صدی میں ہی حاصل ہوئی۔ اس تحریک کی اس کامیابی کے پیچھے کئی وجوہات ہیں۔ مثلاً

- اس تحریک کا تعلق مسلک اہل السنۃ والجماعۃ سے ہونا
- اپنی ذات کی اصلاح اور ایمان کی حفاظت کی مکمل فکر کرنا

☆ جنرل سیکریٹری آل انڈیا مجلس صدائے حق

- عالم اسلام کی دینی فکر کو لے کر چلنا
- اپنی جان، مال اور اپنے وقت کو بلا کسی دنیوی مفاد کے صرف اللہ کے لئے اس کام میں کھپانا
- فرائض و واجبات کے ساتھ ساتھ سنتِ نبوی و سنت صحابہ کی بے حد پابندی کرنا
- چھ نمبر (ایمان، نماز، علم و ذکر، اکرام مسلم، اخلاص نیت اور تبلیغ) کی محنت کو ہر عام و خاص تک پہنچانا
- علماء کی رہنمائی میں رہ کر کام کرنا اور ان کا حد درجہ احترام کرنا
- تبلیغی سفر میں مساجد (مکمل آداب کے ساتھ) اپنی قیام گاہ بنانا
- ہر کام آپسی مشورہ سے طے کرنا
- اپنا ایک امیر بنا کر اس کی مان کر چلنا

یہ اہم امور ہیں جن کے سبب تبلیغی جماعت کو تقویت و قبولیت حاصل ہوئی۔

آج کل تبلیغی جماعت کی مخالفت بھی کی جانے لگی ہے؛ ☆بات صاف ہے کہ جب پیڑ پر پھل آنے لگتے ہیں تو پتھر بھی پھینکے جاتے ہیں؛ لیکن افسوس ہے ان علمائے قوم پر جو علی الاعلان اس کی مخالفت کرتے اور مخالفت میں تحریریں شائع کرتے ہیں؛ شاید وہ اس تحریک کے عالمی خوش کن نتائج سے ناواقف ہیں اور اس کی عالمی مقبولیت☆ سے ناآشنا ہیں، ان سے عرض ہے کہ آپ اپنے ہی مسلک کی اتنی بڑی اور مقبول ترین تحریک کی مخالفت میں کیوں لگے ہوئے ہیں؟ اگر اس تحریک سے منسلک کچھ لاعلم حضرات کم علمی کی وجہ سے غلو سے کام لے رہے ہیں یا تبلیغی جماعت کے بعض افراد بے اصولی کا مظاہرہ کرتے ہیں تو اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ ہم سرے سے اس تحریک کو ہی بدنام کرنا شروع کر دیں اور اس کی کلی مخالفت

☆ مخالفت تو مولانا الیاسؒ کے عہد ہی سے شروع ہو چکی تھی۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ اب ”اپنوں“ کے اعتراضات بہت سامنے آ رہے ہیں۔ غلو کی حمایت کا فقیر بھی قائل نہیں، لیکن اس قدر شدت کے ساتھ مخالفت کرنا کہ لوگ تحریک ہی سے بدظن ہو جائیں، سراسر نادرست ہے۔ (مدیر)

☆ کسی بھی تحریک کی عالمی مقبولیت اس کے جواز پر دال نہیں ہوتی۔ (مدیر)

میں قلم کو تلوار اور زبان کو قینچی بنا دیں۔ آہ ہمارے اس مخالفانہ اقدام سے جہاں دوسرے باطل فرقے ہمارے مسلک کا مذاق اڑاتے اور ہمیں آپسی انتشار کا شکار بتاتے ہیں وہیں وہ لوگ بھی بدظن ہورہتے ہیں جن کی دینی اصلاح تبلیغی جماعت کی وجہ سے ہی ہوئی ہے، جن کو مسجد کا پتہ ہی اس تحریک کی محنت سے ملا ہے، جن کی نماز وغیرہ اسی تبلیغی جماعت میں جاکر درست ہوئی ہے۔غلطیاں سدھارنے کے لئے مخالفت کا طریقہ کہاں درست ہے؟ اور گھر کا معاملہ تو گھر کے افراد ہی آپس میں مل بیٹھ کر سلجھاتے ہیں نہ کہ دنیا کو سنا کر۔ خدا را اس بات کو سمجھئے کہ اللہ تعالی نے اس تبلیغی جماعت کی تحریک کے لئے ہمارے مسلک حق اہل السنۃ والجماعۃ کا انتخاب کیا اور بے انتہا قبولیت سے نوازا، یہ ہمارے لئے خوش قسمتی اور فخر کی بات ہے۔ آج ہندو پاک اور بیرونی ممالک میں باطل فرقوں کے نہ پنپنے اور دب کر رہ جانے کی ایک بڑی وجہ تبلیغی جماعت کا زور اور اس کا اثر و رسوخ ہے۔ باطل کے لئے ہماری یہ تحریک ایک آہنی دیوار بن چکی ہے، اس تحریک کی قدر کیجئے۔

☆☆☆

فتاوی ٹی ویہ...

✍عمران اسلم حفظہ اللہ (سعودی عرب)

فتوی صرف مجھ سے پوچھ رے...

فتوی لے لو...

فتوی لے لو...

رنگ برنگے... نیلے پیلے...

اودے اودے سرخ سنہرے فتوے...

تازہ بہ تازہ ماڈرن دور سے مطابقت رکھتے فتوے...

آئی ایس او 2001 "اپرووڈ" فتوے...

میڈ ان کینڈا فتوے...

ملائشیا سنگار پور سے امپورٹڈ فتوے۔

ہمارے پاس مشہور و معروف حکومت پاکستان سے "منظور شدہ"

لندن... واشنگٹن... پیرس... تہران سے "کوالیفائیڈ"

عربی... خشک صحرائی فتووں کا توڑ

ہر برانڈ کے فتاوی جات موجود ہیں۔

ہمارے پاس غامدی...حامدی... قادری... نقوی... سرمدی... جہانگیری اور ثمری ہر قسم کے مفتیان موجود ہیں۔

جن کی "لیاقت" منہ چڑھا کر بولتی ہے اور جن کا "الطاف" عام ہے۔

کلین شیوڈ... "مٹھ" داڑھی والے۔

گٹھ داڑھی والے... چنی داڑھی والے... مونچھ والے اور چکنے چتکبرے مفتی۔

فتوی آپ کی پسند اور سہولت کو مد نظر رکھ کر دیا جاتا ہے۔

گھر پر ڈلیوری کی سہولت موجود ہے۔

ہارڈ لائیز حکومت آنے تک وارنٹی...

فتوی کسی بھی وقت تبدیل کروایا جا سکتا ہے۔

ہمارے فتاوی کی اہم خصوصیت ...

کہ اسے آپ بقدر و بحساب ضرورت خود بھی موڑ سکتے ہیں...توڑ سکتے ہیں... جوڑ سکتے ہیں... اپنی مرضی سے۔

ہمارے فتوے ٹی وی پر بھی نشر ہوتے ہیں... پی ٹی وی اور لوکل چینلز کے ساتھ ساتھ بی بی سی... سی این این... فاکس نیوز پر

سائل کی تصویر کے ساتھ انٹر نیشنل لکھاری

وسعت قلبی کا مظاہرہ کرتے ہوئے آرٹیکلز بھی لکھتے ہیں۔

آیئے اٹھئے سوال پوچھئے... دماغ "صاف" کی جئے۔

سوچ کو "جلا" بخشئے۔

مولویوں سے جان چھڑایئے۔(اور ہمارے شکنجے میں آیئے)۔

اپنی مرضی چلایئے (ہماری مرضی کے مطابق)...

سائلہ ہونے کی صورت میں خصوصی توجہ اور بہترین خدمات۔

فتوی کے ساتھ "خدا کے لئے" اور "بول" کی ڈی وی ڈیز مفت میں حاصل کریں۔

ایک سے زیادہ فتوے پوچھنے والے کو ہالی وڈ کی کوئی سی ایک "ان سنسرڈ" مووی کی ڈی وی ڈی دی جائے گی۔

سب سے بہترین فتوی پوچھنے والے کا مختاراں مائی کے ساتھ ڈنر کا اہتمام کیا جائے گا۔

احتیاط" مدارس کے لڑکے بالوں اور "ملا" کی تقریر و تحریر پڑھنے والوں سے خاص دوری بنائے رکھیں۔

نوٹ :فاٹا میں ہماری کوئی برانچ نہیں ہے۔

کمپنی کی مشہوری کے لئے پہلا فتوی مفت۔۔۔

جو ہمارا فتوی نہ مانے وہ کمبخت... سڑا شدت پسند... بنیاد پرست... انتہاء پسند... جاہل... دہشت گردوں کا ساتھی... طالبانی ذہن... ملا ملانا... انھا کانا...

☆☆☆

بکھرے موتی

✍مزمل اختر حفظہ اللہ (کامٹی، الہند)

حضرت مولانا سعد صاحب دامت برکاتہم

1) مولانا یوسف صاحب فرمایا کرتے تھے،” اسباب پر نگاہ کر کے، اللہ سے امید رکھنا، کفر کا راستہ ہے۔“

2) بیٹھ کر بات کا سننا کسی تبدیلی کا ذریعہ بنے، ورنہ تقریریں اور بیان یہ دعوت کا مزاج ہی نہیں ہے ۔

3) دعوت کا تقاضا یہ ہے کہ اسلام کی نسبت پر جمع ہو نا اور اسلام کی نسبت پر بکھرنا۔

4) میرا دل چاہتا ہے اگر تین دن لگانے والا بھی اس کام کے ساتھ ہو تو اس کام کے ساتھ اس کا یقین یہ ہو کہ تربیت کا، توجہ کا، ہدایت کا، اور اللہ کی ذات کے ساتھ تعلق کے پیدا کرنے کا یہی راستہ ہے ۔

(یہ بات ملحوظ رہے اس سے مراد تبلیغی جماعت نہیں بلکہ دعوت و تبلیغ کے اعمال مراد ہیں جسے مولانا سعد صاحب دامت برکاتہم اعمالِ دعوت کہتے ہیں اور اسی کی طرف انھوں نے اشارہ کیا ہے)

5) حضرت فرماتے تھے اس کام کے ساتھ مناسبت کی علامت یہ ہے کہ جس دن کوئی دعوت کا عمل چھوٹ جائے اس دن اس کو اپنی عبادت میں ایسا ضعف اور ایسی کمزوری محسوس ہو جس طرح غذا نہ ملنے کی وجہ سے جسمانی کمزوری محسوس ہوتی ہے۔

6) حضرت فرماتے تھے *جب مومن کا ایمان کمزور ہو آتا ہے تو نفاق کی علامتیں اسکے لیے خوبیاں بن جاتی ہیں کہ جھوٹ بول کر خوش ہو، وعدہ خلافی کرنے والوں کو عقلمند کہا جاوے، اور خیانت کرنے والے کو چست و چالاک کہا جاوے حالانکہ یہ سب نفاق کی علامتیں ہیں ۔

7) علامہ اقبال نے کہا ہےنا ،مومن کی پہچان یہ ہے کہ اسکے اندر آفاق گم ہے، اور کافر کی پہچان یہ ہے کہ وہ آفاق میں گم ہے ۔☆

☆بحوالہ کلیاتِ اقبال ص۷۵۵(مدیر)

کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گم ہے
مومن کی یہ پہچان کہ گم اس میں ہیں آفاق!

8) اپنے عمل کو غیر اللہ سے چھپانا اخلاص ہے ۔

9) یوں آتا ہے احادیث میں کہ جو راستوں کو تنگ کرے گا اسکو اسکے دین کی محنت کا اجر نہیں ملے گا۔

10) ہماری بات کے پہنچنے کا تو سب سے آسان راستہ دوسروں کو راحت پہچانا ہے ۔

11) ہم امت کے ہر فرد کو دعوت پر اس لئے لانا چاہتے ہیں تاکہ یہ اپنی دین کی دعوت سے اپنے دین پر قائم رہے ،کیونکہ دین پر استقامت، دین کی دعوت سے باقی رہتی ہے۔

12) جب امت دعوت الی اللہ چھوڑ دے گی تو........ سب سے پہلی جو مسلمانوں میں کمزوری پیدا ہو گی وہ یہ کہ اپنے دین کو ہلکا سمجھے گی اور اپنے دین کو دنیا کے بدلے میں بیچ دے گی۔

13) دعوت الی اللہ امت کا اجتماعی فریضہ ہے۔

14) دوسروں کی اصلاح کے لیے دعوت دینا فرض کفایہ ہے۔

15) حضرت فرماتے تھے یقین کے بننے کا راستہ دعوت ہی ہے... اسکے علاوہ یقین کے بننے کا کوئی راستہ نہیں۔

16) ایمان اتنا سیکھنا فرض عین ہے، جو مومن کو حرام سے روک دے۔

17) یوں فرماتے تھے مولانا یوسف صاحب کہ جس بات کرنے والے کے سامنے چھ نمبر کی حقیقت نہیں ہو گی صرف چھ نمبر کا علم ہو گا، تو اس علم کی وجہ سے دوسرے کے اصلاح کی نیت ہو جائے گی، اپنی اصلاح کی نیت نہ رہے گی، جس کی وجہ سے خود اس کی اپنی دعوت سے اس کا یقین نہ بنے گا اور دوسروں پر اس کی دعوت کا اثر بھی نہ ہو گا۔

18) دعوت اپنے یقین کی تبدیلی کے لیے ہیں ۔

1)ایک ایمان کا مفہوم ہے. . . . . . . ایمان کا مفہوم :- اسکی پہنچ دماغ تک ہے ۔

2) ایک ایمان کے حروف ہیں. . . . . . ایمان کے حروف :- اسکی پہنچ کتاب تک ہے ۔

3) ایک ایمان کا بول ہے. . . . . ایمان کے بول :- اسکی پہنچ زبان تک ہے۔

4) ایک ایمان کی آواز ہے. . . . . ایمان کی آواز :- اسکی پہنچ کانوں تک ہے ۔

5) ایک ایمان کا اخلاص ہے. . . . . . ایمان کا اخلاص :- اسکی پہنچ دل تک ہے۔

19) یہ ایمان کی حقیقت آئے گی...

ظاہر کے خلاف بولنے سے ...

ظاہر کے خلاف سوچنے سے ...

ظاہر کے خلاف سننے سے۔ ۔ اور ...

ظاہر کے خلاف چلنے سے ...

جب تک میرے دوستو! امت کے اندر یہ باتیں عام نہ ہوں گی اس وقت تک خدا کی قسم ایمان کی حقیقت کے ملنے کی ابتداء بھی نہ ہو گی۔

☆☆☆

طعامِ میت کے سلسلہ میں ہونے والی رسومات

صادق الامین حفظہ اللہ (بجنور،یوپی،الہند)

اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمیں ایسا جامع ترین مذہب عطا فرمایا ہے جس کے اندر انسان کو پیش آنے والے ہر نشیب و فراز سے متعلق مکمل رہنمائی ملتی ہے۔ کسی بھی موقع پر انسان یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس موقع پر اسے کیا کرنا چاہیئے؟؟یا اس موقع پر کچھ کرنے کے لئے مذہب نے اسے کچھ نہیں بتایا۔

زندگی کا کوئی بھی مرحلہ ہو، مذہب انسان کی رہنمائی کے لئے موجود ہے۔ عبادات ہوں یا معاملات، خوشی ہو یا غم، دوستی ہو یا دشمنی، سفر یا حضر، ہر موقع کے احکام و آداب مذہب نے بتا دئے ہیں۔

جب تک خیر القرون اور اسکی برکتیں رہیں لوگ مضبوطی سے مذہب کا دامن تھامے رہے لیکن جیسے جیسے خیر القرون کو بُعد ہوتا گیا انسان نے مذہب کی آڑ میں بہت سی بدعات و رسومات کو وضع کر کے ان پر عمل شروع کر دیا۔

بدعات و رسومات میں پختہ ہو جانے کے بعد جب ان پر عمل کرنے میں دشواری محسوس ہوئی تو مذہب کی تنگ دامانی کا شکوہ کرنے لگا۔ حالانکہ یہ مصیبت خود اسکی اپنی لائی ہوئی ہے۔ مذہب نے تو کسی بھی موقع پر انسان کو اسکی طاقت سے زیادہ کا مکلف نہیں بنایا۔

منجملہ ان بدعات و رسومات کے جن میں لوگ گرفتار ہیں اور پریشان ہیں کہ انکا حل کیسے ہو؟؟ (جبکہ مذہب پہلے ہی انکا حل بتا چکا ہے) ایک رسم میت کے گھر کھانا پہنچانا اور وہاں کھانا ہے۔ جس میں لوگوں نے اس حد تک رسومات کو بڑھاوا دیا کہ خود کو پریشانی لاحق ہونے لگی۔ لیکن پھر بھی ان رسومات کو ترک کرنے کے لئے تیار نہیں۔

مذہب اس سلسلہ میں جو رہنمائی کرتا ہے وہ حسبِ ذیل ہے۔

حدیث شریف:-

عن عبداللہ بن جعفر قال لما جاء نعی جعفر قال رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اصنعوا لآل جعفر طعامًا ،قد اتاھم امرًا یشغلھم

(ابوداؤد 4/497،حدیث نمبر 3132) (ترمذی 3/323 حدیث نمبر 998) (ابن ماجہ 1/514 حدیث نمبر 1610) (مشکوٰۃ حدیث نمبر 1739)

جب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو (بذریعہ وحی) ملی تو آپ نے (صحابہ سے) فرمایا کہ جعفر کے گھر والوں کے لئے کھانا تیار کرو(اور انکے گھر پہنچاؤ) اس لئے کہ انکو ایسی خبر پہنچی ہے جو انکو مشغول کر دے گی۔

(یعنی جعفر کی موت کے صدمہ کی وجہ سے وہ کھانے پینے کا انتظام نہ کر سکیں گے)

علماءِ کرام نے حدیث شریف کو سامنے رکھتے ہوئے فرمایا کہ جب کسی کے یہاں میت ہو جائے تو اسکے رشتہ داروں اور پڑوسیوں کو چاہیئے کہ اسکے گھر اتنا کھانا بھیج دیں جو ایک دن رات کے لئے کافی ہو،(بھیجنے والا میت کا قریبی ہو یا دور کا رشتہ دار ہو، یا کوئی پڑوسی ہو)اور اصرار سے انکو کھلائیں۔

موجودہ دور میں لوگوں نے اس سلسلہ میں بہت سی بدعات و خرافات ایجاد کیں کہ بعض جگہ اتنا کھانا بھیج دیتے ہیں جو گھر والوں کی ضرورت سے زائد ہوتا ہے۔ اور وہ پریشان ہو جاتے ہیں کہ اتنا کھانا کیسے استعمال میں لایا جائے؟ کیونکہ دینے والے اسکو معیوب سمجھتے ہیں کہ انکا بھیجا ہوا کھانا میت کے گھر والوں کے علاوہ کوئی اور استعمال میں لائے۔ اور بعض تو کہہ بھی دیتے ہیں کہ ہم نے تو اس لئے دیا تھا کہ میت کے گھر والے کھائیں نا اس لئے کہ دوسروں کو بانٹ دیں۔ بعض جگہ ہفتہ عشرہ تک کھانا بھیجا جاتا ہے۔

(ان رسومات کی اصلاح کی ضرورت ہے)

بعض جگہ یہ دستور ہے کہ میت کے قریبی رشتہ دار کو کھانا بھیجنے کا حقدار سمجھا جاتا ہے۔ خواہ وہ حیثیت رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو۔ خواہ اس بےچارے کو قرض ہی کیوں نہ لینا پڑے۔

اگر کوئی دور کا رشتہ دار یا کوئی شریف پڑوسی بھیجے تو اسکو معیوب سمجھا جاتا ہے حالانکہ شریعت میں ایسی کوئی پابندی نہیں۔

بعض جگہ یہ دستور ہے کہ تدفین کے بعد میت کے گھر والے رشتہ داروں اور تعزیت کرنے والوں کے کھانے کا انتظام کرتے ہیں۔اور اس سے فارغ ہوکر تیجہ دسواں چالیسواں کے انتظام میں لگ جاتے ہیں۔ شریعت کی رو سے یہ سب دعوتیں ممنوع ہیں۔ کیونکہ دعوت خوشی کے موقع پر ہوتی ہے نہ کہ غم لاحق

ہونے پر۔ فقہاء نے ان دعوتوں کو مکروہ اور بدعتِ قبیحہ قرار دیا ہے۔ شامی زکریا (2/148) فتاوی بزازیہ (4/81) عالم گیری)مطبوعہ دارالکتاب، 1/167)

پس محلہ والوں اور آس پاس کے شریکِ جنازہ لوگوں کے لئے درست نہیں کہ وہ بعدِ تدفین یا تیجہ دسواں وغیرہ کے موقع پر وہاں کھانا کھائیں۔اگر میت والے کھلانا چاہیں تو انکار کردیں کیونکہ وہ سب رسم پڑ جانے کی وجہ سے مجبور ہیں کہ نہیں کھلائیں گے تو لوگ طعنہ دیں گے۔

البتہ دور دراز سے آئے ہوئے مہمان جن کو وہاں ایک دو روز ٹھہرنا ہے،یا جو زیادہ قریبی ہیں (کہ انکی وہاں موجودگی گھر والوں کے لئے باعثِ اطمینان ہوتی ہے) وہ وہاں کھانا کھا سکتے ہیں۔

ہمیں چاہئے کہ ان تمام بدعات و رسومات سے پرہیز کریں۔ اور اپنی زندگی کے ہر ہر لمحہ کو سنت کے موافق گزاریں۔

اللہ ہمیں قرآن و سنت پر عمل کرنے والا بنائے اور بدعات و رسومات سے ہماری حفاظت فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

☆☆☆

ہمیں شیشہ نہ دکھاؤ

✍ قاری معاذ شاہد حفظہ اللہ (پاک پتن، پنجاب، پاکستان)

یہاں پر جو بھی بات لکھو لوگوں کو اعتراض ضرور ہوتا ہے معاشرے کی برائیوں کا تذکرہ کریں تو لوگوں کو غصہ آتا ہے کہ ایسی باتیں کیوں کرتے ہیں، آپ کو صرف برائیاں ہی نظر آتی ہیں۔ اگر کسی مثبت پہلو کو لے کر بات کریں تو کہتے ہیں کہ آپ کو برائیاں نظر نہیں آتیں۔

کئی تو ایسے تیر ہیں جو ہر جگہ ہر بندہ چلا لیتا ہے ہر بات پر کہہ دیا جاتا ہے کہ پانچ انگلیاں ایک برابر نہیں ہوتیں کون کہتا ہے کہ پانچ انگلیاں ایک برابر ہوتی ہیں مگر جب ایک لکھنے والا لکھتا ہے تو وہ ان پانچ انگلیوں میں سے دو کو ٹیڑھا سمجھتا ہے انہیں کو سامنے رکھ کر لکھتا ہے اور انہیں کی اصلاح مقصود ہوتی ہے اگر ہر کوئی یہی سوچے تو پھر تو کوئی بھی نہیں لکھ سکتا کیونکہ پانچ انگلیاں ایک برابر نہیں ہوتیں۔

اگر کبھی جنت کے شوق میں عمل کرنے کی ترغیب دی جائے تو کہا جاتا ہے کہ اللہ اور اسکی رضا کیلئے عمل کریں یہ نہ کہیں کہ جنت کیلئے کریں اور اگر کبھی اللہ کی محبت میں عمل کرنے کی ترغیب دیں تو جواب ملتا ہے انکو جنت کا بتا کر شوق دلوائیں تاکہ اس شوق سے عمل میں چستی پیدا ہو جس طرح صحابی نے حورِ عین کا سن کر کھجوریں پھینک دی تھیں کہ اب تو شہید ہونے میں جلدی کرنی چاہیے۔

کبھی اگر ملک کی عظمت اور اسکا شکر دل میں پیدا کرنے کیلئے کہا جائے کہ شکر کرو جیسا بھی ہے ہم آزاد ہیں یہ ہمارا ملک ہے اس پر فخر ہونا چاہیئے، لوگوں کو دیکھ کر رال نہ ٹپکایئے ، تو کہا جاتا ہے کہ آپ زمین کے ٹکڑے پر فخر کی بات کرتے ہیں جہاں یہ نہیں وہ نہیں اور اگر کرنا ہے تو مسلمان ہونے پر فخر کریں۔

جب نماز کی بات کریں تو کہا جاتا ہے کہ آپ نماز کے پیچھے پڑے ہیں جب حلال کمائی نہیں تو نماز کیا قبول ہوگی ہم نے نمازیوں کو دکانوں پر چھرے پھیرتے دیکھا۔

جب کبھی دین پر چلنے کی بات کریں تو کہتے ہیں کہ مولوی آپس میں لڑ رہے ہیں آپ بتائیں کس دین پر چلیں ۔

کبھی سیدھے الفاظ میں نوجوان نسل کو شیشہ دکھا دیں تو آواز آتی ہے کہ آپ کیسی بات کیسے الفاظ لے آئے آپ کو شرم آنی چاہیئے۔(بھلے ہی ان کو کرتے ہوئے آئے یا نہیں۔)

جب کبھی ذکر اذکار کی بات کریں تو کہتے ہیں کہ عزتیں لٹتی رہیں تسبیح چلتی رہی ۔

اگر کبھی مختصراً عرض کریں تو اور پہلوؤں کو لے کر اعتراضات کی بوچھاڑ کر دی جاتی ہے۔ اور اگر ہر پہلو کو سامنے لائیں تو کہتے ہیں پوسٹ لمبی نہ کیا کریں ویسے بھی عوام بہت سمجھدار ہے ایک لفظ سے پورا ورق سمجھ جاتی ہے۔

ہر واقعے کی تاریخ اور دلیل مانگتے ہیں ہر حدیث مبارک کا ہر شخص حوالہ مانگتا ہے وہ بھی جس نے کبھی صحاح ستہ کھول کر بھی نہیں دیکھیں ۔ایک سے حوالہ مانگ کر دوسرے کو کہتے ہیں اسکی تحقیق کر کے جلدی بتائیں ۔

اگر بات مردوں کی بد نظری کی ہو تو ارشاد ہوتا ہے عورتوں کو پردہ بھی تو کروائیں ان کو کہیں اور اگر عورتوں کو حجاب کا کہا جائے تو حکم صادر ہوتا ہے کہ مردوں کی آنکھوں میں حیا پیدا کریں۔

گزارش ہے کہ ہر تحریر میں پوری کتاب نہیں سموئی جا سکتی کہ اس میں اس موضوع کے ہر پہلو کو ذکر کیا جائے ۔اگر ایک تحریر ایک ٹاپک پر ہے تو غور کریں شاید اس سے قبل اس کے دوسرے پہلو پر قلم اٹھ چکا ہو۔ اگر نہیں تو جب اللہ تعالی نے توفیق عطا فرمائی دوسرے پہلو پر بھی کچھ الفاظ لکھ دیں گے۔ جب معاشرے کی برائیوں کی بات ہو تو اعتراض سے پہلے معاشرے پر ایک نظر ضرور ڈال لیا کریں اور اگر واقعتاً ویسا ہی ہو جیسا کہا گیا ہے تو اس برائی کو ختم کرنے کی کوشش میں لگنا اور اپنے آپ سے اس کی ابتداء کرنا اچھا ہے یا اس شخص کو چپ کروانا ضروری ہے جو ہمیں شیشہ دکھا رہا ہے ؟

کہیں یہ نہ ہو کہ نشان ہمارے چہرے پر ہو اور ہم غصے میں آ کر شیشہ ہی توڑ دیں اور تالیاں پیٹیں کہ ... ”داغ تھا ...مٹا دیا ۔جان چھوٹ گئی۔“

☆☆☆

نظر کی کمزوری

✍ڈاکٹر شاہد محمود حفظہ اللہ

مجھے کلین شیو زیادہ خوبصورت لگتے ہیں...

انگریزوں کے چہرے کتنے خوبصورت ہیں...

امریکی صدروں،وزیروں، مشیروں کے کلین شیو چہرے کتنے اچھے ہیں...

یورپی، امریکی اور ایشیائی اداکار اور گلوکار سب ہی کلین شیو ہیں اور کروڑوں لوگ ان کے شیدائی ہیں...

ہمارے اپنے ملک کے تمام وزیر اور وزیرِ اعظم اور تمام صدر کلین شیو ہیں...

ہماری تمام فوج کے سربراہ بھی کلین شیو ہیں اور......

ہمارے تمام اداکار بھی باقاعدگی سے شیو کرتے ہیں اور.....

جدھر دیکھتا ہوں میں ...

ادھر شیو ہی شیو ہے..

داڑھی رکھنے والے کو دہشت گرد کہا جاتا ہے ...

بچے ڈرتے ہیں ...

شادی میں مسائل درپیش ...

نوکری خصوصاً فورسز میں انتہائی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے ...

نوکری کی تلاش میں ناکامی ...

لوگوں کے طعنے نہیں جینے دیتے، ”داڑھی رکھ کر یہ کام کا نہ رہا...“

کسی لڑکی کا آئیڈیل داڑھی والا نہیں ہوتا...

چند داڑھی والے نوجوانوں کو چھوڑ کر ... کلین شیو نوجوانوں کی پکچر پر اتنے زیادہ لائک...

اس میں شک نہیں کہ ...

کائنات میں سب سے زیادہ خوبصورت چہرہ محبوبِ خُدا، وجہِ کائنات آنحضرت ﷺ کا ہے اور اُن کو اللہ تعالیٰ نے داڑھی سے رونق بخشی...

آپ علیہ و سلم کو سب سے زیادہ نفرت داڑھی مُنڈوانے والوں سے تھی ...

تمام انبیاء علیہ اسلام کے داڑھی تھی. اور یوسف علیہ السلام تو اِس داڑھی میں بھی اتنے خوبصورت تھے کہ مصر کی حسیناؤں نے اُن کو دیکھا تو بےخودی میں اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے...

تمام صحابہ، تابعین، محدّثین، مفسّرین،اولیاء اور بزرگانِ دین داڑھی والے تھے ...

اس دور کے تمام ائمہ کرام، حفاظ، علماء اور نیک اور بزرگ تمام ہی داڑھی والے ہیں ...

حرمین شریفین کے تمام اماموں کو اللہ تعالیٰ نے کتنی عزّت بخشی ہے ...

اور داڑھی والے بہت کم ہی کنوارے نظر آئیں گے... بلکہ اکثر تو زیادہ کی خواہش کا اظہار کرتے ہوئے ملیں گے.. کیونکہ داڑھی رکھنا قوتِ مردانہ کا مستقل ذریعہ ہے ...

تجارت کے اکثر شعبے دین داروں کے پاس ہیں خصوصاً سرحد اور بلوچستان... وہ سب داڑھی کے ساتھ اپنے کاروبار خوش اسلوبی سے چلا رہے ہیں...

کتنے شعبے ایسے ہیں جہاں داڑھی والے کو قابلِ اعتماد اور معزّز سمجھا جاتا ہے اور ذمہ داریاں سپرد کی جاتی ہیں...اور خوش اسلوبی سے اپنی ذمہ داریاں نبھا رہے ہیں...

یہ بھی سوچتا ہوں کہ...

داڑھی منڈوانے والا کافروں کی مشابہت اختیار کر رہا ہے اور اس کا حشر بھی اُن کے ساتھ ہو گا... یہ گناہ ہر وقت ساتھ ہوتا ہے ... اس کی نحوست بھی ہر وقت ساتھ ہوتی ہے... سنت کی مخالفت کی وجہ سے اللہ کی رحمت سے بھی محرومی مستقل ساتھ رہتی ہے...

کئی بار خیال بھی آتا ہے کہ داڑھی رکھ لوں.. .مگر ... سوچتا ہوں کہ بڑھاپے میں رکھوں گا... پھر خیال آتاہے زندگی کا کیا بھروسہ، کہیں اسی نافرمانی ہی میں موت نہ آجائے ...

میرے لیے دعا فرمائیں...

اللہ میری نظر کو درست فرما دے...

اللھم ارنا الحق حقاً وارزقنا اتّباعہُ...

اے اللہ! حق کو حق کر کے دکھا دے اور اس کی اتّباع کی توفیق بھی دے دے

وارنا الباطلَ باطلاً وارزقنا اجتنابہُ...

اور باطل کو باطل کر کے دکھا دے اور اس سے بچنے کی توفیق بھی نصیب فرما...

داڑھی رکھنے کی ہے یہی ایک راہ
داڑھی رکھنے والوں سے راہ پیدا کر☆

اور

نقشِ قدم نبی کے ہیں جنت کے راستے
اللہ سے ملاتے ہیں سنّت کے راستے

☆☆☆

☆ شعر خارج از بحر ہے۔(مدیر)

خبرنامہ

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ؀

بلاشبہ اس میں نصیحت کا سامان ہے، ان کے لیے جو (اللہ سے) ڈرتے ہیں۔ (سورہ ۷۹ ،النازعات: ۲۶)

✍ ایجنسیاں

بابائے خدمت عبد الستار ایدھی ہم میں نہیں رہے

محسن انسانیت عبد الستار ایدھی صاحب بتاریخ ۸ جولائی ۲۰۱۶ء کو اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے۔ گردوں کے فیل ہونے کی وجہ سے ۸۸ سال کی عمر میں انہوں نے دنیا کو خیر باد کہا۔ آپ ہمیشہ دوسروں کی فکر میں گھلتے رہے اور خود پر خرچ کرنا گویا حرام سمجھتے رہے۔ یہی وجہ کہ انہیں ”دی رچیسٹ پوور مینThe richest poor man“ یعنی امیر ترین غریب آدمی کہا جاتا ہے۔ ان کی سماجی خدمات کے اعتراف میں پاکستان حکومت کی جانب سے نشانِ امتیاز، پاکستان سوک سوسائٹی کی جانب سے پاکستان سوک اعزاز، پاک فوج کی جانب سے اعزازی شیلڈ، پاکستان اکیڈمی آف میڈیکل سائنسز کی جانب سے اعزازِ خدمت، پاکستانی انسانی حقوق اعزاز، ۲۶ مارچ ۲۰۰۵ء عالمی میمن تنظیم کی جانب سے لائف ٹائم اچیومنٹ اعزاز(life time achievement award)سے نوازا گیا۔ اس کے علاوہ بین الاقوامی طور پر بھی کئی اعزازات بشمول ”دنیا کی سب سے بڑی رضاکارانہ ایمبولنس سروس-گنیز بک آف ورلڈ ریکارڈز ۲۰۰۰ء“ ملے۔

ایدھی فاؤنڈیشن آج ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ پاکستان میں ہر ۵۰۰ کلومیٹر پر ایک ہسپتال تعمیر کرنا چاہتے ہیں۔

☆☆☆

طلاقِ ثلاثہ مسلم خواتین کے لیے کوئی مسئلہ نہیں

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی خاتون یونٹ نے کہا: ”طلاق مرد کا حق ہے، خلع ہمارا حق ہے۔“

نئی دہلی (ایجنسیاں / ماہنامہ اللہ کی پکار) مسلم خواتین کے کچھ گروہوں کی جانب سے طلاقِ ثلاثہ پر شدید تنقیدوں کا جواب دیتے ہوئے آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی خاتون یونٹ نے آج کہا کہ ”طلاقِ ثلاثہ کے حوالے سے نسوانی حقوق کے نام پر کچھ ہمدردیاں جتانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ کچھ لوگ بلا وجہ طلاقِ ثلاثہ کے مسئلے کو طول دے رہے ہیں، جس کا کوئی جواز نہیں۔“

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ مجلس عامہ کی رکن ڈاکٹر اسماء زہرا نے پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اس وقت میڈیا میں طلاق کا مسئلہ بڑے زور و شور سے اٹھایا جارہا ہے اور یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی جارہی ہے کہ طلاق ثلاثہ کی وجہ سے مسلم خواتین کی اکثریت پریشان ہے۔ ایک نشست میں تین طلاق، طلاقِ بدعت ہے اور اسے ناپسند کیا گیا ہے۔ اس کو بڑھا چڑھا کر میڈیا پیش کر رہا ہے۔ دوسرے مذاہب کے ماننے والوں کے مقابلے میں مسلمانوں میں طلاق کا فی صد بہت کم ہے۔ اس قسم کی خواتین تنظیموں پر مسلم خواتین کا کوئی اعتماد نہیں ہے۔ یہ خواتین شریعت سے بیزار ہیں تو وہ ملک کے سول قوانین سے فیصلہ کرانے کے لیے آزاد ہیں۔“

دار القضاء کی حیثیت ایک مشاورتی باڈی کی ہوتی ہے، دار القضاء ملک میں عدالتوں کے بوجھ کو ایک طرح کم کر رہے ہیں اور مسلم پرسنل لا میں کسی قسم کی مداخلت قطعاً برداشت نہیں کی جائے گی۔

☆☆☆

کیا آپ مصنف ہیں؟

اپنی کتاب سربکف پبلیکیشنز سے مفت شائع کرائیں!*

آپ کے لکھنے کی صلاحیت ایک نعمت ہے...

اور یہ نعمت... قوم کی امانت ہے...

اگر آپ کسی کتاب کے مصنف ہیں یا آپ نے کوئی تحریر لکھ رکھی ہے جسے آپ اللہ کے بندوں تک پہنچانے کے خواہش مند ہیں۔۔۔تو اس تحریر کا متن یونیکوڈ فارمیٹ (ایم ایس ورڈ M.S.Word) میں یا ان پیج فائل میں ہمیں فراہم کریں، ان شاء اللہ "سربکف پبلیکیشنز" آپ کی کتاب کو پی ڈی ایف کی شکل میں مفت پبلش کر کے فراہم کرے گا۔ علاوہ ازیں آپ کی کتاب سربکف کے بلاگ، فیس بک پیج وغیرہ اور وسائل و ذرائع کے توسط سے عوام تک پہنچے گی۔

*شرائط:

۱۔ تحریر کم از کم بیس صفحات پر محیط ہونی چاہیے جسے بطور کتابچہ پیش کیا جا سکے۔

۲۔ کتاب کا مضمون تخلیقی ہونا چاہیے۔ اسلام اور ردِّ فرقِ ضالہ و باطلہ کے علاوہ تاریخ و سوانح، سبق آموز کہانیاں یا ناول وغیرہ بھی قابلِ قبول ہوں گے۔ ہر صنفِ سخن قبول ہوگی بشرطیکہ مضمون دعوتی اور قوم کی فلاح پر مبنی ہو۔ فحش یا وقت کے ضیاع والی تحاریر رد کر دی جائیں گی۔ کتاب کے ردّ و قبول کے تمام اختیارات ہماری ٹیم کو حاصل ہوں گے جن کی جانب سے کیا گیا فیصلہ آخری ہو گا۔

۳۔ چونکہ یہ کام مکمل رضاکارانہ طور پر فی سبیل اللہ انجام دیا جائے گا، اس لیے کسی مقررہ وقت پر کتاب کی تکمیل کا وعدہ نہیں کیا جائے گا۔ ہماری ٹیم رضاکارانہ طور پر اپنے اوقات کی سہولت کے مطابق جلد از جلد کتاب تکمیل تک پہنچانے کی مکمل کوشش کرے گی۔

۴۔ بحیثیتِ بشر ہماری ٹیم سے خطا کا ہونا بعید از امکان نہیں ہے، چنانچہ کسی غلطی کی نشاندہی و دیگر ضروری امور کے لیے طے شدہ ممبر سے ای میل یا فون کے ذریعے گفت و شنید انتہائی نرم خوئی کے ساتھ کی جائے گی۔

۵۔ ہر چند کہ ای بک بنانے کی یہ سہولت مفت ہو گی، لیکن ہم یا ہماری ٹیم میں سے کوئی بھی اس تعلق سے کبھی کوئی احسان نہیں جتلائے گا (ان شاء اللہ) البتہ بطور انسان (اور خصوصاً مسلمان) ہونے کی حیثیت سے یہ آپ کی ذمہ داری ہو گی کہ آپ اپنے لہجے میں تحکم کا شائبہ نہ آنے دیں۔

۶۔ سربکف کے ذریعے شائع شدہ آپ کی برقی کتاب کو قیمتاً فروخت نہیں کیا جاسکے گا، یہ اللہ کے بندوں کے لیے مفت میں دستیاب ہوگی۔ اگر آپ برقی کتب کو قیمتاً فروخت کرتے ہوئے پائے گئے تو آپ کا یہ عمل اخلاقی، شرعی اور قانونی جرم ہوگا۔ اس صورت میں دیگر کاروائیوں کے علاوہ آپ سے آئندہ ادارہ کوئی تعلق نہیں رکھے گا۔

۷۔ آپ کی کتاب کا کسی خاص زبان میں ہونا ضروری نہیں ہے۔ اردو کے علاوہ عربی، انگریزی، ہندی، مراٹھی اور دیگر زبانوں میں بھی دے سکتے ہیں۔ رومن اردو میں بھی کتاب دی جاسکتی ہے لیکن بہتر ہوگا کہ اسے اردو ہی میں شائع کرائیں۔

۸۔ ہر کتاب کی طرح آپ کی کتاب کے سرورق پر ”سربکف پبلیکیشنز“ لکھا ہوا ہوگا۔ کتاب کے آخر میں دوسری کتب کے اشتہارات یا ادارہ کی جانب سے نوٹس وغیرہ شامل ہوں گے۔ کتاب کے درمیان کسی بھی قسم کا کوئی اشتہار شامل نہیں کیا جائے گا۔

۹۔ سرورق کا ڈیزائن مقرر رہے گا۔ اگر آپ سرورق خود ڈیزائن کرتے ہیں تو اس صورت میں ”سربکف پبلیکیشنز“ نمایاں حروف میں لازمی لکھا ہوگا اور سرورق کی تصویر Image File ہمیں ارسال کرنی ہوگی۔

۱۰۔ کسی کو فوقیت نہ دیتے ہوئے ”پہلے آئے پہلے پائے“ کے مطابق سہولت فراہم کی جائے گی۔

نوٹ:

☆ اگر آپ مناسب خرچ برداشت کرسکتے ہوں تو Typo.pk ویب سائٹ کے ذریعے آپ یہ کام کرواسکتے ہیں۔ واضح رہے کہ Typo.pk سے آپ کی ڈیل کا ”سربکف پبلیکیشنز“ سے کوئی تعلق نہیں ہوگا۔

☆ اس کارِ نیک کے لیے اگر آپ بھی ہماری ٹیم کا حصہ بننا چاہتے ہیں تو فقیر سے رابطہ کریں یا مجلسِ مشاورت کے کسی رکن کو مطلع فرمائیں۔

آپ کا خادم

فقیر شکیب احمد

SARBAKAF

TWO MONTHLY ONLINE MAGAZINE

SARBAKAF PUBLICATIONS
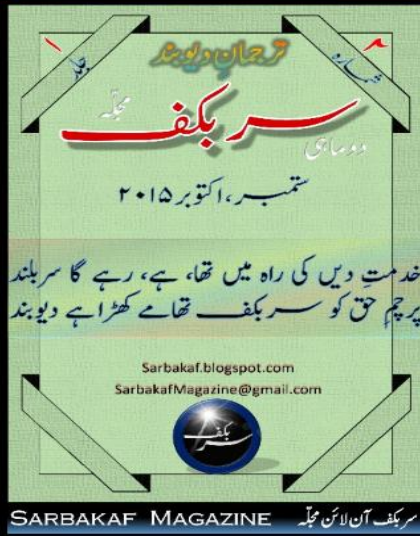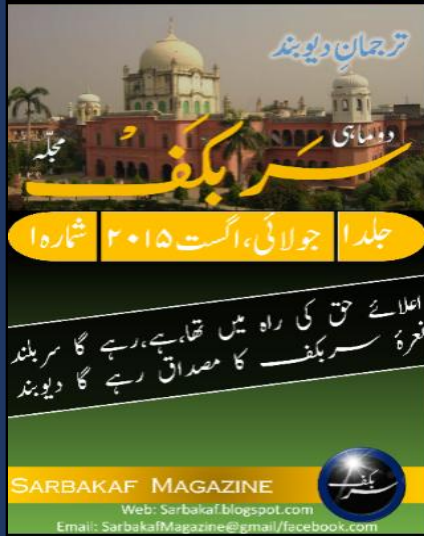
Published by Editor and Owner Shakeeb Ahmad.

Shakes.ahmad@gmail.com
Mob: +91 8956704184